عقلِ بیدار

تصنیفِ لطیف

حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ از

سید امیر خان نیازی سروری قادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عقلِ بیدار

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس کی ذات دائم زندہ ہے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس ذات کے۔ پس اُسی کو پکارو دین میں مخلص ہو کر۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے دونوں جہان کا۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔(۱)" یہ اس لئے ہے کہ مؤمنین کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا مولیٰ کوئی نہیں۔" (۲) "اور عقبیٰ کے تمام انعامات متقین کے لئے ہیں۔" (۳) " اور عبادت کرو اپنے ربّ کی حق الیقین کی حد تک۔" اور تمام متبرک نعمتوں کا ہدیہ پیشِ خدمت ہے صاحبِ حیات نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں کہ جن کی شان میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔(۱)" اللہ وہ ذاتِ پاک ہے کہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت و دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔" (۲) " اور اُن کے پاس ایک نہایت ہی کریم رسول آیا اور اُس نے کہا کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو، بے شک میں ایک امانت دار رسول ہوں۔" مراتبِ قابَ قوسین پر تصرف اُن کی عظیم شان ہے، مراتبِ فنافی اللہ اور لامکان میں نورِ حضور کا اِستغراق اُن کی جان ہے۔ بے حد و بے شمار درود و سلام ہوں احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر، اُن کے اہلِ بیت پر اور اُن کے تمام اصحاب پر ۔ اس کے بعد اس تصنیف بے تالیف کا مصنف کہتا ہے کہ اس تصنیف میں کیمیائے تصرف کی توفیق کا وہ خزانہ موجود ہے کہ جس سے بندہ دنیا کے سیم و زر سے بے نیاز و لایحتاج ہو جاتا ہے، مشاہدۂ قرب اللہ حضوری کی معراج پا کر باجمعیت صاحبِ تحقیق ہو جاتا ہے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدارِ پُر انوار سے مشرف ہو جاتا ہے کہ راہِ باطن کا خاصہ و

خلاصہ یہی ہے اور وہ دائمی طور پر جملہ انبیاؑ و رسل اور اصفیا و اولیائے اللہ کی ارواح کا ہم مجلس ہو جاتا ہے اور ہدایتِ حق اُس کی راہبر و رفیق بن جاتی ہے۔ جو کوئی اِس میں شک کرے وہ کاذب معرفتِ الٰہی کا منکر اور قومِ زندیق میں سے ہے۔ یہ مراتب اُس غالب الاولیا صاحبِ سلکِ طریقت کے ہیں جس کا غلبہ معرفت و حقیقت پر اِس قدر ہو کہ وہ قوتِ علمِ واردات اور حاضراتِ اسمِ اللہ ذات کی طے سے ایک ہی دم میں اور ایک ہی قدم میں کل و جز کے بے حد و بے حساب مقامات پل بھر میں طے کر جائے۔ ایسے فقیر کا مرتبہ کسی کے وہم و فہم میں نہیں آ سکتا۔ اُسی کے بارے میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔" وہ رمز بہ رمز، عین بہ عین اور ایما بہ ایما ہوتا ہے چنانچہ اسم بہ مسمّٰی معنا، اُس پر اسم اللہ ذات کی حاضرات سے لوحِ محفوظ کے علم کا مطالعہ کھل جاتا ہے اور کل و جز کا تمام علم لوحِ محفوظ کے مطالعہ میں آ جاتا ہے۔ قادری طریقہ میں طالب ابتدا ہی میں اسم اَللّٰہُ ذات کی حاضرات سے پہلے ہی روز علمِ لوحِ محفوظ کے مطالعہ کا سبق پڑھ لیتا ہے جس سے اُسے رسمی رواجی ظاہری علم پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ مرتبہ ہے صاحبِ معرفت "اِلَّا اللّٰہُ" عاشق کا کہ وہ غرق فنا فی اللہ معشوق ہوتا ہے۔ اِس مرتبے پر طالب جو کچھ دیکھتا ہے وہ غیر مخلوق انوارِ دیدار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ راہِ سلوک میں یہ طریقہ سراسر امتحان کی راہ ہے جس میں تمام وجود پر تصور سے اسم "اَللّٰہُ" لکھنے کی مشق کی جاتی ہے کہ اِس مشق وجودیہ سے پہلے ہی روز اللہ تعالیٰ کا قرب اور اِستغراق توحید نصیب ہوتا ہے۔ اِس طریقہ کے کاملین کو نظر و نگاہ کا ہر مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم و اجازت سے بادشاہ کو مفلس و گدا کر دیں اور گدا کو بادشاہ کر دیں۔ اِس کتاب کے مصنف کو نبیٔ شفیع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے وسیلہ سے تلقین و ارشاد کا منصب عطا کر کے حضرت پیر دستگیر محی الدین شاہ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کا مرید اور دین میں قوی کر دیا۔ جو کوئی اِس میں شک کرے وہ بدبختوں میں سے ہے۔

جان لے کہ ایک کامل ولی اللہ کی تصنیف بے تکلیف کا مطالعہ قاری کے وجود میں ایسی تاثیر و نفع جاری کرتا ہے کہ وہ روشن ضمیر ہو کر خود بخود حضوری کے مقام پر پہنچ جاتا ہے جب کہ ناقص کی تصنیف کے مطالعہ سے کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ کتاب عین رحمت نما ہے اور طالبانِ خدا کو عطائے خداوندی کا فیض و فضل بخشتی ہے کہ یہ خود عطائے خداوندی ہے اور اس کا تعلق خدا کی ذات سے ہے۔

بیت :۔" فقط کل ہی کیوں؟ وہ تو آج بھی طالبانِ صادق کو اپنے لقا سے شاد فرما رہا ہے البتہ آنکھوں کا اندھا بے حیا اُسے کہاں دیکھ سکتا ہے؟"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔" جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔"

بیت :۔" جو اُسے یہاں دیکھ لیتا ہے وہ اُسے جان بھی لیتا ہے اور پہچان بھی لیتا ہے چنانچہ میرا جسم یہاں ہوتا ہے اور جان لامکان میں اُس کی دید میں غرق ہوتی ہے۔"

اس مصنف کا یہ کلام علمِ تصوف کی تصنیف ہے اور تصوف دل سے ماسویٰ اللہ کا زنگ اُتارنے کی راہ ہے جس میں تصورِ ربانی سے حضوری کا شرف، لطیف روحانیتِ قبور کا تصرف، توجہ، قرب اللہ کی توفیق، تفکرِ فنا فی اللہ کی تحقیق اور جامع الجمعیت رفاقتِ حق پائی جاتی ہے۔ یہ آفاتِ راہ سے پاک سلک سلوک ہے جس کی ابتدا ہی معرفتِ لاھُوت اور اللہ تعالیٰ سے الہامی ہم کلامی ہے۔ عارفِ عیاں، ناظرِ دوام، صاحبِ حضوری مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، خانہ زاد غلام و طالب مرید قادری فقیر باھُو کہتا ہے کہ جب طالب اللہ ذکرِ یَا ھُوْ سے زبان کھولتا ہے تو اُس کے وجود کا ہر بال بے قبض و بسط، بے سکر و صحو اور بے لغو و لہو غرق فی اللہ ہو کر ذکرِ یَاھُوْ میں محو ہو جاتا ہے جس سے اُس کے دل کا سویدا روشن ہو جاتا ہے کیونکہ اس ذکر سے قلب کے اندر ایک غیب الغیب لطیفہ بیدار ہو جاتا ہے جو تجلیاتِ انوارِ دیدارِ پروردگار کی طرف متوجہ رہتا ہے کہ ایسا علم نعم البدل جو طالبانِ مولیٰ کو ہر روز اللہ تعالیٰ کی نئی شان سے روشناس کرا کے استغراق فنا فی

اللہ کا فیض و فضل بخشتا ہے عارفوں کو روزِ ازل سے حاصل ہے۔ اِس کتاب کا مصنف فقیر باھُو ولد بازیدؒ عرف اعوان ہے جو قلعہ شور کا رہنے والا ہے، اللہ تعالیٰ شورکوٹ کو ہر آفت و ظلم سے محفوظ رکھے۔ یہ فقیر محض تقلید کی بات نہیں کرتا کہ یہ دریائے توحید کا مشاہدہ کرنے والا اور اُس سے معرفت کے موتی نکال لانے والا غوّاص ہے اور اِسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاکِ پا ہونے کا شرف حاصل ہے۔

عقلمند وہ ہے جو سب سے پہلے طالب اَللّٰہ ہو پھر مرید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو، موافقِ قرآن اور مخالفِ دنیا و نفس وشیطان ہو اور شریعت کا عامل ہو۔ شریعت جسے حق کہے اُسے لے لے اور جسے باطل کہہ کر رد کرے اُسے چھوڑ دے۔ شریعت کس چیز کا حکم دیتی ہے؟ شریعت حکم دیتی ہے کہ اپنا رخ معرفتِ الٰہی کی طرف کرلے، غرق فی اَللّٰہ ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب و دیدار حاصل کر، دنیا کو ترک کر دے اور مخلوق سے جدا ہو کر معیتِ خدا میں غرق ہو جا کہ جو کوئی معیتِ خدا میں آجاتا ہے وہ نفس و ہوا سے جدا ہو جاتا ہے۔ دل کی آنکھ کھول اور انوارِ پروردگار کو دیکھ۔ اِس کتاب کتبِ الارباب کا نام عقلِ بیدار رکھا گیا ہے اور اِسے "غم دُور کرنے والی، صاحبِ مطالعہ کو لا یحتاج ولی اللہ بنانے والی اور شمس العاشقین" کا خطاب دیا گیا ہے۔ اِسے نسخۂ فیض رسان بھی کہتے ہیں کہ یہ تمام طبقات کے لئے فیض بخش مثلِ بارانِ رحمتِ رحیم ہے یا معدنِ کرمِ کریم ہے کہ اِس کے مطالعہ سے فتوحاتِ غیبی اور وارداتِ لاریبی کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور صاحبِ مطالعہ کو عنایتِ کیمیائے اکسیر ہنر سے لے کر ہدایت کیمیائے اکسیر نظر تک کا ہر گنج تصرف حاصل ہو جاتا ہے جس سے دنیا کا سیم وزر، درم و دینار اور نقد و جنس کا بے شمار مال اُس کے تصرف میں آجاتا ہے۔ جو آدمی اِس کتاب سے گنجِ تصرف حاصل نہ کر سکا معرفتِ الٰہی تک نہ پہنچ سکا، جمعیتِ وصالِ جمال سے بہرہ ور نہ ہو سکا اور اِس کے مطالعہ سے اُس کا بخت نہ جاگا اور وہ نیک بخت نہ بن سکا اور عاجزی و ہلاکتِ فقر و فاقہ و مفلسی و پریشانی و بے جمعیتی سے بدحال ہو کر

در بدر کا بھکاری بن گیا تو اُس کے سوال کا وبال اُس کی اپنی گردن پر رہا۔

ابیات:۔(1) ”احمقوں کو اِس مقام کی کوئی خبر نہیں مگر میں دین و دنیا کے تمام مقامات طے کر چکا ہوں۔“ (2) ”جو کوئی اِن مراتب تک پہنچ جاتا ہے وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو جاتا ہے لیکن اِن مراتب تک لافزن کہاں پہنچتے ہیں۔“ (3) ”باھُو نے کیمیا کا خزانہ مفلسوں کے لئے کھول دیا ہے اب جس میں عقل و شعور ہے وہ اسے جلد حاصل کرے گا۔“

وہ مراتب ایسے ہیں کہ جن پر قرب اللہ حضور سے ہدایت کے مؤکل فرشتے آواز دیتے ہیں، ایک عمل علمِ دعوتِ قبور اور دوسرے تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات نور۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔”(اَللّٰہُ کے نور کی کیفیت یہ ہے کہ) نور پر نور چڑھا ہوا ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اپنے اِس نور کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔“ اِس نور میں آ کر مرشدِ کامل مکمل اکمل اور طالب ذکر فکر کی مستی اور ورد وظائف و کشف کرامات کی ہستی سے نکل کر مقامِ رازِ الستی میں آ جاتے ہیں۔ جو آدمی اِن مراتب پر پہنچ جاتا ہے وہ لایحتاج فقیر بن جاتا ہے۔ اِس طریق سے فقیر کو اتنی قوت و توفیق نصیب ہوتی ہے کہ وہ مرتبہ ظلِ اللہ (مراتبِ بادشاہی) پر پہنچ جاتا ہے اور مشرق سے مغرب تک ساتوں براعظم کی بادشاہت اُس کے تصرف میں آ کر فرمانبردار بن جاتی ہے لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ دنیا فانی ہے تو مراتبِ بادشاہی اختیار کرنے سے رک جاتا ہے۔ مراتبِ بادشاہی کا حصول مرشدِ کامل کے لئے قطعاً مشکل نہیں بلکہ محض نظر و توجہ سے یہ مراتب دوسروں کو بخش دینا اُس کے لئے آسان تر بات ہے۔ مرشدِ کامل طالبِ صادق کو ابتداہی میں کیمیائے اکسیر ہنر کی تحقیق کے ستتر (77) طریقوں کا فیض بخش دیتا ہے۔ اِس بخشش و عطا کے لائق وہی طالب ہوتا ہے جو یک وجود ہو جائے۔ طالبِ ناقص کو اِس مرتبے کا محرمِ راز کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ جن طالبوں کو ہنرِ کیمیا سے جمعیتِ نفس نصیب ہو جاتی ہے وہ فقر کی کسی بھی حالت میں عاجز و سوالی نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ معرفتِ قربِ اللہ وصال سے پیچھے ہٹتے ہیں کہ جملہ ہدایت غنایت میں پوشیدہ ہے اور غنایت پانچ قسم کی

ہے، غنایتِ نفس، غنایتِ قلب، غنایتِ روح، غنایتِ سرّ اور غنایتِ نور جسے جمعیتِ کل بھی کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی مطلق حضوری پائی جاتی ہے۔ جب طالب کو ہدایتِ غنایت نصیب ہو جاتی ہے تو اُس کے وجود سے حرص و طمع جیسے ناشائستہ اوصافِ ذمیمہ ختم ہو جاتے ہیں اور اُس کے ظاہری حواس بند اور باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ غنایت کے بغیر بندہ خدا سے فقر کا گلہ و شکایت کرتا ہے اور شرمندہ و روسیاہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دُور اور معرفتِ قربِ الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ پہلے غنایت پھر ہدایت چنانچہ مرشدِ کامل صاحبِ اخلاص طالبِ خاص کو اسم اللہ ذات کی توجہ سے گنجِ تحقیق کے تصرف کی توفیق بخش دیتا ہے اور تصور و تصرف کی تلقین سے نواز کر طالب کے مرتبے کو اپنے مرتبے کے برابر کر دیتا ہے اور جذبِ جمالیت سے اُس کے وجود کے ساتوں اندام کو نور بنا کر ایک ہی دم میں حضوری سے مشرف کر دیتا ہے۔ طالب اگر قدر دان ہو تو لائق احسان، باوفا، جان صفا، باادب اور باحیا ہوتا ہے۔ ایسا طالب غریب (خیالِ غیر سے پاک) ہوتا ہے اس لئے مرشدِ کامل اُس کے وجود سے ہر غیر و غلط طلب کو نکال دیتا ہے اور اُس کا ہر مطلب ریاضتِ طاعت کے بغیر ایک ہی ساعت میں پورا کر دیتا ہے اور بے شک اُس کا طالب ایک لحظہ یا ایک دم یا ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک ماہ یا ایک سال میں قربِ الٰہی کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اگر طالب صاحبِ تقلید، طالبِ روٹی، لافزن اور بات بات پر جھوٹ بولنے والا ہے یا اُس کا اعتقاد درست نہیں تو مرشد اُس سے بکثرت ریاضت کرواتا ہے کہ ایسے طالب کا نفس چلہ کشی اور مجاہدہ سے مغرور رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ معرفتِ حضور کی قدر نہیں جانتا اور ظاہر پرستی میں غرق ہو کر ہوائے نفس و خود پسندی میں مست رہتا ہے کہ اُسے فیضِ عنایت الست کی خبر نہیں ہوتی۔ جب تُو دیکھے کہ کوئی آدمی ظاہری عبادت میں بے حد محنت کرتا ہے لیکن باطن میں معرفتِ الٰہی سے بے خبر ہے تو جان لے کہ وہ کشف و کرامات کے بادیۂ ضلالت میں غرق ہو کر لوگوں کی مرادیں پوری کر رہا ہے۔ وہ خواص کے مراتب سے محروم و بے خبر ہے اگرچہ وہ ماہ سے ماہی تک

قدرتِ الٰہی کا تماشا دیکھتا ہے اور زیروزبر کی آگاہی رکھتا ہے۔ مرشدِ کامل کے لئے طالب کو ہر ظاہری مرتبہ اور جملہ باطنی مراتب پل بھر میں عطا کر دینا بہت آسان ہے، کامل کے لئے یہ کوئی دشوار کام نہیں ہے۔ فقیر جانِ جہان ہے اور اُس پر سب کچھ عیاں ہے۔ وہ اپنے خاص نوری وجود سے تمام جہان کی غیب الغیب حقیقت کو ظاہر کر سکتا ہے۔ تُو اِس بات پر تعجب مت کر کہ یہ مراتب صاحبِ نظر ہوشیار عارف باللہ فقیر کو حاصل ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ سب سے پہلے قلبِ سلیم حاصل کر کے تسلیم و رضا اختیار کرے اور ہر ایک کیمیا کی قوت سے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو کر واصل باللہ ہو جائے کیونکہ اختیاری فقر کا یہ مرتبہ اُس عارف کو نصیب ہوتا ہے جو صاحبِ صفتِ کریم ہو۔ جمعیتِ نفس اور یقین کامل کے لئے سات کیمیائے اکسیر کلید کی حیثیت رکھتی ہیں، وہ سات کیمیائے اکسیر یہ ہیں:۔ اوّل کیمیائے اکسیر علمِ کیمیائے اکسیر، دوم کیمیائے اکسیر علمِ دعوتِ تکسیر، سوم کیمیائے اکسیر علمِ قرآن کہ آیاتِ قرآن کی تفسیر سے کیمیا کا ہنر اور اسمِ اعظم حاصل کیا جا سکتا ہے، چہارم کیمیائے اکسیر کیمیائے علمِ روشن ضمیر ہے، پنجم کیمیائے اکسیر کیمیائے علمِ توجہ اور نظر باتاثیر ہے، ششم کیمیائے اکسیر وہ کیمیائے علم ہے کہ جس کے ذریعے ہفتہ بھر میں ہر ملک کی بادشاہی حاصل کی جا سکتی ہے اور مشرق سے مغرب تک ساتوں براعظم کی بادشاہت اپنے حکم و تصرف میں لے آنے کا عالمگیر مرتبہ حاصل کیا جا سکتا ہے، ہفتم کیمیائے اکسیر وہ کیمیائے علم ہے کہ جس سے صبر و شکر، حیا و رضا، فنائے نفس، حیاتِ قلب، اور بقائے روح کے مراتب حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اِس کیمیا کی مدد سے طالب جب چاہتا ہے اپنے نوری وجود کے ساتھ نورِ حضور میں داخل ہو کر لقائے حق سے مشرف ہو جاتا ہے۔ جو مرشد پہلے ہی روز طالب کو یہ سات کیمیائے اکسیر بخش کر علمِ کیمیا سکھا دیتا ہے اُس کی گردن سے طالب کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ مرشدِ کامل پر فرضِ عین ہے کہ وہ طالب پر احسان کرے بلکہ مرشد و طالب دونوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے پر احسان کریں۔ ایسا ہی باتوفیق مرشد لائق ارشاد ہے ورنہ مایۂ فساد ہے۔ یہ سات کیمیا

قصاص بے یقین ہیں۔ جو مرشد بے تصرف ہو اُس کا طالب بے دین و بے یقین ہو کر رات دن دنیائے مردار کی طلب میں در بہ درخوار ہوتا رہتا ہے۔ ایسے خود فروش مرشد کا خلیفہ بھی مردود و لعین ہوتا ہے۔ علمِ کیمیا کا عامل متوکل ہوتا ہے کہ جملہ فرشتے و موکل اُس کی قید میں ہوتے ہیں۔ علمِ کیمیائے اکسیر کا عامل کامل فقیر روشن ضمیر ہوتا ہے۔ وہ خضر علیہ السلام کی طرح صاحبِ نظر ہوتا ہے جو اپنی نظر و توجہ سے مٹی کے ڈھیلوں کو سونا و چاندی بنا دیتا ہے۔ ایسی نظر کو پارس نظر کہتے ہیں۔ جو آدمی ایسی قوی نظر رکھتا ہے اُس کی نگاہ میں مٹی و سونا چاندی برابر ہوتے ہیں۔ اِن مراتب پر فخر مت کر کہ یہ مراتب معرفت اللہ توحید سے بہت دُور ہیں، اِنہیں حضرت رابعہ بصری اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہما نے اختیار نہیں کیا۔ مبتدی طالبوں کو علمِ کیمیا سکھانا اور اُس کا عامل بنانا عین ثواب کا کام ہے کہ مفلسی اور فقر و فاقہ سے خطراتِ شیطانی اور وسوسہ و وہماتِ نفسانی پیدا ہوتے ہیں جو طالبانِ مولیٰ کا خانہ خراب کرتے ہیں مگر روحانی فقیر کہ جس کا دل غنی ہو اور اُسے مجلس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائمی حضوری اور علمِ کیمیا کا تصرف بھی حاصل ہو وہ طالبِ صادق کو مستحقین و یتامیٰ و اسیران و علماؤ فقہا و صلحا و اولیا و فقرا و غوث و قطب و درویشوں پر خرچ کرنے کے لئے علمِ کیمیا کا علم بخش دیتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔" یہ ایسی پردہ بردار فی سبیل اللہ سخاوت ہے جو ہر قسم کے ثواب کی جامع ہے۔ جان لے کہ مرشد پر فرضِ عین ہے کہ وہ طالبِ مولیٰ کو جملہ خزائن اللہ کا تصرف بخش کر اُس کے وجود سے شدتِ فقر و فاقہ سے پیدا ہونے والے حرص و حسد اور طمع و رنج کو دُور کر دے تا کہ طالب عیش و عشرت سے کھائے پیئے اور بادشاہ کی طرف سے مددِ رزق و معاش کو بھول جائے اور بلا مشقت و رنج مجرب کھانے کھائے۔ اُسے چاہیے کہ وہ اپنے طالب پر پانچ دن یا زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر ان پانچ خزانوں کا پچاس ہزار تصرف کھول دے تا کہ اُس کے قبضے میں بے شمار خزانے آ جائیں۔ ایسے مراتب سے طالب کو سرفراز کرنا مرشدِ کامل کے لئے نہایت آسان ہے۔ اُس کے

لئے یہ کوئی دشوار کام نہیں۔ پیر و مرشد پر فرضِ عین ہے کہ پہلے وہ تحقیق کرے کہ مراتبِ پیری کیا ہیں اور مرتبۂ مرشد کسے کہتے ہیں؟ نیز طالب و مرید کے بھی مراتب ہیں، مرید کا مرتبہ کیا ہے اور طالب کا منصب کیا ہے؟ پیر کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ مرید کو مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آمد و رفت اور پیغام و التجا کے قابل بنائے اور مرید کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ پیر کے حکم پر اپنی جان و مال اور تمام ملکیت قربان کر دے۔ یہ مراتب اُس مرید کے ہیں جو حضرت رابعہ بصری اور سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہما جیسا لایرید مرید ہو۔ مرتبۂ مرشد یہ ہے کہ وہ اسم اَللّٰہُ کی تلقین کرے اور طالب کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اسم اَللّٰہُ پر یقین کرے اور یقین اپنی آنکھوں سے مشاہدۂ حضوری کو کہتے ہیں۔ جو آدمی اِن مراتب تک پہنچنے کی راہ نہیں جانتا وہ پیری و مرشدی اور طالبی و مریدی کی رمز سے آگاہ ہی نہیں رکھتا۔ اگر مرید اپنے پیر پر اعتقاد نہ رکھے تو پیر کو چاہیے کہ وہ اُسے لوحِ محفوظ کا مشاہدہ کرا دے تاکہ قیامت تک اُس کا اعتبار درست ہو جائے۔ اگر طالب کو مرشد پر اعتبار نہ آئے تو مرشد اُسے باطنی توجہ سے مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا دے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسے تلقین فرما دیں تاکہ اُس کا یقین قیامت تک مستحکم رہے۔ حجام جیسے پیر و مرشد بہت ہیں اور خام طالب و مرید بھی بے شمار ہیں۔ وہ کون سا علم اور کون سی حکمت ہے کہ جس سے ایک ہی ساعت میں ظاہر و باطن کا کل و جز اور خاص و عام ہر مرتبہ طالب کے عمل میں آ جائے اور وہ مراتبِ فقر پر پہنچ کر حاکم و امیر بن جائے۔ یہ مراتب اُس مالک الملکی فقیر کے ہیں جو " اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ " کے مقام پر فائز ہو۔ یہ مراتب اہلِ بصیرت عارف کے ہیں۔ اہلِ ذات عارف کے اِن مراتب کو تیلی کا چشم بند بیل گدھا کیا جانے؟ تمام علم علوم اور جملہ خزائن کیمیا کی جانکاری و واقفیت اور تمام مراتبِ قربِ حضوریٔ قیوم ذات کی حصولیابی نورِ تصورِ اسم اللہ ذات کی توفیق اور مزاراتِ اولیائے اَللّٰہُ کی شہسواری و دعوتِ قبور کے علم و عمل کی تحقیق سے نصیب ہوتی ہے۔ مرشدِ کامل اپنی نظر و توجہ سے طالب کے وجود کو زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے

زیادہ وسیع کر دیتا ہے کیونکہ کم حوصلہ طالب کے لئے دورانِ تلقین وجود کو سنبھالنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ مرشدِ کامل جب قرب اللہ حضور کی تلقین کرتا ہے تو فردانیتِ تجلّی نور اور قدرتِ انوارِ دیدارِ پروردگار کا نظارہ کچے گھڑے کی طرح خام طالب کے وجود کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ اسم اَللّٰہُ کے ربانی بوجھ کو فقط وہ آدمی جانتا ہے جس نے یہ بوجھ اُٹھا رکھا ہو۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔ "بے شک ہم نے اپنی امانت پیش کی آسمانوں پر، زمین پر اور پہاڑوں پر، سب نے اُس بھاری امانت کو اُٹھانے سے عاجزی پیش کر دی مگر انسان نے اُسے قبول کر لیا، بے شک وہ اُس کے وزن سے ناواقف و انجان تھا۔" مرشدِ کامل و پیر مکمل کو کس علم سے پہچانا جا سکتا ہے؟ مرشدِ کامل اگر جاہل کو تلقین کر دے تو وہ عالم و فاضل بن جاتا ہے کیونکہ علما کا تمام علم مرشدِ کامل کے تصرف میں ہوتا ہے۔ یہ علم عارفوں اور عاشقوں کا نصیبہ ہے اور یہ لوگ قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتے رہیں گے۔ یہ حضرات جملہ علوم کی تحصیل ایک دوسرے سے سینہ بہ سینہ، توجہ بہ توجہ، حضور بہ حضور، قرب بہ قرب، تصرف بہ تصرف، قلب بہ قلب، روح بہ روح، سِرّ بہ سِرّ اور زبان بہ زبان ایک ہی ساعت میں کر لیتے ہیں۔ اِس طرح کا مطالعہ وہ خوش بخت فقیر کرتا ہے جو لوحِ محفوظ پر لکھی ہوئی ہر دو جہان کی تقدیر کا مفصل تماشا اپنی ہتھیلی پر دیکھتا ہے اور اُسے بیان کرتا ہے۔ وہ اَن پڑھی تحریر پڑھتا ہے اور غیب کی اَن دیکھی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ یہ مراتب بھی طالبِ مولیٰ کا ابتدائی سبق ہے۔ اگر مرشدِ کامل کسی صاحبِ علم علوم عالم فاضل کو تلقین کر دے تو اُس کا قلب معرفت اللہ توحید کی تحقیق سے علمِ تصدیق پا کر گویائی پکڑ لیتا ہے اور اُس کی زبان علمِ ظاہر کے بیان سے خاموش ہو جاتی ہے۔ اگر مرشدِ کامل ظلِ اللہ بادشاہ کو تلقین کر دے تو ملکِ سلیمانؑ اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ہوئی سلطان سکندر جیسی لامحدود بادشاہی اُس کے قبضے میں آ جاتی ہے اور روئے زمین کا ہر خاص و عام آدمی اور کل و جز ہر مخلوق اُس کی تابع فرمان بن جاتی ہے۔ مرشدِ کامل کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ وہ لایحتاج ہوتا ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ وہ آدمی مرشد

ہرگز نہیں ہوسکتا جو دوسروں کا محتاج ہو اور کشف و کرامات کا سہارا لے کر خود فروشی کرتا ہے اور اپنے اس مرتبے پر کبر و عجب و ہوا کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ضرب المثل ہے :۔"مکارہ اس لئے پارسا ہے کہ اُس کا ہاتھ معصیت تک پہنچتا نہیں۔" اُس کا یہ فقر اضطراری ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔" کیا ہے کہ تم دوسرے لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر خود کو بھول جاتے ہو۔" عاقل وہ ہے جو علمِ دعوتِ قبور اور علمِ دعوتِ نورِ حضور میں کامل اور اللہ کی نظر میں منظور ہو۔ علمِ دعوت پڑھنے کے لائق وہ آدمی ہوسکتا ہے جس کا وجود مغفور ہو۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔" تاکہ اللہ تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادے۔" جب کوئی صاحبِ دعوت کامل یا اُس کا طالب عامل قرآن مجید کی تلاوت سے دعوت پڑھنا شروع کرتا ہے تو تمام انبیا و اصفیا و مرسلین و اولیائے اللہ غوث قطب و مؤمن مسلمان اور تمام اہلِ منصب روحانیوں کی جماعت کے افراد خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت شدہ ہوں کی ارواح اُس سے ملاقات و مصافحہ کر کے ہم کلام ہوتی ہیں اور وہ ہر ایک سے واقف ہو جاتا ہے۔ شہسوارِ قبر [1] دعوت پڑھنے سے ہرگز نہیں گھبراتا۔ یہ مراتب دعوت خوان کو پہلے ہی روز حاصل ہو جاتے ہیں۔ علم میں دو مناصب ہیں۔ کامل صاحبِ دعوت پہلے ہی روز خزائن الٰہی حاصل کر لیتا ہے اور ناقص رجعت کھا کر مر جاتا ہے۔

---

[1] :۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی سلک سلوک میں دعوتِ قبور پڑھنا ایک اہم عمل ہے جس میں صاحبِ دعوت کسی غوث قطب یا شہید کی قبر پر مخصوص ترتیب کے ساتھ قرآن خوانی کرتا ہے تو اُس کا رابطہ اہلِ قبر کی روح کے ساتھ ہو جاتا ہے اور وہ اہلِ قبر سے اپنے کسی مطلب کے لئے مدد طلب کرتا ہے تو اہلِ قبر اُس سے تعاون کرتا ہے۔ یہ دعوت قبر کی پائنتی کے ساتھ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے۔ اگر یہ دعوت کارگر نہ ہوسکے تو قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ اگر یہ دعوت بھی ناکام ہو جائے تو قبر پر سوار ہو کر یہ دعوت پڑھی جاتی ہے۔ یہ دعوت بہت سخت ہے۔ اِس سے اہلِ قبر کی روح ضرور حاضر ہو جاتی ہے اور اہلِ دعوت کی مدد کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ حضرت سخی سلطان باھوؒ نے ایسے صاحبِ دعوت کو "شہسوارِ قبر" کی اصطلاح سے یاد فرمایا ہے۔

شرحِ دعوت

دعوت پڑھنا ننگی تلوار کی مثل قاتل عمل ہے جو سارے جہان کو دم بھر میں قتل کر سکتا ہے۔ تُو اس بات پر تعجب مت کر کہ قرآن مجید اللہ پاک کا کلام ہے اُس پر اعتبار کیا جائے۔ پس صاحب دعوت کامل دعوت کی اس ننگی دو دھاری تلوار کو قبضے میں لے کر موذیوں اور کفار کو قتل کرتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے:۔" موذیوں اور کفار کو قتل کر دو۔" اور ناقص دعوت خوان دعوت کی اس تلوار کو نیام میں بند رکھتا ہے اور جدھر بھی اِسے استعمال کرتا ہے رجعت کھا کر اپنا خانہ خراب کرتا ہے۔ عاقل وہ ہے جو کامل و ناقص کو اُس عمل و علم سے پہچان سکے۔ کامل اور اُس کا طالب ترکِ حیوانات نہیں کرتے اور نہ ہی اُنہیں زکوٰۃِ وظائف و حصار و وقتِ سعد و نحس و عدد و بروج شماری کی حاجت ہوتی ہے لیکن ناقص صاحبِ دعوت رجعت کھا کر خوار ہوتا ہے۔ حلال حیوانات کا ترک کفار اہل نار علیہ اللعنت کی رسم ہے۔ صاحبِ دعوت کامل جو چاہے کھائے اُس کا کھانا نور، سونا مشاہدۂ حضور، زبان بذکر اللہ مذکور، قلب بیت المعمور[1] اور روح فرحت و شوق سے مسرور ہوتی ہے۔

بیت:۔" پانی کا تند و تیز ریلا راہنمائی کے بغیر ہی خود کہ دریا میں لے جاتا ہے کہ شوق جب راہنما ہو جائے تو کسی اور راہنما کی حاجت نہیں رہتی۔"

علمِ دعوت صاحبِ دعوت کامل کو قربِ الٰہی کی حضوری میں پہنچاتا ہے جہاں اُسے بارگاہِ پروردگار سے بذریعہ الہام جواب باصواب حاصل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اُسے مؤکل فرشتوں سے پیغام والتجا کی حاجت نہیں رہتی۔ سن! بعض لوگ علمِ دعوت پڑھنے میں اجازت کے لحاظ سے ناقص ہوتے ہیں اور بعض اجازت میں کامل مگر پڑھنے میں ناقص ہوتے ہیں۔ اِسی طرح

[1]:۔ بیت المعمور زمین کے خانہ کعبہ کی طرح عالمِ ملکوت میں اللہ تعالیٰ کا گھر ہے جس کا طواف فرشتے کرتے ہیں۔ فقیر کامل کے قلب کو بھی بیت المعمور کہا گیا ہے کہ فرشتے اُس کا بھی طواف کرتے ہیں۔

بعض دعوت پڑھنے میں کامل مگر اجازت میں ناقص ہوتے ہیں اور بعض پڑھنے اور اجازت دونوں میں عامل کامل ہوتے ہیں۔ آخر فقر کی انتہا کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ طالب توجہ، توفیق اور تصور و تحقیق سے فنا فی اللہ ہو کر بحق رفیق ہو جائے۔ سن! علمِ دعوت پڑھنے، سیم وزر کے ہزارہا خزانوں پر تصرف رکھنے، بے پناہ لشکر رکھنے، ذکر فکر و مراقبہ کرنے اور بے شمار حکم و حکمت کا تصرف حاصل کرنے سے فقیرِ کامل کی ایک ہی بار کی وہ توجہ بہتر ہے جو قربِ حضوری کی توفیق سے پُر ہو کہ اُس کی وہ توجہ روز بروز ترقی بخشتی ہے جو قیامت تک نہیں رکتی۔ یہ مراتب ہیں اُس صاحبِ عیاں فقیر کے جو نگاہِ بصیرت سے غیب کا علم پڑھتا ہے، اَن جانا علم جانتا ہے اور اَن سنی باتیں بیان کرتا ہے۔ غیب کا علم خداوند پاک کا خاصہ ہے اور وہ اپنے خاص بندوں کو وہ خاص علم پڑھاتا ہے جیسا کہ علمِ لدنی جو دل کے اندر دلیل کی صورت میں پیدا ہوتا ہے اور بعض کو اُس کی آگاہی قربِ قدرتِ الٰہ سے الہام و پیغام کے ذریعے ہوتی ہے۔ یہ راہ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے حاصل ہوتی ہے۔ جو کوئی اِس کا انکار کرتا ہے وہ مردود و روسیاہ و مردہ دل ہے اور عز و جاہِ دنیائے مردار کا طالب ہے۔

شرحِ یقین

یقین اگر تلقین کی قید و تصرف سے پیدا ہو تو نورِ ایمان ہے جو سراسر عطائے ازلی ہے۔ تلقین اسم اَللّٰهُ آفتاب کی مثل ہے۔ جب کسی کے وجود میں اسم اَللّٰهُ کا آفتاب طلوع ہوتا ہے تو وہ ذاتِ حق تعالیٰ کو بے حجاب دیکھتا ہے۔ اگر کسی سے پوچھا جائے کہ کیا تم نے خدا کو دیکھا ہے؟ اور وہ کہے کہ ہاں میں نے دیکھا ہے تو بے شک اُس کا تعلق مخلوق سے نہیں رہتا۔ پس دیدار کس طرح ہوتا ہے اور اُس نے دیدار کیسے کیا؟ جب خدا کسی کو چاہتا ہے اور اُسے اپنی طرف جذب کرتا ہے تو وہ اپنے وجود کے ساتوں اندام سے نور بن کر لامکان میں پہنچ جاتا ہے اور لامکان غیر مخلوق ہے۔ یہ مرتبہ جسے بھی نصیب ہوتا ہے تصورِ اسم اَللّٰهُ سے نصیب ہوتا ہے کیونکہ اسم اَللّٰهُ صاحبِ تصور کو اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچاتا ہے۔ اس طرح کے دیدارِ خداوندی کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ جو آدمی اس طرح کا بے مثال دیدار کر لیتا ہے اُس کا مرتبہ وہم و خیال میں نہیں آ سکتا کہ اُس کے احوال مخلوق جیسے نہیں رہتے۔ جو آدمی ان مراتب تک پہنچ جاتا ہے اور اُسے تلقین اسم " اَللّٰهُ " اور رفاقتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یقین حاصل ہو جاتا ہے اُس کے لئے موت و حیات برابر ہو جاتی ہے کہ وہ " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا "[1] کے مراحل سے گزر کر زندہ جاوید ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے:۔ " خبردار! بے شک اولیائے اَللّٰهُ مرتے نہیں ہیں۔ " جونہی کوئی مراتبِ یقین پر پہنچتا ہے وہ فی الوقت واصل باللہ ہو جاتا ہے لیکن بے یقین آدمی تلقین سے بے حاصل رہتا ہے۔ یقین دو قسم کا ہے۔ ایک یقین فراری ہے جو بت پرست کفار اہلِ نار زنار کو حاصل ہے اور دوسرا یقین اقراری ہے جس کا تعلق کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے اقرار و تصدیق سے ہے۔ معتبر یقین وہ ہے جو ایک صاحبِ تصدیق با توفیق کو تلقین سے حاصل ہوتا ہے۔

[1]:۔ ترجمہ = مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

ایسا یقین پہاڑ کی مثل ہے جو اپنی جگہ سے ہلتا ہے نہ لرزتا ہے نہ سرکتا ہے۔ یقین ایک فقر صفت صورت ہے جو عاجزوں کی دستگیری کرتی ہے، اُسے سلطان الفقر کہتے ہیں۔ جس کے وجود میں خاص یقین آجاتا ہے وہ مراتب بے دینی سے نکل آتا ہے۔ علما و فقرا میں کیا فرق ہے؟ علما کو علم کے نشہ سے ہستی کی مستی چڑھ جاتی ہے اور وہ خود پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور فقرا غلباتِ شوق سے مست ہو کر اپنی ہستی کے پندار سے نکل آتے ہیں اور معیت حق تعالیٰ سے پیوست ہو کر اپنے جمیع مطالب پا لیتے ہیں۔ یہ ہیں مراتب تلقین بالیقین۔ جو کوئی اس کتاب کا مکمل مطالعہ کرے گا وہ اگر یہود و نصاریٰ جیسا کافر بھی ہو تو بے شک وہ مسلمان ہو جائے گا اور اگر وہ مردہ دل ہو تو حیاتِ قلب پا کر مراتب حضوری پالے گا اور صاحب بصیرت ہو کر شرک و کفر و کینہ سے پاک ہو جائے گا۔

مزید شرحِ یقین

یقین علم ہے یا علم بالیقین ہے۔ علم بالیقین مغز بیدار، پردہ بردار اور وسیلۂ معرفتِ توحید پروردگار ہے۔ یقین نور ہے۔ یقین حضور ہے۔ یقین نام ہے نور کا۔ یقین نام ہے مشاہدۂ دیدار کا، یقین نام ہے عنایت کا اور یقین نام ہے قربِ خدا میں الہام کا۔ تُو نام کو چھوڑ اور ہر ایک سے جدا ہو کر خدا سے یکتائی اختیار کر لے تاکہ تجھے معرفتِ خدا نصیب ہو اور تُو فنا فی حق الیقین ہو جائے، تُو حق تک پہنچے، حق بولے، حقانیتِ حق کو سمجھے، حق کو پہچانے اور حق کو جانے۔ جو آدمی حق تک پہنچ جاتا ہے اُس کے وجود سے تمام باطل اور خطراتِ شیطانی دفع ہو جاتے ہیں۔ مرتبۂ حق الیقین یہ ہے کہ تُو اپنے منصب کو پہچانے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ یہ ہے عارفوں کی راہ۔ باھُو کا نام باھُو اس لئے رکھا گیا ہے کہ باھُو یَا ھُوْ میں محو ہے اور غرق فی التوحید ہو کر اللہ کے روبرو ہے۔ علم الیقین کا منصب اور ہے اور علمِ تلقین کا مرتبۂ ولایت اور ہے۔ یقین افضل ہے تلقین سے یا تلقین افضل ہے یقین سے؟ تُو کہہ دے کہ یہ دونوں عارف سالک کے لئے بال و پر ہیں جیسے کہ

آنکھ و بینائی۔ علمِ یقین سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے اور علمِ تلقین سے کیا کچھ حاصل ہوتا ہے؟ علمِ تلقین توجہ سے تصورِ نور کی توفیق بخشتا ہے اور علمِ یقین قربِ اللہ کی تحقیق بخشتا ہے۔ علمِ یقین لایحتاج کرتا ہے اور علمِ تلقین اسم اَللّٰہُ کے تصور سے معراج بخشتا ہے۔ یقین و تلقین کے یہ دونوں علوم یَا فَتَّاحُ اور توحید کے قفل کی چابی ہیں اور قادری طریقہ میں ہر مشکل کے مشکل کشا اور عین نما ہیں۔ مرشدِ کامل قادری طالبِ صادق کو پہلے ہی روز یہ دونوں علوم عطا کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں کسی کام کے لئے اُس کی کمر بستگی میں یقین آجاتا ہے، کانوں کی سماعت میں یقین آجاتا ہے، آنکھ کے مشاہدے میں یقین آجاتا ہے اور زبان سے مطالعۂ علم میں یقین آجاتا ہے۔ یقین لباسِ ایمان ہے اور ایمان سرمایۂ جان ہے۔ جو آدمی علمِ یقین کو پڑھتا ہے اور علمِ یقین کو سمجھتا ہے اُسے عمر بھر ریاضت و چلہ کشی کی حاجت نہیں رہتی۔

ابیات:۔ (1) "راہِ حق کی بنیاد یقین ہے اس کو اپنا یار بنالے تاکہ تُو امرِ کن کے اسرار سے واقف ہو جائے۔" (2) "بنیادی چیز یقین ہے اس لئے تُو خدا سے یقین مانگ تاکہ تُو رازِ ربوبیت کے اسرار سے واقف ہو جائے۔" (3) "اصل چیز یقین اور نگاہِ یقین ہے، یقین کی نظر سیم و زر سے بہتر ہے۔" (4) "علمِ یقین سے نورِ ذات کا ادراک نصیب ہوتا ہے اور یقین ہی سے حضوری کی صورت پیدا ہوتی ہے۔" (5) "یقین یہ نہیں جو تجھے حاصل ہے کہ یہ یقین تجھے بتوں کے آگے سرنگوں کرتا ہے۔" (6) "اصل یقین یہ ہے کہ تُو خدا کو طلب کر اور دائم حضوریِ مجلسِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل کر۔" (7) "اے باھُو! جو آدمی غیر اللہ کو طلب کرتا ہے وہ لعین یقیناً شیطان کی پیروی کرتا ہے۔"

محض اقرارِ زبان و علمِ بیان اور ثوابِ مطالعۂ کتاب سے یقین حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ بندہ بغیر علم کے عیان تصدیق اور مطالعۂ سِرّ سے بے حجاب ہو کر اللہ سے واصل نہ ہو جائے۔ چار چیزوں کو چھوڑ دے چنانچہ چار نفس یا چار مکان یا چار عناصر خاک و ہوا و آگ و پانی۔

جو فقیر ان چاروں کی حدود سے آگے نکل جاتا ہے وہ مرتبۂ نور تک پہنچ جاتا ہے۔

ابیات:۔(1) "پہلے میں چار تھا، پھر تین ہوا، پھر دو ہوا، پھر جب دوئی سے بھی گزر گیا تو یکتا ہو گیا۔" (2) "جو کوئی یکتا ہو جاتا ہے وہ غرق فی اللہ ہو جاتا ہے، جب وہ فیض و فضل کے اس مقام پر پہنچتا ہے تو فقر میں کامل ہو جاتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔"فقر جب اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔" جب وجود تمامیتِ فقر سے پُر ہو جاتا ہے تو دریا کی مثل بن جاتا ہے اور ہر وقت حضوری نور میں غرق رہتا ہے۔ یہ ہیں مراتب عارف فقیر کے۔ اے عالم! اپنے علم پر مغرور نہ ہو۔ اے مزدورِ بہشت زاہد! تو بھی اپنے زہد پر تکبر مت کر۔

ابیات:۔(1) "ہمارا نفس قبر کی خاک میں جا پہنچا اور ہماری روح نے ہمیں رحمت برد کر کے پاک کر دیا۔" (2) "قلب نے ہمیں دائمی قربِ حضوری تک پہنچا دیا اور یہ وہ مرتبۂ یکتائی ہے کہ جب کوئی اس مرتبے پر پہنچتا ہے تو غرق فی اللہ ہو کر نورِ ذات میں گم ہو جاتا ہے۔" (3) "فقیر کی قبر گم نام ہوتی ہے اور اُس کا جسم و جان بھی گم نام رہتا ہے کہ وہ اپنے جسم کو اپنے ساتھ لامکان میں لے جاتا ہے۔" (4) "جو کوئی اولیائے اللہ کو مردہ سمجھتا ہے وہ افسردہ دل عقل و خرد سے محروم ہے۔" (5) "اے باھُو! خدا کے لئے وہ راستہ دکھا دے کہ جس سے زندگی بھر صحبتِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیب رہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُنہیں مردہ مت کہو، وہ زندہ ہیں، ہاں تمہیں اُن کی زندگی کا شعور نہیں۔"

قطعہ:۔" معرفت کی راہ اور ہے اور علم کی راہ اور ہے، صاحبِ مشاہدہ دل کی توجہ مطالعۂ علم کی طرف جاتی ہی نہیں کہ اہل نظر کی توجہ خدا کی ذات پر ہوتی ہے، مجھے یہ مراتب مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ لطف سے عطا ہوئے۔"

محبت خاص کی معراج اور مشاہدۂ لقاوقت پر موقوف ہے چاہے طالب معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبے پر ہی کیوں نہ فائز ہو۔ جس طالب کی ابتدا اسم اَللّٰہُ کی مشق وجودیہ مرقوم سے ہو اُس کے لئے ابتدا و انتہا برابر ہوتی ہے کہ وہ دونوں حالتوں میں صاحب وصل ہوتا ہے کیونکہ مشق وجودیہ سے بعض طالب باطن حضور اور بعض باطن معمور ہو جاتے ہیں، بعض کو اپنے اس مرتبے کی خبر ہوتی ہے اور بعض کو نہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ انہیں خبر ہو اور اگر نہ بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ اُنہیں ہر حال میں کمال حاصل ہوتا ہے۔ جو عالم اپنے علم کو لذاتِ نفس کی حصول یابی کے لئے استعمال کرتا ہے وہ مار (سانپ) ہے اور جو آدمی علم کو قلب و روح کے تصفیہ و تزکیہ کے لئے استعمال کرتا ہے وہ باعمل وہوشیار عالم لائق دیدار ہے۔ ایسا ہی عالم باللہ، عالم فی اللہ و عالم ولی اللہ مراتبِ علم سے آگے بڑھ کر فقیر اولیائے اَللّٰہُ کا خطاب پاتا ہے اور تصور اسم اَللّٰہُ سے غرق توحید ہو کر حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ جو اسم اَللّٰہُ اور اسم مُحَمَّدْ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا انکار کرتا ہے وہ ثانی ابوجہل یا فرعون ہے۔ تُو خود کو ان میں سے کیا سمجھتا ہے؟ جس طرح کافر کلمہ طیب "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھنے سے کتراتا ہے اُسی طرح مردہ دل آدمی علمِ تصوف سے کتراتا ہے کیونکہ تصوف سے نفس شرمندہ، قلب زندہ اور روح بینندہ (صاحب مشاہدہ) ہوتی ہے کہ علمِ تصوف بندے کو خدا کی طرف کھینچتا ہے اور لذتِ ہوائے نفس سے بیزار کرتا ہے۔ مرشدِ ناقص ذکر فکر ورد وظائف اور چلہ و ریاضت کی مشقت کرواتا ہے اور مرشدِ کامل پہلے ہی روز خزائن معرفتِ حضوری کا کامل تصرف بخشتا ہے۔

بیت:۔"حضوری معرفت دل کی زندگی ہے اور بے حضوری روسیاہی و شرمندگی ہے۔"

مرشد ہونا آسان کام نہیں کہ مست ہاتھی جیسے منہ زور طالب کو اپنے زانو سے باندھے رکھنا بہت مشکل و دشوار کام ہے۔ مرشد کو طاقتور فیل بان جیسا ہونا چاہیے جو کامل توفیق اور پوری قوت کے ساتھ مست ہاتھی جیسے سرکش طالب کو جدھر چاہے گھما پھرا سکے۔ اگر طالب لومڑی کی

مثل اور مرشد گیدڑ کی مثل ہو تو اُن دونوں کا وصال معراجِ دنیائے مردار تک محدود ہوگا۔ اگر طالب شیر اور مرشد شیربان ہو تو وہ زندہ شکار کھاتے ہیں اور مردار کی طرف دیکھتے ہی نہیں اور اگر مرشد شہباز اور طالب غلیواز (چیل) ہو تو اُن کو ایک دوسرے کی مجلس راس نہیں آتی۔ سن! احمق کے لئے نصیحت بدرجۂ فضیحت ہوتی ہے۔ مرشدِ کامل عالم ہوتا ہے اس لئے علمی معما کشا، عین نما، طلسماتِ وجود کو توڑنے والا اور اسم اَللّٰہُ کے ذریعے تصرفِ گنج بخشنے والا ہوتا ہے۔ اِن مراتب کا تعلق رمزِ ایما[1] سے ہے جو اہلِ معرفت اولیائے اَللّٰہُ فقرا کا نصیبہ ہے۔ مرشد کی توجہ کے بغیر طالب ہرگز کسی منزل ومقام پر نہیں پہنچ سکتا خواہ وہ عمر بھر ریاضت کے پتھر سے پھوڑتا پھرے یا بکثرت چلہ کشی کرتا رہے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ جان لے کہ آدمی کی صورت نور ہے، جب کسی کے وجود میں اسم اَللّٰہُ کا نور بھر جاتا ہے تو اُس کے منہ سے ہر بات اسم اَللّٰہُ کے نور سے نکلتی ہے۔ یہ "لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ"[2] کا مرتبہ ہے۔ جب کسی کے وجود میں اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا نور بھر جاتا ہے تو اُس کے منہ سے ہر بات اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے نور سے نکلتی ہے۔ یہ فنا فی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا مرتبہ ہے۔ جب کسی کے وجود میں پیر ومرشد کا نور بھر جاتا ہے تو اُس کے منہ سے ہر بات پیر ومرشد کے نور سے نکلتی ہے۔ یہ فنا فی الشیخ کا مرتبہ ہے۔ اِن مراتب کا علم عارفوں، عاشقوں اور واصلین کو نصیب ہوتا ہے۔ علمِ ظاہر کے عالم فاضل اس علم سے بے خبر رہتے ہیں کہ وہ صرف مطالعۂ حرف وزیر وزبر اور مسائل فقہ کے

---

[1] :- ایما = ذاتِ حق کا وہ مرتبہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ظہور کا ارادہ نہیں فرمایا تھا چنانچہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ترجمہ :- میں ایک مخفی خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، سومیں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ یہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا (میں ایک مخفی خزانہ تھا) کا مرتبہ ہے جہاں ذاتِ حق تعالیٰ مخفی ہے، یہاں اُس نے خود کو ظاہر کیا ہے نہ کوئی اُسے جاننے والا ہے۔

[2] :- ترجمہ = فقرا کی زبان اللہ رحمٰن کی تلوار ہے۔

ظاہر سے واقف ہوتے ہیں حالانکہ علمِ فقہ کا مغز فقرِ معرفتِ اَللّٰہُ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہے۔ جو آدمی دنیا پر فخر کرتا ہے اُس کی تمام خصلتیں فرعونی خصلتوں میں بدل جاتی ہیں۔ تجھے کون سی خصلت پسند ہے؟ نفس سانپ کی مثل ہے جو منتر ہی سے باہر آتا ہے اور منتر ہی سے قابو میں آتا ہے اور اُس کا منتر اُس کی مخالفت اور منصفانہ محاسبہ ہے۔ وہ آدمی احمق ہے جو یہ منتر پڑھے بغیر اُس پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ اُس کا ڈسا ہوا کبھی نہیں بچتا کہ اُس کے اندر جان لیوا لازوال زہر بھرا ہوا ہے جس سے بندہ مر جاتا ہے۔ تعجب ہوتا ہے اُن لوگوں پر کہ جن کی زبان پر قرآن و حدیث کی تفسیر جاری رہتی ہے مگر اندر سے اُن کا نفس جن دیو خبیث رہتا ہے۔ یہ خبیث ہرگز دفع نہیں ہوتا جب تک کہ عالم فاضل مرشدِ کامل فقیر تلقین نہ کرے کہ عالم فاضل طالب مرید ہی فقیر بنتا ہے اور اہلِ علم فقیر تمام جہان کا حاکم ہوتا ہے ۔ آخر فقر ہے کیا چیز اور اس کی انتہا کیا ہے؟ فقیر کا ہر سخن خدا سے ہوتا ہے، فقیر کی ہر بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوتی ہے، فقیر ہر بات انبیا و اولیا سے کرتا ہے، فقیر کا ہر کلام فرشتوں سے ہوتا ہے اور فقیر کا ہر کلام مخلوق سے ہوتا ہے۔ تُو اس بات میں تعجب نہ کر اور نہ ہی انکار کر کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں تیس سال تک خدا سے ہم کلام رہا اور خلقِ خدا سمجھتی رہی کہ مَیں اُن سے مخاطب ہوں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کی مشق وجودِ طالب اللہ کے ساتوں اندام کو پہلے ہی روز اِس قدر پاک و صاف کر دیتی ہے کہ اُسے عمر بھر ریاضت و چلہ کشی کی حاجت نہیں رہتی۔ ریاضت طالب اللہ کو آزمائش میں ڈالتی ہے جب کہ مرشدِ کامل طالب کو پہلے ہی روز رازِ قرب اللہ کا مشاہدہ بخش کر کشائش و جمعیت و آسائش سے سرفراز کرتا ہے۔

ابیات:۔ (1) "اِس مرتبہ پر طالب کی آنکھ ایسی عینک بن جاتی ہے جس سے مشاہدۂ خدا کیا جاتا ہے، یہ مرتبہ صرف اولیائے اَللّٰہُ ہی کو نصیب ہوتا ہے۔" (2) "اہلِ صفا کی تضحیک مت کر کہ اہلِ صفا آئینہ ہیں اور آئینے کی تضحیک کرنے والا اپنی ہی تضحیک کرتا ہے۔"

فقیر کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا- یا تو وہ مردہ دل حاسد عالم ہوتا ہے جس کی زبان زندہ و عالم ہوتی ہے مگر اُس کا دل تصدیق سے خالی و جاہل ہوتا ہے یا وہ منافق و کاذب و کافر ہوتا ہے یا وہ اہلِ دنیائے زشت ہوتا ہے جسے بہشت میں بالشت بھر جگہ بھی نہیں ملے گی- فقیرِ کامل وہ ہے جو ایک دم یا ایک گھڑی بلکہ ایک پل کے لئے بھی مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جدا نہ ہو- جسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری حاصل نہیں وہ فقیر نہیں محض درویش ہے- درویش کے مراتب کیا ہیں؟ درویش علمِ باطن کے ذریعے لوحِ محفوظ کا دائم مطالعہ کرتا رہتا ہے- پس علمِ ظاہر جو انبیا کا ورثہ ہے اُس کے عالم علماً کی پہچان کیا ہے؟ علم اُن کا وسیلہ بنتا ہے اور وہ ہر رات یا ہر جمعہ کی رات یا ہر ماہ یا ہر سال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار و وصالِ خاص سے مشرف ہوتے ہیں- جو عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار و حضوری تک نہیں پہنچا علم اُسے نفع دیتا ہے نہ اُس پر کوئی اثر کرتا ہے- ایسے عالم کو علم کا بوجھ اُٹھانے والا گدھا کہا گیا ہے- وہ ہر آدمی کی نظر میں کانٹے کی طرح چبھتا ہے کہ وہ ستمگر رشوت خور و ظالم ہوتا ہے- اگر تمام علماً و فقہاو محدث و مفسر اور تمام اہلِ تقویٰ عابد و زاہد و عاملِ کامل حکما اور جملہ جن و اِنس جو روئے زمیں پر زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں کو جمع کر لیا جائے تو ایک صاحبِ تفکر فقیر ولی اللہ کے تفکر کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتے کہ اُس کا تفکر دونوں جہان کا تماشا پشتِ ناخن پر دکھا سکتا ہے- حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا فرمان ہے- "گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے-" ذکر اللہ و تسبیح کے بارے میں ایک صحیح حدیثِ نبوی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے- "تمام فرائض میں سے پہلا فرض ذکر اللہ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر ہے-" لیکن یہ ذکر خفیہ ہونا چاہیے نہ کہ بلند آواز سے کہ ذکرِ خفیہ مشاہدۂ حضوریٔ قرب اللہ راز سے تعلق رکھتا ہے- ذکرِ خفیہ اُس آدمی کو نصیب ہوتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری سے مشرف اُن کا حبیب و مسکین و غریب و فقیر ہو- مسکین اُسے کہتے ہیں کی جس کو اگر روزمرہ کی روزی ملے تو

اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے، غریب اُسے کہتے ہیں کہ جس کے وجود میں غضب وغصہ و غلاظت باقی نہ رہے اور فقیر اُسے کہتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معشوق ہو اور ہر وقت اُن کے مدِ نظر رہے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کے مطابق کہ:-" اے نبی! آپ اُن لوگوں کو اپنی معیت کا شرف بخشا کریں جو رات دن دیدارِ پروردگار کی آرزو میں اپنے ربّ کو پکارتے رہتے ہیں، آپ اُن سے اپنی توجہ نہ ہٹایا کریں- کیا آپ زینتِ دنیا پسند فرمائیں گے؟ آپ اُس شخص کے کہنے میں نہ آئیں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ خواہشِ نفس کا غلام ہو کر رہ گیا، اُس کا معاملہ تو حد سے بڑھ گیا-" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" اے نبی! آپ اُن لوگوں کو اپنی صحبت سے محروم نہ رکھیں جو طلبِ الٰہی میں رات دن اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں، آپ سے اُن کے حساب میں سے کچھ باز پُرس نہ ہوگی اور نہ ہی آپ کے حساب میں اُن سے پوچھا جائے گا- ایسا نہ ہو کہ آپ کا رویہ ظالموں جیسا دکھائی دے-" زندہ دل فقیر وہ ہیں جو اللہ کے حکم سے دونوں جہان کے تصرف پر قادر وقدیر اور نفس پر امیر ہیں بموجب اس آیتِ کریمہ کے:-" اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کی میرے پروردگار! مجھے دکھا کہ تُو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ فرمایا! کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کی! مجھے یقین تو ہے مگر میں اپنے دل کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں (کہ دل مشاہدہ کیے بغیر مطمئن نہیں ہوتا) فرمایا! چار پرندے پکڑو، انھیں اپنے ساتھ مانوس کرو پھر انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہاڑ پر پھیلا دو پھر انھیں اپنی طرف بلاؤ، وہ تمھارے پاس دوڑے چلے آئیں گے اور خوب جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے-" کیا تجھے نہیں معلوم کہ چار پرندوں کو ذبح کر کے قتل کرنے والا زندہ دل ذاکر فقیر صاحبِ حضور، صاحبِ تصدیق قلب اور علمِ تفسیر کا عالم ہوتا ہے- ایسے ہی فقیر کا فقر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-" فقر میرا فخر ہے کہ فقر میرا خاص اثاثہ ہے-"

بیت:-" تُو فقر کو کیا سمجھتا ہے؟ فقر ایک خزانہ ہے، فقر کانِ کرم ہے- جو آدمی اہلِ فقر

کے چہرے کی زیارت کر لیتا ہے وہ ہر غم سے آزاد ہو جاتا ہے۔"

فقر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے پیغام لانے اور لے جانے کا نام ہے اس لئے صاحبِ فقر جب بھی چاہتا ہے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ یا تصرف روحانیتِ قبور کی راہ سے باطن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچ کر حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے۔ فقیر پر فقر کا اثبات کس طرح ہوتا ہے یا فقیر کس طرح فنا فی اللہ ہوتا ہے؟ مرتبہ فقر کا اثبات تصورِ اسمِ اَللّٰہُ سے ہوتا ہے کہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ مردہ دل کو زندگی بخش کر قیامت تک کے لئے زندہ کر دیتا ہے اور دل صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے نجات پا جاتا ہے کہ جو دل زندہ و بیدار ہو جائے اُس سے گناہ سرزد نہیں ہوتے ورنہ خلقت کے لحاظ سے گدھے کی مثل آدمی بے شمار ہیں (کہ جسمانی طور پر گدھے اور آدمی کو اربع عناصر کے ایک ہی مادے سے پیدا کیا گیا ہے) چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"وہ اُس گدھے کی مثل ہیں جس پر بوجھ لدا ہوا ہے۔" جان لے کہ بشر انسان آدمی کی پہچان کس علم سے ہوتی ہے؟ آدمی مشکل کے وقت آزمودہ کار، وفادار اور جان نثار جانی یار ہوتا ہے نہ کہ روٹیاں توڑنے والا محض زبانی یار۔ وہ ہر وقت اسمِ اَللّٰہُ کے تصور میں غرق ہو کر اَللّٰہُ اَللّٰہُ کرتا رہتا ہے۔ یوں تو جملہ طیور و پرندے بھی اَللّٰہُ اَللّٰہُ کر کے اسمِ اَللّٰہُ کا ذکر کرتے رہتے ہیں لیکن کامل ذاکر وہ ہے جسے اسمِ اَللّٰہُ کے ذکر سے حضوری نصیب ہو۔

ابیات:۔ (1) "ذکر فکر کو چھوڑ، اِن کی جستجو مت کر کہ ذکر فکر بھی وسوسہ ہیں، انہیں دل سے نکال دے۔" (2) "مرشد سے نورِ توحید اور قربِ ذات کی حضوری مانگ۔" (3) "عقلمند کے لئے ایک ہی نکتہ کافی ہے کہ جس طریقہ میں ذاتِ حق کی حضوری نہیں وہ طریقہ راہزن ہے۔" (4) "صرف قادری طریقہ ہی ایسا ہے کہ جس کی ابتدا حضوری اور انتہا لقائے ذاتِ حق ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"جو یہاں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔"

بیت:۔" میں اگر اندھے سے کہوں بھی کہ آنکھیں کھول کر دیکھ لے تو وہ مادر زاد اندھا

ایسے کیسے دیکھے گا؟ ''

قادری فقیر مقرب الحق ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔'' نیکو کاروں کی نیکیاں مقربین کے ہاں گناہ متصور ہوتی ہیں۔''

فضیلتِ طریقۂ قادریہ

قادری کامل فقیر کی نظر میں جاہل و عالم اور اہل نصیب و بے نصیب طالب برابر ہوتے ہیں کہ مقرب حق ہونے کی وجہ سے ہر علم و ہر نصیب قادری کامل فقیر کے اختیار میں ہوتا ہے۔ وہ لوح محفوظ میں بد بخت کو خوش بخت اور خوش بخت کو بد بخت لکھ سکتا ہے۔ تُو اِس بات میں تعجب مت کر کہ قادری کامل فقیر کے طالب مرید کا کھانا مجاہدہ اور خواب حضوری مشاہدہ ہوتا ہے۔ دانا بن اور یاد رکھ کہ قادری طریقے میں دوسرے طریقوں کے جاسوس گھس آتے ہیں اور وہ شیطان چور قادری طالب مریدوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن خوب جان لے کہ قادری طالب کو جو مرتبہ بھی ملتا ہے وہ صرف قادری طریقے کے فقیر ہی سے ملتا ہے۔ اگر قادری طریقے کا کوئی طالب مرید کسی دوسرے طریقے کی طرف رجوع کرے اور اُس سے اخلاص رکھے تو وہ مردود و سلب ہو جاتا ہے، پھر قیامت تک اُس کا دل زندہ نہیں ہوتا۔ قادری طریقہ اور اُس کے غیر دیگر طریقوں کو کس علم علوم سے پہچانا جا سکتا ہے؟ قادری طریقے کا فقیر تکلیف ریاضت اُٹھائے بغیر ہی غرقِ توحید ہو کر اہل توحید ہوتا ہے مگر دیگر اکثر طریقے اہل تقلید ہیں۔ قادری کامل فقیر کے ہاتھ میں پہلے ہی روز ایک چابی آ جاتی ہے جس سے وہ ہر مشکل مہم کا قفل کھول لیتا ہے۔ اے قادری! اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان میں جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین) ۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ حضرت پیر میراں محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اپنے طالبوں اور مریدوں سے ایسے ہے کہ جیسے جان و دم کا تعلق جسم کے ساتھ ہے۔ حضرت پیر دستگیر شاہ عبدالقادر جیلانی کا طالب مرید فرزند اگر

صالح ہے تو وہ ہر وقت حضرت پیر دستگیرؒ کی آستین میں رہتا ہے اور اگر طالح ہے تو حضرت پیر دستگیرؒ اُس کی آستین میں رہتے ہیں۔ اللہ اور اُس کے رسول کی قسم! حضرت محی الدین قدس سرّہ العزیز قیامت تک کسی بھی حال و احوال اور اقوال و افعال و اعمال میں اپنے طالب مرید فرزند سے جدا نہیں ہوتے بلکہ حشر گاہ میں بھی اُسے ہر مقام پر اپنی نظر و نگاہ کی پناہ بخشیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پکا وعدہ کر رکھا ہے کہ حضرت پیر دستگیر (رحمۃ اللہ علیہ) کا کوئی بھی طالب مرید فرزند دوزخ میں ہرگز نہیں ڈالا جائے گا۔ اگر کوئی حاسد و کاذب و منافق کہے کہ ڈالا جائے گا تو وہ خود بہشت سے محروم ہو کر اُس سے دور رہے گا۔ جو طالب مرید فرزند حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کو خود سے دور سمجھتا ہے وہ آپ کا طالب مرید فرزند کس طرح کہلا سکتا ہے؟ جب کوئی حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کو مشکل کے وقت اخلاص و اعتقاد و یقین کے ساتھ مدد کے لئے پکارتے ہوئے کہتا ہے :۔" اُحْضُرُوْا یَامَلَکَ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَ الْحَیُّ الْحَقِّ یا شیخ عبدالقادر جیلانی حاضر شو" اور نفس پر جذب و غضب کر کے دل پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تین ضربیں لگاتا ہے تو بے شک تیسری ضرب پر حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ بچشمِ ظاہر جثۂ اربع عناصر کے ساتھ یا بچشمِ عیاں جثۂ قلب کے ساتھ یا بچشمِ آگاہ جثۂ روح کے ساتھ یا بچشمِ نگاہ جثۂ سرّ کے ساتھ یا بچشمِ نور جثۂ نور کے ساتھ تشریف فرما ہو کر ضرور حاضر ہو جاتے ہیں اور بعض کو الہام سے، بعض کو وہم سے، بعض کو دلیل سے، بعض کو خیال سے، بعض کو وصال سے اور بعض کو پیغام سے اپنی ملاقات کا شرف بخشتے ہیں۔ جو کوئی اصلی وصلی اور نسلی طور پر حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی طالبی و مریدی و فرزندی میں پورا پورا داخل ہو جاتا ہے وہ مرتبۂ اولیائے اَللّٰہُ پر فائز ہو جاتا ہے اور اولیائے اَللّٰہُ مرتے نہیں کہ وہ حیاتِ اسمِ اَللّٰہُ سے دائم زندہ ہو جاتے ہیں اور پھر مرتے نہیں کہ اولیائے اَللّٰہُ کی موت سے مراد اُن کی خطراتِ خلق سے نجات ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔" جو کوئی اَللّٰہُ کا عارف بن جاتا ہے اُسے مخلوق کے

میل جول میں مزہ نہیں آتا۔" حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:۔ "جس کو اَللّٰہُ سے اُنس ہو جاتا ہے اُسے غیر اَللّٰہُ سے وحشت ہونے لگتی ہے۔" یہ مراتب اولیائے اَللّٰہُ ہیں جن کے لئے موت وحیات برابر ہے کہ وہ قرب اَللّٰہُ سے معمور باطن صفا لوگ ہیں۔ اُن کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "بے شک اولیائے اَللّٰہُ مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اُنھیں مردہ مت کہو جو اَللّٰہُ کی راہ میں مارے جائیں، وہ زندہ ہیں مگر تمہیں اُن کی زندگی کا شعور نہیں۔" تمام جن و اِنس اور موکل فرشتوں کے جملہ علوم علمِ دعوتِ قبور میں جمع ہیں اور علمِ دعوتِ قبور صاحبِ تصور اہل حضور کو نصیب ہوتا ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ہر خاص و عام آدمی کی زبان پر اسم اللہ ذات کا ورد جاری رہتا ہے، وہ اسم اللہ ذات پڑھتے ہیں مگر اس کی کنہ کو نہیں جانتے اس لئے معرفتِ قرب کی لذت سے محروم رہتے ہیں۔ مرشدِ کامل طالب اللہ پر اسم اللہ ذات کی کنہ کھولتا ہے اور اُس سے اُس کا ہر مطلب پورا کرتا ہے۔ عاقل مرشد وہ ہے جو طالب کو چار تصرف عطا کر دے تاکہ طالب عمر بھر پریشان و بے جمعیت نہ ہو بلکہ وہ ظل اللہ بادشاہ و لا یحتاج فقیر و غالب الاولیا ولی اللہ بن جائے جسے نہ کوئی حاجت ہو اور نہ وہ کسی سے التجا کرے۔ وہ چار تصرف یہ ہیں: اوّل دعوتِ قبور کا تصرف کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "جب تم اپنے معاملات میں حیرت کا شکار ہو جایا کرو تو اہل قبور سے مدد مانگ لیا کرو۔" جب کوئی طالب علمِ دعوت میں کمال حاصل کر لیتا ہے تو ہر تصرف ہر وقت اُس کے مدِ نظر رہتا ہے، پھر اُس پر فرضِ عین ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو اپنا مطیع رکھے۔ اگر کوئی عمر بھر علم کا مطالعہ کرتا رہے اور اُس پر عمل بھی کرتا رہے تو وہ فقیرِ کامل بن جاتا ہے۔ یہ وصالِ قربِ الٰہی کی راہ ہے نہ کہ خود فروشی کر کے عزتِ دنیا کمانے اور نفس کو فربہ کر کے رات دن گناہوں میں غرق رہنے کی راہ۔ سن اے میری جان! ہزار ہا کتابیں ایک ہی سخن کی شرح ہیں اور وہ سخن کسی کتاب میں نہیں سماتا کہ اُس کا تعلق حضوری سے ہے جو عارفانِ مغفور کو نصیب

ہوتی ہے۔ کسی اور کی کیا مجال کہ اہلِ سخن کے سامنے دم مارے۔ سخن سرّ اور ہے، سخن صفات اور ہے اور سخن ذات اور ہے۔ تُو سخن کی قدر کیا جانے؟ تُو جان ہی نہیں سکتا کہ یہ دوام حضوری کا سخن ہے، علمِ لدنی کا باتوفیق سخن ہے جس کا فیض وفضل روزِ ازل سے جاری ہے۔

یہ سخن رزقِ حلال، صدقِ مقال (سچ بولنے) اور مشاہدۂ حضوری ایزدِ متعال سے نصیب ہوتا ہے۔ یہ وصالِ قرب حضوری اور معرفتِ اَللّٰهُ کے مراتب ہیں جو توفیق الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں چنانچہ فرمانِ حق تعالٰی ہے:۔" یہ توفیق مجھے اللہ تعالٰی نے بخشی ہے۔" اِس راہ کی بنیاد علم ہے، جاہل اِس راہ میں نہیں چل سکتا۔

بیت:۔" اگر تجھ میں عقل ہے تو بارگاہِ حق سے علم طلب کر کہ جاہل خنزیر و ریچھ و کتے کے مرتبے پر ہوتا ہے۔"

علم تین قسم اور تین طریق کا ہے۔ ایک اعرابی شعرأ کا علم، دوسرا علمأ کا علم اور تیسرا اہلِ تصوف فقرا اولیا کا معرفتِ توحید کا علم۔ شعرأ کا علم بلاغت وفصاحت اور دانش وشعور کا علم ہے، علمائے اہلِ فقہ مفسرین ومحدثین کا علم مطالعہ ومناظرہ ومذاکرہ وذکرِ مذکور کا علم ہے اور فقرائے اہلِ تصوف عارف اولیائے اَللّٰهُ کا علم قرب اللہ حیّ قیوم کی حضوری کا علم ہے۔ جہاں علمِ حضور ہے وہاں سے رسمی رواجی علم علوم، مطالعۂ کتب، رقم مرقوم اور شعر وشعور کا علم بے خبر و بہت دور ہے۔ دانا بن اور یاد رکھ کہ غیر ما سوی اللہ کے جملہ علوم محض دفاترِ خطرات ہیں اُنہیں دل سے نکال دے۔ اسم اللہ ذات کی حاضرات کے بارے میں چند کلمات یہ ہیں کہ تصورِ اسم اللہ ذات سے کلمہ طیب لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی کنہ کھلتی ہے جس سے بے نصیبوں کو بھی فیض فضل اللہ عطا ہو جاتا ہے اور اُس سے اُنہیں خزائن الٰہی کا بے رنج تصرف حاصل ہو جاتا ہے اور طالبانِ مولیٰ کے جملہ مطالب بھی بحکمِ الٰہی اُس سے پورے ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی کلمہ طیب لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار کرتا ہے تو اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے اور ایمان و بہشت اور

فضل ورحمت اُس پر عاشق وفریفتہ ہوجاتے ہیں اور اُسے جمعیتِ کامل نصیب ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہر خزانے کا تصرف اور جملہ قسمتِ رزق بھی اُسے نصیب ہوجاتی ہے کہ تمام تصرف گنج، تمام نصیب ازلی اور جملہ فیض فضلی اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب کی طے میں پایا جاتا ہے۔ پیرِ کامل و مرشد مکمل باطنی توجہ سے کلمہ طیب کی طے کھول کر جملہ تصرفات گنج اور جملہ قسمتِ رزق دکھا دیتا ہے کہ کلمہ طیب حق ہے اور حق برحق ہے اور معرفتِ اَللّٰہُ حق ہی حق ہے۔ یہ کتاب کم بخت و بے نصیب اور بے عقل وکم ہمت آدمی کو پسند نہیں آئے گی کہ یہ کتاب خزائن الٰہی میں سے علمِ گنج طالع کی تحقیق بخش کر اُس کا مشاہدہ کراتی ہے لیکن یہ مشاہدہ صاحبِ توفیق دانشمند ہی حاصل کرتا ہے اور بے عقل اِس سے محروم رہتا ہے کہ وہ طلبِ رزق اور ہوائے نام وناموس میں گرفتار رہتا ہے۔ یہ کتاب علما وفقہا اور فقرا و عارف اولیا کے لئے کسوٹی ہے کہ یہ اُنہیں مراتب ہدایت پر پہنچاتی ہے اور معرفت وعنایتِ خداوندی سے سرفراز کر کے مجلس محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں داخل کرتی ہے۔ جو کوئی اسے رات دن اپنے مطالعہ میں رکھے گا اور اسے بار بار پڑھے گا وہ دنیا و آخرت میں لایحتاج ہوجائے گا اور ہرگز محتاج نہیں ہوگا۔

ابیات :۔ (1) "بے عقل کو یہ کتاب پسند نہیں آئے گی مگر عقلمند اس سے بے حساب خزائن الٰہی پائے گا۔" (2) "اس کا ہر ورق مراتبِ غوثیت وقطبیت کی تعلیم دیتا ہے اور کیمیا کے ہر تصرف کا سبق دیتا ہے۔" (3) "اس کتاب میں اکسیر، تکسیر اور کیمیا کے علوم جمع ہیں جن سے طالب کی نگاہ میں غنایت پیدا ہوتی ہے۔"

سن ! بعض لوگ ایک دوسرے کی نصیحت وپند سے عقل حاصل کرتے ہیں جو بھیک مانگنے کے مترادف ہے جب کہ اولیائے اللہ کو بلا مصلحت اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا سے عقل وعلم نصیب ہوتا ہے۔ اسے عقلِ کل کہتے ہیں جو تمام کل وجز پر حاکم ہے۔ فقیر امیر ہے اور عالم خبر گیر ہے کہ وہ مطالعۂ کتاب سے خبر حاصل کرتا ہے مگر طمع وحرص سے باز نہیں آتا خواہ اُس کی زبان پر علم

تفسیر ہی جاری رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔" ہر چیز کی ایک آفت ہے اور علم کی آفت طمع ہے۔" لہٰذا پہلے غنایت، کیمیائے ہنر کا تصرف اور علمِ کیمیائے نظر ہے اس کے بعد ہدایت ہے۔ شاگردِ خاص کو علمِ کیمیا سکھانا بہت بڑی سعادت وثواب وعطا ہے مگر نالائق شاگرد کو علمِ کیمیا سکھانا بہت بڑی خطا ہے۔ جو کسی بے عقل کو علمِ کیمیا سکھائے گا اُس کا وبال وخون خرابہ و زوال اُس کی اپنی گردن پر ہوگا۔ فقیر ہر تصرف میں عامل، ہر تصور میں کامل، ہر توجہ میں مکمل، ہر تفکر میں اکمل اور جملہ مراتب کا جامع و بے طمع ہوتا ہے۔

ابیات:۔(1)" عقل نورِ حق ہے جو چاند کی طرح آفتابِ حق سے روشن ہوتی ہے۔" (2)" دل کا اندھا عقل ورائے سے محروم ہوتا ہے اور وہ وحدتِ حق کی معرفت سے بے خبر رہتا ہے۔"(3)" عارفوں کی عقل ذاتِ حق کا عطیہ ہے اور وہ اوراقِ دل کے مطالعہ سے علم وحلم حاصل کرتے ہیں۔"(4)"امرِ کن کی حقیقت سے میں نے ایک نکتہ اخذ کیا اور اُس نکتے سے میں نے ذاتِ جاوداں کو پایا۔"(5)" میں قرآن کی ایک ایک آیت کی تہہ تک پہنچا اور اُسے اپنا رفیقِ راہ بنایا۔"(6)" عقل ایک راز ہے اُسے ادب میں تلاش کر، اُس کی یافت کا طریقہ بے عقل و بے ادب سے مت پوچھ۔"(7)"جس کے پاس عقل ہے وہ دائم خاموش رہتا ہے کہ اہلِ لاھوت ہمیشہ لب بستہ خاموش ہی رہتے ہیں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا بے شک اُس کی زبان گونگی ہوگئی۔" اہلِ حضور خاموش رہتا ہے اور اس حالت میں خاموشی سے خونِ جگر پیتا رہتا ہے جب کہ بے عقل آدمی اپنی شہرت کا ڈھنڈورا پیٹ کر خود فروشی کرتا رہتا ہے۔

ابیات:۔ (1)" عقل کل حضوریٔ حق کے نور کا خزانہ ہے، جسے حضوریٔ حق حاصل نہیں وہ بے عقل حق سے دُور ہے۔"(2)" عقل بیدار رہتی ہے اُسے خوابیدہ مت بنا، عاقل ہمیشہ غالب وروشن ضمیر ہوتا ہے۔"(3)" عقل سراسر ہدایت ہے جس کی طلب معرفتِ حق ہے، بے

عقل طالبِ دنیا ہے اور طالبِ دنیا کو کتا کہا گیا ہے۔" (4) "علم کے تین حروف ہیں اور عقل کے بھی تین حروف ہیں، علم و عقل یکجا ہو جائیں تو شرفِ انسانیت نصیب ہو جاتا ہے۔" (5) " عاقل ہمیشہ اللہ کی طلب میں مستغرق رہتا ہے اور اللہ کی طلب میں تمام مطالب حل ہوتے ہیں۔" (6) " انبیا کی عقل ذاتِ حق کا عطیہ ہے اور اولیا کی عقل انہیں معیتِ حق سے سرفراز کرتی ہے۔" (7) " عاقل اہل نظر ہوتا ہے جو ہمیشہ مجلسِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر رہتا ہے۔ عاقل ہمیشہ طالبِ حق ہوتا ہے اور طالبِ دنیا شقی و بدبخت ہوتا ہے۔"

سن! طالبِ مولیٰ نگاہِ خلق میں بے عقل ہوتا ہے مگر علمِ معرفت کی بدولت اللہ کے نزدیک عاقل ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"جو محبتِ الٰہی میں مرا وہ شہید کی موت مرا۔" گو فقیر نگاہِ خلق میں جاہل ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک علمِ توحید میں عالم فاضل ہوتا ہے۔ وہ معیتِ حق تعالیٰ میں رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ الہام و کلام کے ذریعے ہم سخن ہو کر علم کے دَور کرتا رہتا ہے کہ وہ صاحبِ ذکر مذکور حضور رہتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"پس تم میرا ذکر کرو، مَیں تمھارا ذکر کروں گا۔" عاقل خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور بے عقل طمع و نفس اور حرص و ہوا میں مبتلا رہتا ہے۔ تُو اِن میں سے کسے اختیار کرتا ہے؟ راہِ معرفت اختیار کرتا ہے یا دنیائے باطل کی طرف رجوع کرتا ہے؟ ایمان کا اصل سرمایہ رستگاری (نجات) اور کم آزاری (ظلم سے پرہیز) ہے۔ جان لے کہ بارگاہِ حق سے تجلیٔ انوار اور عطائے عقلِ کلی سے دانش و شعور میں اضافہ ہوتا ہے۔ طالبِ علم علما اور طالبِ مولیٰ فقیر اولیا میں کیا فرق ہے؟ علما علمِ توحید کو بیان کرتے ہیں اور فقیر اولیا علمِ توحید کا عین بعین مشاہدہ کراتے ہیں۔ علما کا طریق طیِ طبقات کے ذریعے ہر ایک مقام کی تحقیق ہے اور فقرا کا مسلک سلوک آفاتِ طبقات و مقامات سے سلامتی کے ساتھ گزر جانے کی توفیق ہے۔ اگر کوئی حاسد، منافق، مردہ دل کاذب، فرزندِ شیطان، مبتلائے وسوسہ و خناس، پیر و مرشد کا منکر اور معرفتِ الٰہی سے محروم بے پیرو بے مرشد آدمی یہ حجت پیش

کرے کہ اِس زمانے میں لائق ارشاد و صاحب قوت پیر و مرشد قطعاً ناپید ہے اِس لیے تُو پیرو مرشد کے بجائے مطالعۂ علم و کتاب کو وسیلہ بنالے تو یہ سب تجھے ہدایتِ معرفتِ خدا اور مجلسِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے باز رکھنے والا کبرو ہوا پرمبنی راہزن شیطان کا حیلہ اور نفسانی مکروفریب ہے لہٰذا تُو اپنے یقین کو پختہ رکھ اور اُس کی بکواس پر کان مت دھر۔ ایسا مردہ دل آدمی کتے کی طرح دنیائے مردار کا طالب ہے۔ اِس دَور میں علم کتابوں میں گم ہو کر رہ گیا ہے اور علمائے عامل قبروں میں جا چھپے ہیں، اب صرف مرشدانِ کامل ہی ہیں جو ظاہر و باطن میں دست یاب ہیں۔ یہی لوگ خزائنِ الٰہی کے خزانچی ہیں۔ ایسے صاحبِ ولایت مرشد خلقِ خدا کی حفاظت سے پل بھر کے لیے بھی غافل نہیں ہوتے۔ یہ ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتے چلے آ رہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ بند نہیں ہوگا۔ یہ آفتاب کی طرح فیض بخش راہنمائے خلق ہیں۔ یہ سلسلہ روزِ الست سے جاری ہے اور طالب مرید اپنے اپنے مناصب کے لحاظ سے حضوری سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔

ابیات:۔(1)''اے طالبِ حق! اگر تُو میرے پاس آئے تو مَیں تجھے حضورِ حق میں پہنچا دوں گا اور تیرے وجود کو قہر وغصہ سے پاک کر دوں گا۔''(2)''جب تُو معرفتِ حق حاصل کرلے گا تو تُو ولی اللہ بن جائے گا اور تجھے استغراقِ وحدت نصیب ہو جائے گا۔''(3)''جسے گنجِ تصرف نصیب ہو جائے اُس پر اللہ تعالیٰ کا صدہا کرم ہو جاتا ہے اور اے جانِ من! وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔''

جس کا باطن صاف ہو جائے وہ نگاہِ عیاں سے صاحبِ تحقیق ہو جاتا ہے، اُسے رفاقتِ حق سے ہر قسم کے خزائن کے تصرف کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ طالبوں کو سب سے پہلے علمِ تصرف تعلیم کیا جاتا ہے اور یہی سب سے بہتر طریق ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔''لوگوں میں سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔''

پس معلوم ہوا کہ فقیر کا وجود کان ہے اور اُس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ رازِ کن کا انمول موتی ہے۔ اُس کے قہر و جلال سے بچ اے احمق حیوان پریشان کہ فقرا کا قہر خدا کے قہر کا نمونہ ہے۔ فقیر کی ہر بات، اُس کی ہر کار کشائی، اُس کی نظر و توجہ، اُس کا اُٹھنا بیٹھنا اور اُس کا ہر کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔" جس پیرو مرشد سے طالب مرید کو علمِ گنج تصرف کی تعلیم حاصل نہ ہو اُسے معرفت اور اختیاری فقر کیوں کر نصیب ہو سکتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے زیادہ شدید ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "بے شک اللہ تعالیٰ غنی فقرا[1] سے محبت کرتا ہے۔" جو فقیر فقر و فاقہ کا گلا کرتا ہے وہ گویا خدا کا گلا کرتا ہے۔ ایسے فقیر کی زبان پر ہر وقت اضطراری فقر و فاقہ کی حکایت و شکایت جاری رہتی ہے اور وہ اپنی مفلسی و ناداری سے شرمندگی و خواری محسوس کرتا ہے۔ ایسی فقیری کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "مَیں منہ کے بل گرانے والے فقر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔" یاد رکھ کہ شیطان عالم ہے اور اُس نے علم کی قوت سے سارے جہان کو اپنے قبضے میں قید کر رکھا ہے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہوتا ہے جو علم میں شیطان سے بازی لے جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شیطان علمِ توریت و انجیل و زبور و قرآن مجید اور علمِ ہدایت سے بے نصیب و محروم ہے۔ اولادِ آدم میں سے علمائے عامل و فقیر درویش کامل اور غوث و قطب مکمل کے سوا ہر ایک آدمی پر غالب و قوی ہے۔ وہ اولیائے اللہ کو حضوریٔ خدا سے روک کر اپنے زیرِ اثر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کون سا علم ہے جس سے وہ ایسا کرتا ہے؟ وہ طمع و حرص کا علم ہے۔ شیطان اِس علم کی تعلیم نفس کو دیتا ہے اور بے شک نفس طمع و حرص کی لذت سے بے دین ہو جاتا ہے۔ الغرض! دنیا و زینتِ دنیا و لذتِ دنیا شیطان کی متاع ہے۔ جو آدمی اُس کی متاع پہ ہاتھ ڈالتا ہے وہ گویا شیطان کو اُس کی

[1]:۔ غنی فقرا = صابر و شاکر فقرا۔

پیروی کا قول دیتا ہے۔ اِس لئے ضروری ہے کہ پہلے تصرف دنیا کا اختیار حاصل کیا جائے تاکہ طلب دنیا کی حاجت ہی مٹ جائے اور شیطان اُس پر غلبہ نہ پاسکے۔ جو طالب دنیا طلب نہیں کرتا وہ طالبِ مولیٰ ہے جو نفس وشیطان پر غالب ہے۔ فقراغنی وغالب ہوتے ہیں۔

بیت:۔" فقیرِ کامل علمِ تصرف کا عامل ہوتا ہے، وہ لوگوں کی دستگیری کرنے والا فیض بخش عالم ہوتا ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اے نبی! آپ فرمادیں کہ متاعِ دنیا قلیل ہے۔" قلیل اُس کپڑے کو کہتے ہیں جو عورت کے خونِ حیض سے آلودہ ہو۔ عربی کا ایک مقولہ ہے:۔" اے بھائی! اِس قلیل (خونِ حیض سے آلودہ کپڑے) پر مت بیٹھ۔" پس دنیا اہلِ حیض کو فقیر عارف اہلِ فیض قبول نہیں کرتا۔ اہلِ فیض کو اہلِ حیض کی مجلس راس نہیں آتی۔ علمِ دنیا بے حیائی کی کھائی ہے، جو اِس میں گرتا ہے اُسے باحیا سے بے حیا کر دیتی ہے۔ علمِ معرفت لاحد ہے جو خدا تک پہنچاتا ہے اور خدا اسمِ اَللّٰہُ سے ملتا ہے۔ نفسِ امارہ کی طمع اور کم ذات ومکارہ دنیا کی طمع شیطان کا مقرب بناتی ہے جب کہ قلبِ سلیم کی طمع اور روح بحقِ تسلیم کی طمع رحمٰن کا مقرب بناتی ہے۔ جب تک شوق اور اشتیاق باہم متفق نہ ہوں حضوری وملاقاتِ حق نصیب نہیں ہوتی۔ یاد رہے کہ ذکر فکر میں حیرت ہی حیرت ہے، مطالعہ علم میں غیرت ہی غیرت ہے، تصور میں عبرت ہی عبرت ہے، تصرف میں اسرارِ جمعیت واستقامت ہے، عشق میں ملامت ہی ملامت ہے، محبت میں سوز ہی سوز ہے اور فقر میں آگاہی ہی آگاہی اور دانائی ہی دانائی ہے۔ اگر ان مراتب کا انحصار علم پر ہوتا تو شیطان بازی لے گیا ہوتا، اگر معاملہ تقویٰ کا ہوتا تو بلعم باعور کامیاب ہوگیا ہوتا، اگر بات جہالت کی ہوتی تو ابو جہل بازی لے گیا ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ کی معرفت کس چیز میں ہے اور کس علم ودانش سے اس کی تمیز ہوتی ہے؟ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اصحابِ کہف کے کتے کو محبت کہاں سے کھینچ لائی اور شیطان کو علم نے کہاں جا پہنچایا؟ شیطان کے پاس انائے نفس کا علم تھا جو روح کے خلاف

ہے۔ نفس کی بنیادی کارگزاری بھی یہی ہے کہ وہ بندے کو راہِ خدا سے ہٹا کر بے یقین کرے۔ اگر علم باعثِ یقین ہو تو راہِ حق کا توشہ ہے اور اگر علم بے معرفت ہو تو باعثِ گمراہی ہے۔ معرفت کسے کہتے ہیں؟ علمِ معرفت نور ہے جو انائے کبر کے غرور سے باز رکھتا ہے۔ دونوں جہان کا علم فقیر کی زبان پر تحریر ہوتا ہے۔ کوئی ردّ کرے یا قبول وہ وہی کچھ بیان کرتا ہے جو کچھ وہ دیکھتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "فقرا کی زبان اللہ رحمٰن کی تلوار ہے۔" یاد رہے کہ اگر کوئی آدمی ساری عمر عبادت کرتے کرتے کبڑا ہو جائے اور اپنی کمر کو دوہرا کر بیٹھے یا ریاضت خلوت کی کثرت اور بے شمار چلہ کشی سے سوکھ کر بال کی طرح باریک ہو جائے یا گناہوں کے خوف سے رات دن آہ وزاری کی آگ میں خشک ایندھن کی طرح جلتا رہے تو بھی یہ مراتب اُسے قربِ خدا کی معرفت سے باز رکھتے ہیں کہ یہ سب اعضائے بدن کے ظاہری اعمال ہیں جن سے دل پاک نہیں ہوتا جب کہ مرتبۂ عاشق و معشوق، محبوبی و مرغوبی اور محبوب القلوبی میں جب وجود پر تصور سے اسم اللہ ذات لکھنے کی مشق کی جاتی ہے تو وجود کے ساتوں اندام نور بن جاتے ہیں اور مشقِ وجودیہ کرنے والا ایک ہی دم میں مرتبۂ حضور پر پہنچ جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ انسان کو چند امراض و بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ طلبِ دنیا کے مریض کا طبیب شیطان ہے جو اُسے منافقت کی دوا پلا کر پریشان رکھتا ہے۔ مریضِ عقبیٰ کا طبیب تقویٰ ہے اور تقویٰ روایت کی دلیل سے نفس کو قتل کرنے کا فتویٰ دیتا ہے۔ مریضِ عشق لا دوا ہے، دیدار و لقا کے سوا اُس کی کوئی دوا نہیں اور جو آدمی عشق طلب کرتا ہے اُسے سر قربان کرنا پڑتا ہے۔ ہر وہ عالم فاضل جسے مرشد تلقین کر کے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچاتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسے اپنی زبان مبارک سے فرما دیتے ہیں کہ اے طالبِ اللہ عالم! یہی وہ تیرا مرشد ہے جس نے تجھے عارف ولی اللہ کے مراتب پر پہنچایا ہے۔ اس پر صاحبِ علم عالم فاضل کو یقین آ جاتا ہے اور وہ عارف واصل بن کر ان مراتب کا مالک بن جاتا ہے ورنہ ہزارہا لوگوں کو ایک ہی نگاہ سے دیوانہ کر دینا کون سا

مشکل کام ہے اور اسی طرح جاہلوں کو جنونیت سے دیوانہ کر دینا بھی کوئی دشوار کام نہیں ہے۔ مرشد صاحبِ توفیق ہوتا ہے اور طالب عالم فاضل صاحبِ تحقیق ہوتا ہے۔ جاہل ہرگز عارف باللہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ معرفتِ الٰہی تک پہنچ سکتا ہے کہ جاہل اہل زندیق ہوتا ہے۔ صاحبِ فقر فقیر معرفت اور ہدایتِ الٰہی کے دو گواہ رکھتا ہے، ایک یہ کہ وہ راہِ علم کا خاصہ دار اور مفسر ہوتا ہے اور علمِ تفسیر میں عالم فاضل کامل ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ الٰہی قرب کا باطنی علم بخشنے والا ہوتا ہے۔ جو مرشد فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ دو نشان نہیں رکھتا وہ معرفتِ الٰہی کی راہ نہیں جانتا، وہ جاہل ہے اور جو کچھ تجھے دکھاتا ہے وہ سب استدراج ہے کہ وہ معراجِ معرفت سے بے خبر ہے۔

بیت:۔" علم حاصل کر جو حق نما ہو ورنہ بارگاہِ ایزدی میں جاہلوں کی کوئی گنجائش نہیں۔"

جو مرشد بظاہر جاہل (ان پڑھ) مگر بباطن عالم ہو وہ بہتر ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام اور جو مرشد بظاہر عالم مگر بباطن جاہل ہو وہ بدتر ہے جیسا کہ شیطانِ لعین۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" جاہل عالم سے ڈرو۔" پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول! جاہل عالم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا:۔" جو زبان کا عالم مگر دل کا جاہل ہو۔" تصدیقِ دل اور علمِ ارشاد فقیر سے حاصل کر۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" میرے پروردگار! تو میری طرف جو چیز بھی بھیجے میں اُس کا فقیر (طلبگار) ہوں۔" تصدیق کے ساتھ اقرار ضروری ہے اور اقرار کے ساتھ تصدیق۔ جو آدمی یہ دونوں علوم رکھتا ہے وہ صاحبِ تحقیق عالم، باتوفیق عارف اور بحق رفیق فقیر ہے اور اُس کا وجود معرفتِ حق کا دریائے عمیق ہے۔ اُسے فقیر فنا فی اللہ غریق کہتے ہیں کہ وہ خود بھی معرفتِ حق کا نظارہ عین ہے اور دوسروں کو بھی مشاہدہ بخش کر اُن کے غم دور کرتا ہے اور اُن پر فرحت کا دروازہ کھولتا ہے۔ اے فقیر! اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ جان لے کہ انبیاؑ کے وارث عین نما علم کے ماہر علماؒ ہیں جو فقط علم کے مسائل بیان کرتے ہیں جب کہ عارفِ خدا فنا فی اللہ فقرا معرفتِ الٰہ اور قربِ حضوری کا مشاہدہ کراتے ہیں۔ پس بتانے والے اور دکھانے

والے میں بڑا فرق ہے۔ جس کسی کے وجود میں اسمِ اَللّٰہُ تاثیر کر کے اُسے عمل تحقیق بخشتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا رفیق بن جاتا ہے اور وہ ایسا صاحبِ گنج ہو جاتا ہے جسے ظاہر و باطن کے تمام خزانوں پر تصرف کی مکمل توفیق حاصل ہوتی ہے۔ وہ جب چاہتا ہے طالبِ اللہ کے وجود کے ساتوں اندام کو سر سے قدم تک نور بنا دیتا ہے جس سے طالبِ اللہ کا قلب و قالب پاک ہو کر نور بن جاتا ہے اور وہ یک دم معرفتِ اللہ سے مشرف ہو کر نگاہِ الٰہی میں منظور، مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں دائم حضور، فارغ از کبر و ہوا غرور، اٹھارہ ہزار عالم میں مشہور اور معیتِ خدا میں صاحبِ الہام ذکر مذکور ہو جاتا ہے۔ یہ ہے فقیر صاحبِ باطن معمور، صاحبِ وجودِ مغفور، مستِ الست صاحبِ ذوق شوق اہلِ استغفار مسرور۔ ایسا فقیر جب علم و تعلیم اور ارشاد و تلقین سے اسم اللہ ذات کے تفکر و تصور سے مشق وجودیہ مرقوم کرتا ہے تو ماضی حال و مستقبل کے تمام احوال اُسے معلوم ہو جاتے ہیں اور اُسے عشق محبت و معرفت کے مراقبہ کی توفیق مل جاتی ہے، اُسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس و ملاقات اور مشاہدۂ فی اللہ ذات کی حضوری نصیب ہو جاتی ہے۔ اس طرح کی تحقیقاتِ مقامات، طیِ درجات، دیدارِ خدائے تعالیٰ، ذاتِ حق کی تحقیق و شناخت و دریافت بذریعہ تصورِ اسم اللہ ذات اور شریعت کی راہ سے رفاقتِ حق کے اِن مراتب کی حقیقت کو ظاہر کے عالم مگر باطن کے جاہل، زندہ زبان و مردہ دل عالم اور دنیائے مردار کے طالب بے عمل اہلِ سلب عالم کیا جانیں؟

ابیات:-(1) "ظاہری جسم کے اندر ایک باطنی جسم پنہاں ہے جو نورِ ذات سے روشن ہے، جو کوئی اُس روشن جسم کی نمو کر لیتا ہے وہ صاحبِ نظر بن کر ہر وقت دیدارِ ذات کی لذت میں غرق رہتا ہے۔" (2) "جس نے ذاتِ حق کو یہاں نہیں دیکھا وہ بے نصیب ہے۔ یہ آنکھوں کے اندھے رقیب اُسے کہاں دیکھ سکتے ہیں؟" (3) "جو کوئی اُسے دیکھ لیتا ہے وہ اُسے پہچان لیتا ہے اور جان بھی لیتا ہے۔ مَیں نے رُوئے خدا کو لامکان میں دیکھا ہے۔" (4) "مَیں نے اُسے دیکھا اور پایا ہے اور ہر وقت اُسے دیکھتا رہتا ہوں، مجھ پر معرفتِ توحید کی فقیری تمام ہے۔"

(5) "اگر میں کہوں کہ میں نے اُسے دیکھا ہے تو میری گردن اُڑا دی جائے گی اور اگر دیدہ کو نادیدہ کہوں تو یہ کفر ہے۔" (6) "میں حیران ہوں اس لئے بہتر ہے کہ میں چپ رہوں۔ الٰہی! جس دیدار سے لوگ ڈرتے ہیں وہ مجھے عطا کردے۔"

جس طرح جانور کو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر چھری سے ذبح نہ کیا جائے وہ حلال نہیں ہوتا۔ اِسی طرح اگر نفس کو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی تکبیر سے ذبح نہ کیا جائے معرفتِ وصالِ حق تک ہرگز نہیں پہنچا جا سکتا۔ جو آدمی موت سے ڈرتا ہے وہ عاشق نہیں، ابھی خام ہے۔ جو طلبِ دیدار کا دعویٰ کرتا ہے مگر خود کو مارتا نہیں وہ اہلِ دنیا ئے مردار ہے۔ مجاہدہ بامشاہدہ، ریاضت باراز اور دائمی نماز کی عبادت کہ جس سے اسرارِ پروردگار کے تمام حجابات اُٹھتے ہیں اور فنا و بقا، ایمان باحیا، شرفِ معرفت ولقا، بلا مشقت تصرفِ گنج، جملہ علوم حیّ قیوم، الہامِ معروض، مطالعہ علمِ لوحِ محفوظ، حکمت نظیر مرتبہ روشن ضمیر، لشکر و سپاہ کے بغیر تمام جہان کا حاکم و امیر اور بادشاہِ عالمگیر بن جانے کے جملہ مراتب میں سے طالب جو مرتبہ بھی چاہے تصورِ اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ مرقوم سے حاصل کرسکتا ہے کہ قطب الاقطاب، غوث الوحدت، ولی الفرد، نور الجامع، ہدایت الفقر، فیض البرکات، فضل الاسم الاعظم اور مردے کو روحانیت بخش کر زندہ کرنے کے جملہ مراتب کا علم اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ مرقوم سے کھلتا ہے۔ یہ مراتب اُن عارفانِ الٰہی طالبوں کو نصیب ہوتے ہیں جو بالیقین حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حبیب ہوتے ہیں۔ اِس قسم کے مراتب یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ روزِ الست سے تفکر و تصورِ اسم اللہ ذات کی مشقِ وجودیہ کرنے والے عارفوں کو حاصل ہیں۔ جب کوئی عامل کامل تفکر سے مشقِ وجودیہ مرقوم کرتا ہے تو یہ عمل اُس کے وجود کو اس طرح پاک کر دیتا ہے جس طرح کہ پانی و صابن نجس و پلید کپڑے کو نجاست سے پاک کرتے ہیں۔ اگر کل کو اُس کے مستعمل پانی سے کوئی درخت اُگے تو اُس کی لکڑی و پتوں پر بھی قدرتِ الٰہی سے اسم اَللّٰہُ تحریر ہوتا ہے جسے کوئی صاحبِ نظر روشن ضمیر فقیر ہی دیکھتا، پڑھتا اور اُس کا ادب کرتا ہے کہ ایسا

روشن ضمیر عالم فقیر صاحب تفسیر باتاثیر ہوتا ہے۔ تصور مشق وجودیہ مرقوم کا دائرہ یہ ہے:۔

اللّٰہ	ھو سر نور وحدت قدرت ن محمد اللّٰہ	اللّٰہ
اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ		اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھو
اللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھو
اللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھو
اللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھو
لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ
اللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھو
اللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھو
اللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھو
اللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھو
ھو
لیس فی الدارین الا ھو
ھو
ھو
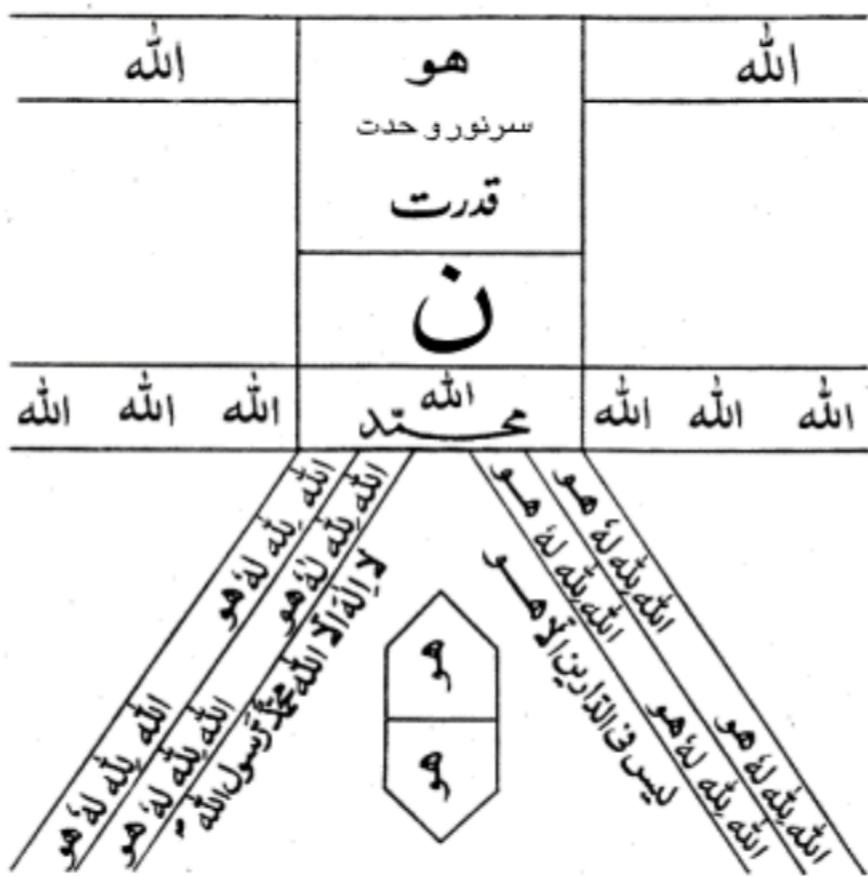
جب تُو اسم اللہ ذات سے تجلیاتِ دیدارِ پروردگار سے مشرف ہوکر لامکان میں بے مثل و بے مثال غیر مخلوق لم یزل ولایزال ذات کو دیکھے اور اُس پر اعتبار نہ کرے اور مخلوق میں تجھے اپنی صورتِ حال کے موافق خام خیالی متشکل نظر آئے اور تُو اُسے وصال سمجھ بیٹھے تو یہ دیدار ہرگز نہیں۔ صاحب دیدار کے لئے یقین حق کی چند نشانیاں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ہمیشہ بیمار رہتا ہے، دوسرے

یہ کہ اُس کا قلب بیدار رہتا ہے، روح فرحت یاب رہتی ہے اور وہ شریعت میں ہوشیار رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ بدعت سے بیزار رہتا ہے اور شرک وکفر سے ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ اہلِ دیدار ایسے ہی احوال و آثار کا مظہر ہوتا ہے۔ جس طالب کو انسانیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے وہ صاحبِ عیاں عارف باللہ طالب بن کر مرشد سے علمِ دیدار کا سبق پڑھتا ہے اور مرشد کے فرمودات کو پورے یقین کے ساتھ یاد رکھتا ہے۔ مرشد ایسے ہی طالب صادق کو توجہ باطنی سے سرفراز کر کے شرفِ دیدار کے مراتب پر پہنچاتا ہے۔

شرحِ سرود

جان لے کہ وردِ کلمہ طیب، تلاوتِ قرآن مجید اور اذانِ نماز یہ سب آوازیں ہیں اور سرود بھی ایک آواز ہے۔ آوازِ سرود کی بھی چند قسمیں ہیں اور ہر قسم کا الگ نام ہے۔ ایک سرود آوازِ الست ہے جو رازِ حق سے پردہ اُٹھاتی ہے۔ یہ سرود معرفتِ دیدار کا وسیلہ ہے۔ قربِ ربانی سے معمور رازِ رحمانی کی یہ آواز عاشقوں اور اہلِ تصوف روحانی فقرا کو نصیب ہوتی ہے کہ وہ قربِ خدا کے راہنما ہیں۔ شیطانی ونفسانی سرود کی آواز الگ ہے۔ سرودِ دنیا ئے پریشانی و معصیتِ شیطانی کی آواز حرام ہے کہ اُس سے دل میں شہوت وطمع اور ہوائے نفس جیسی بلائیں پیدا ہوتی ہیں جو معرفتِ خداوندی کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

بیت:۔" ہوائے نفس کو اُبھارنے والا سرود محض سرِ دردی ہے، میرے بھائی ہوائے نفس کے اِس سرچشمے کو خدائے پاک کہاں روا رکھتا ہے؟"

وہ سرود کہ جسے کفار اہلِ نار رسم رسوم کے طور پر بتوں کے سامنے پیش کرتے ہیں یا وہ سرود کہ جس سے اہلِ دنیا غلباتِ شہوت کا شکار ہو کر لذتِ زنا سے سرور حاصل کرتے ہیں محض خیالی و دجالی سرود ہے جب کہ سرودِ روحانی کی آواز جس کا تعلق روزِ الست کی خوبصورت آواز سے

ہے عارفوں، عاشقوں، طالبوں، محبوں، واصلوں، غوث، قطب اور جان فدا و دل صفا مومن مسلمانوں کے دل میں فیض رحمت اور نور و فضل حضور پیدا کرتی ہے۔ ایسا سرود قربِ ربانی بخشتا ہے جس سے بندہ عارف عیانی ہو کر ہر مقام کا تماشا دیکھتا ہے۔ سرودِ جالی، سرودِ وصالی، سرودِ شیطانی اور سرودِ وسیلۂ رحمانی کو کس علم سے پہچانا جا سکتا ہے؟ ان میں سے ہر ایک سرود کو وجود پر اُس کی تاثیر سے پہچانا جا سکتا ہے کہ سرود اگر محمود ہو تو مرتبۂ محمود پر پہنچاتا ہے اور اگر مردود ہو تو مرتبۂ مردود پر پہنچاتا ہے۔ سرود عارفوں کا حال، اہل محبت کی غذا، عاشقوں کا وسیلہ اور واصلوں کا شوق ہے۔ سرود کا سننا بعض لوگوں پر فرض ہے، بعض پر سنت ہے، اور بعض پر بدعت ہے۔ واصلین پر فرض ہے، طالبین پر سنت ہے اور غافلین پر بدعت ہے۔ تُو خود کو کون سے گروہ میں شمار کرتا ہے؟ سرود کے تین درجے ہیں۔ ایک تو وہ خوش آواز سرود ہے کہ جس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت و نعت پڑھی جاتی ہے، دوسرے وہ کہ جس میں صحابۂ کرام کے اشعار پڑھے جاتے ہیں اور تیسرے وہ کہ جس میں آیاتِ اسمِ اعظم کی تلاوت کی جاتی ہے جس سے نفس یہود قتل ہوتا ہے۔ سننے کے لائق سرود وہ ہے کہ جس کی آواز کے آہنگ سے سامع مردے کی طرح جان سے بے جان ہو کر خود کو حضوری میں لے جائے، نفسانی جسم سے نکل کر روحانی جسم میں آ جائے اور پھر آوازِ سرود سے زندہ بھی ہو جائے۔ آوازِ سرود سے زندہ ہونا بھی خام مرتبہ ہے۔ آوازِ سرود سننے کے لائق وہ آدمی ہے جو سرود کی آواز سنتے ہی فنافی اللہ راز کے مرتبے پر پہنچ جائے۔ یہ مراتب قلبِ سلیم ہیں جن میں بندہ جان سے بے جان ہو کر بارگاہِ حق میں سرِ تسلیم خم کرتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "بے شک ہم اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور اُسی کی طرف ہمارا رجوع ہے۔" ہم نے قضائے الٰہی کو قبول کیا۔ فاتحہ و مبارک باد ہو ایسے باطن آباد حضرات کی ہمت پر۔

ابیات:۔(1) " سرود عاشقوں کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچاتا

ہے لیکن ایسے عاشق دنیا میں بہت ہی کم پائے ہیں۔" (2) "ایسا سرود قاتل تلوار ہے، تُو اِس کے سامنے سر جھکا دے۔ اگر تُو عاشق واصل ہے تو راہِ حق میں سر قربان کر دے۔" (3) "جب تُو بے سر ہو جائے گا تو سر فروشوں کو رازِ حق بخشنے والے خوش آواز سرود کو سن لے گا۔" (4) "باھُو آوازِ سرود سے خدا کی آواز سنتا ہے، یہ مرتبہ اُس نے بارگاہِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ السلام سے پایا ہے۔"

سرود ایک وجد [1] ہے جو سریلی آواز سے کلمہ طیب پڑھنے والے پر وارد ہوتا ہے، اُس سے فیض و فضل وحدت نصیب ہوتا ہے۔ مَیں نے کلمہ خوانی، کلمہ فہمی اور ماہیتِ کلمہ طیب "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی جانکاری سے اِس کا باعیاں مشاہدہ کیا ہے۔ سن اے احمق نادان! فقرا عالم ہوتے ہیں، وہ ہر علم نطق و منطق معانی کو زبانِ نفس اور زبانِ روح سے پڑھتے ہیں کہ وہ تمام علوم کے حافظ ہوتے ہیں۔ اُنھیں ذاتِ حق کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ تو قرآن کو پڑھ کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "پس تم مجھے یاد کرو مَیں تمھیں یاد کروں گا۔" آخر فقیرِ کامل کا انتہائی مرتبہ کیا ہے؟ تمام علم فقیرِ کامل کے مطالعہ میں ہوتا ہے اور تمام خلقِ خدا فقیرِ کامل کی متابعت و قید و قبضہ و تصرف میں ہوتی ہے۔ وہ مطالعۂ علم سے طالب کو اُس کے مقدر کا نصیب دکھا دیتا ہے اور نصیب سے مطالعہ علم کھول دیتا ہے۔ گنجِ تصرف کے یہ دونوں علوم مرشدِ کامل کی بخشش و عطا سے حاصل ہوتے ہیں۔ بیت:۔

"اگر تیرا مرشدِ کامل کوئی عارفِ خدا ہو تو وہ تیرا مقدر قوتِ مطالعہ سے کھول دے گا۔"

افسانہ طرازی چھوڑ اور پوری یکسوئی سے معرفتِ حق کی طرف متوجہ ہو جا۔ سن اے طالبِ حق! اگر تُو مرتبۂ طالبی رکھتا ہے تو بار بردار بن کر لائق دیدارِ پروردگار بن جا۔ طالب تین قسم کے ہوتے ہیں اور ہر قسم کا الگ نام ہے یعنی خدا پسند طالب، مصطفےٰ پسند طالب جو اپنے نفس کو قید و

[1]:۔ وجد = وجد جذبِ دروں کی ایک ایسی حالت ہے جو اگر طالبِ ذات پر وارد ہو جائے تو وہ بے خود ہو کر سوزِ عشق میں جلتا رہتا ہے اور ذاتِ حق کے سوا ہر شے سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔

بند میں رکھتے ہیں اور خلق پسند طالب جو عالم فاضل ہوتے ہیں مگر دانشمند نہیں ہوتے۔ جان لے کہ بعض مرشد مفسد و راہزن ہوتے ہیں، وہ طالبانِ مولیٰ کے لیے مایۂ فساد ہوتے ہیں کہ وہ نظر سے خاک کو سونا چاندی بنا لیتے ہیں اور بعض مرشد محمود ہوتے ہیں جو نظر سے سونے چاندی کو خاک بنا دیتے ہیں اور طالبانِ مولیٰ کو مراتبِ حضوری پر پہنچاتے ہیں۔ جو طالب مرشدِ کامل اور مرشد ناقص کو طریقِ توفیق سے پہچان نہیں سکتا وہ ناقص و احمق ہے۔ ایسا طالب معرفتِ حق سے محروم رہتا ہے۔ آخر طالب کسے کہتے ہیں؟ طالب ہونا بہت مشکل کام ہے۔ بے ادب و بے حیا طالب سے ایک دن کا آشنا کتا بہتر ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے طالبوں کے اس ٹولے پر کہ جن کی زبان پر موسیٰ علیہ السلام جیسا کلام ہوتا ہے اور دل میں فرعون جیسا نفاق ہوتا ہے، زبان پر ابراہیم علیہ السلام جیسا کلام ہوتا ہے اور دل میں نمرود جیسا حسد ہوتا ہے، زبان پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا کلام ہوتا ہے اور دل میں ابوجہل جیسی غیرت ہوتی ہے۔ بقول حق تعالیٰ اُن کے دلوں میں مرض ہے جسے اللہ نے اور بڑھا دیا ہے۔ پس ایسے مرض کا علاج طبیب القلوب عارف مرشد اس طرح کرتا ہے کہ سب سے پہلے طالب اللہ کو تمام خزائن دنیا کا تصرف بخش دیتا ہے تا کہ اُس کا دل لا یحتاج و بے نیاز ہو کر شرک و کفر سے آزاد ہو جائے۔ اس کے بعد اُسے دریائے وحدت میں غوطہ دے کر مشاہدۂ معراج بخشتا ہے۔ یہ ہے صاحبِ استدراج طالب کے مرض کا علاج۔

بیت:۔ ”طالبانِ مولیٰ کی راہنمائی کے لیے یہ ایک نکتہ ہی کافی ہے کہ طالبِ مولیٰ وہ ہے جو امرِ کن کے حصول کا متلاشی ہو۔“

تُو اس بات پر تعجب مت کر اور نہ ہی اس کا انکار کر کہ رحمت اللہ، فیض فضل اللہ، عطا اللہ، ہر دو عالم کل مخلوقات، لامکان، مکانِ عیان اور بیانِ نص و حدیث قرآن سب کچھ دل کے اندر ہے۔ اس سے دل روشن ضمیر ہوتا ہے اور روشن ضمیر فقیر ہر چیز پر قادر و غالب و امیر ہوتا ہے۔ یہ مراتب مالک الملکی فقیر کو حاصل ہوتے ہیں۔

ابیات:۔(1) "دل جب قربِ خدا کے یقین سے جنبش کرتا ہے تو عرش کو فرش بنا کر لقائے ربانی سے سرفراز ہوتا ہے۔" (2) "جس دل کی چشمِ بصیرت روشن ہو جائے وہ بے بصر نہیں رہتا ہے، ہاں یہ حیوانی خصائل کے مالک صاحبِ دل کہاں ہو سکتے ہیں؟" (3) "جو دل روح وقلب کے دم سے دھڑکنا سیکھ لیتا ہے وہ رازِ ربّ کو پالیتا ہے۔" (4) "یہ سب مراتب جو اوپر بیان کیے گئے ہیں قادری فقیر کے مراتب ہیں اور قادری فقیر جہان میں کم ہی نظر آتے ہیں۔"

یہ دل وجان کی راہ ہے جس میں اسم اللہ ذات کے تصور وتصرف سے معرفتِ قربِ الٰہی کا وہ کامل فقر نصیب ہوتا ہے جس کے زیرِ قدم دونوں جہان آجاتے ہیں اور تمام جن وانس کی ارواح اُس کی حلقہ بگوش غلام بن جاتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "فقراء کی محبت جنت کی چابی ہے۔"

بیت:۔ "اے طالبِ حق! اپنے دل سے دنیا وآخرت کا غم نکال دے کہ دل تو ایک گھر ہے جس میں اسبابِ زیست کی گنجائش ہے یا خیالِ یار کی۔"

یہ مراتب ہیں " ہمہ اوست در مغز وپوست ¹ " کے۔ جان لے کہ اسم اللہ ذات پاک

¹:۔ ترجمہ = " ہر چیز کے ظاہر وباطن میں فقط ایک ہی ذات حق جل شانہٗ جلوہ گر ہے۔" یہ فقرہ حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف میں بار بار سامنے آتا ہے کیونکہ آپ عارفِ ذاتِ حق ہیں بلکہ عارفانِ ذاتِ حق کے سلطان ہیں اور عارف ذات کو سوائے ذاتِ حق کے اور کچھ دکھائی دیتا نہیں کہ وہ توحید ذات میں غرق ہوتا ہے اور توحید ہر چیز میں اللہ ہی اللہ دیکھنے کا نام ہے چنانچہ آپ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں:۔ "عارف واصل بہ ہر جا دیدہ کشاید بجز دیدارش نہ بیند ونقش غیر وخودی از خود بر انداز د تابہ مطلق مطلق شود۔" (عارف واصل جہاں بھی آنکھ کھولتا ہے سوائے ذاتِ حق کے کچھ نہیں دیکھتا کہ وہ غیریت وخودی کا ہر نقش مٹا دیتا ہے حتّٰی کہ وہ ذاتِ مطلق میں فنا ہو کر خود مطلق ہو جاتا ہے۔) اس رسالہ میں آپ مزید فرماتے ہیں:۔ " اگر پردہ را از خود بر اندازی ہمہ یک ذات ودوئی؟ ہمہ از احول چشمیست۔" (اگر تُو اپنی ہستی کا پردہ اٹھا دے تو تُو دیکھے گا کہ ذات تو فقط ایک ہے اور یہ جو دوئی تجھے نظر آتی ہے یہ تیری آنکھ کے بھینگے پن کا نتیجہ ہے۔)

کی مثال پاک فرشتے کی سی ہے اور دنیا نجس نجاست کی مثال پلید کتے کی سی ہے۔ جس گھر میں کتا داخل ہو جائے اُس سے فرشتہ بے دخل ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" جس گھر میں کتا موجود ہو اُس میں فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔" چنانچہ فرمایا گیا ہے:۔" حضوریٔ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔" اہل قلب فقیر اور اہل کلب صاحبِ دنیا کو ایک دوسرے کی مجلس راس نہیں آتی۔ جو آدمی چاہے کہ اپنے نفس سے جدا ہو جائے، اُس کے قلب کا تصفیہ ہو جائے، نفس کا تزکیہ ہو جائے، روح کا تجلیہ ہو جائے، اُس کا وجود لعل کی طرح روشن ہو جائے اور وہ روشن ضمیر ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ مندرجہ ذیل نقش کو ہمیشہ اپنے وجود پر لکھنے کی مشق کیا کرے۔

لا الہ	الا اللہ	محمد	رسول	اللہ
تصور تفکر اللہ تصور مرقوم	تصور تفکر للہ تصور مرقوم	تصور تفکر لہ تصور مرقوم	تصور تفکر ھو تصور مرقوم	تصور تفکر محمد تصور مرقوم
تصور تفکر فقر تصور مرقوم	تصور تفکر فیض تصور مرقوم	تصور تفکر رحمت تصور مرقوم	تصور تفکر جمیعت تصور مرقوم	تصور تفکر مشاہدہ تصور مرقوم
تصور تفکر نور تصور مرقوم	تصور تفکر حضور تصور مرقوم	تصور تفکر قرب تصور مرقوم	تصور تفکر تجلی تصور مرقوم	تصور تفکر خیر تصور مرقوم
تصور تفکر وصال تصور مرقوم	تصور تفکر جمال تصور مرقوم	تصور تفکر جلال تصور مرقوم	تصور تفکر اللہ تصور مرقوم	تصور تفکر للہ تصور مرقوم
تصور تفکر لہ تصور مرقوم	تصور تفکر ھو تصور مرقوم	تصور تفکر محمد تصور مرقوم	تصور تفکر فقر تصور مرقوم	تصور تفکر اللہ تصور مرقوم

جو آدمی کنہ اسم اَللّٰہُ سے تصدیق قلب، صحیح زبانی اقرار اور اعتقاد و اخلاص خاص کے ساتھ یَااَللّٰہُ، یَالِلّٰہِ، یَالَہٗ اور یَا ھُوْ کے اسم اللہ ذات پڑھے گا اُس کے وجود سے غیر نکل جائے گا۔ اس کے بعد جب وہ توجہ و توفیق سے ان کی مشق وجود یہ مرقوم کرے گا تو اُس پر تحقیق کا دروازہ کھل جائے گا۔ یہ ہے وہ نقش بحق رفیق۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

لا الٰہ الا اللہ	محمد رسول اللہ	ھو	اللہ بس	ماسوی اللہ ہوس
توجہ کلید اللہ معرفت تصور	توجہ کلید للہ معرفت تصور	اللہ معرفت تصور	توجہ کلید اللہ معرفت تصور	توجہ کلید للہ معرفت تصور
توجہ کلید لہ معرفت تصور	توجہ کلید ھو معرفت تصور	معرفت	توجہ کلید لہ معرفت تصور	توجہ کلید ھو معرفت تصور
توجہ کلید محمد معرفت تصور	توجہ کلید فقر معرفت تصور	جمعیت	توجہ کلید محمد معرفت تصور	توجہ کلید فقر معرفت تصور
توجہ کلید نور معرفت تصور	توجہ کلید تجلی معرفت تصور	کل	توجہ کلید اشتیاق معرفت تصور	توجہ کلید معرفت معرفت تصور
توجہ کلید شوق معرفت کلید	توجہ کلید ذوق معرفت تصور	توجہ کلید تصرف	توجہ کلید محبت معرفت تصور	توجہ کلید عشق معرفت تصور

بیت:۔ " تمام لذات سے بہتر لذت قرب خدا کی لذت ہے اور ہر لذت سے بہتر لذت لقائے ربانی کی لذت ہے۔"

لذتِ دیدار اور علمِ لقا کی راہ وہ ہے کہ جس میں پہلے ہی روز بغیر زبان کے تصورِ اسم اللہ ذات کا سبق پڑھنے سے حضوری قرب اللہ نصیب ہوتی ہے اور اسم اللہ ذات کے تصور ہی سے

تمام وجودلَابۃُالْقَلْبِ (لوحِ دل) کی قید وتصرف میں آجاتا ہے۔بعد میں اسم اللہ ذات کی توجہ سے تمام احوالات کا مشاہدہ کھل جاتا ہے اور ہر مشکل اور کل و جز کی تمام مہمات حل ہو جاتی ہیں۔ تصورِ اسم اللہ ذات کا نور صاحبِ تصور کو لاھوت لامکان میں پہنچا دیتا ہے جہاں وہ چشمِ عیاں سے حقیقتِ حق کا مشاہدہ کرتا ہے۔اے طالبِ حق! اللہ تعالیٰ مخلوق نہیں کہ تجھے آسانی سے مل جائے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نقد و جنس کا مال ہے کہ تیری ہتھیلی پہ رکھ دیا جائے۔ جس نے اُسے پایا سو پایا، جس نے اُسے پہچانا سو پہچانا، جس نے اُسے دیکھا سو دیکھا اور جو اُس تک پہنچا سو پہنچا اور غرق فی التوحید ہو کر فنا فی اللہ ہو گیا۔ اُس کا تعلق علمِ مطالعہ کی شرح سے نہیں بلکہ حضوری و ملاقات اور روحانیتِ قبور سے ہے جس سے طالب کا باطن نور، وجود مغفور اور فرحتِ شوق مسرور رہتا ہے۔ جو آدمی چاہے کہ وہ پہلے ہی روز مرتبۂ قطب یا مرتبۂ غوث پر پہنچ جائے اور قدرتِ الٰہی سے تمام طبقات ماہ سے ماہی تک اُس پر واضح ہو جائیں تو وہ حاضراتِ اسم اللہ ذات و حاضراتِ اسم محمد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حاضراتِ کلمہ طیبات " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے اِس نقش کی مشق وجودیہ کرے۔

نقش مبارک یہ ہے۔

لا الٰہ الا اللہ　ھو محمد　رسول اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ للہ لہ ھو	والصّٰفٰت رحمٰن الرحیم کلید مشکلات من الشیطٰن والضحیٰ والنشرح	اللہ للہ لہ ھو
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ للہ لہ ھو		یا فتّاح
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ للہ لہ ھو		یا حیّ
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ للہ لہ ھو		یا قیّوم
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ للہ لہ ھو		یا رحمٰن یا رحیم
من کان اللہ	اللہ	کان اللہ لہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "جس نے دنیا کو طلب کیا وہ دنیا کا طالب ہے، جس نے عقبیٰ کو طلب کیا وہ عقبیٰ کا طالب ہے، جس نے مولیٰ کو طلب کیا وہ مولیٰ کا طالب ہے اور جس نے مولیٰ کو تلاش کر لیا وہ مالک کل ہو گیا۔" اگر اسم اللہ ذات دل میں قرار پکڑ لے اور اس سے قلب وسینہ صاف ہو جائے تو دل میں دیدار ولقائے خداوندی کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ مقامِ " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " [1] ہے۔

---

[1]:۔ ترجمہ = مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

بیت :-"دل تو نظارہ گاہِ ربانی ہے تو دیونفس کے گھر کو دل کیوں سمجھتا ہے؟"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-" میں اپنے دل میں اپنے ربّ کو دیکھتا ہوں۔"

بیت :-"دل کعبۂ اعظم ہے اسے بتوں سے خالی رکھ، دل بیت المقدس ہے اسے بت گروں کی دکان مت بنا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-" بے شک اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں کو دیکھتا ہے نہ تمھارے اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ اس کی نظر تمھارے دلوں اور نیتوں پر رہتی ہے۔" یا یہ کہ اسم اللہ ذات آئینے کی مثل ہے، تُو اس آئینے میں ہر دو جہان کا تماشا دیکھ اور تمام احوالات کا مشاہدہ کر کے اس کی آزمائش و معائنہ کر۔

بیت :-" آسمان اُس کا اپنا دیا ہوا ہے وہ اُسے واپس لے لے گا مگر اسم اللہ ذات کی عطا ہمیشہ باقی رہے گی۔"

دل کے اندر ملکِ لایزالی کی ولایت کل ہے اور دونوں جہان کی ولایت اُس کے مقابلے میں جز ہے۔ ابیات:-

(1)"باھُو کا جسم و دل جنت کا پاکیزہ باغ ہے، اُس کی لحدِ قبر نور ہے اُسے خاک کیوں سمجھتے ہو۔"(2) " باھُوؒ ذکرِ ھُوْ میں فنا ہو کر وحدتِ حق کا نور بن گیا ہے کہ باھُوؒ کے سر پر ھُوْ (ذاتِ حق) کی جلوہ نمائی ہے ۔"

راہِ فقر میں فقر کی گواہ فاقہ مستی ہے جو فقیر کو لذت ذائقہ بخشتی ہے ۔اگر چہ فقیر کو کسی قسم کی حاجت نہیں ہوتی تاہم وہ خزائن الٰہی پر تصرف رکھنے والا عالم باللہ عارف ولی اللہ ہوتا ہے۔

ابیات:-(ا)" فقر قدرتِ خداوندی کا ایک نور ہے، فقر عطائے رحمت کا امرِ خداوندی ہے۔"(2)" فقر کانِ کرم کا ایک خزانہ ہے، جسے روئے فقر دیکھنا نصیب ہو گیا وہ ہر غم سے آزاد ہو

گیا۔"(3)" فقر حکم و حکمتِ خداوندی کا علم ہے جس سے فقیر قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ کہہ کر مردے کو زندہ کرتا ہے۔"(4)" فقر ایک ذوق یا فضل حق ہے جس سے فقیر روزِ ازل کے اسرار و رموز سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔"

طاعت بے ریا ہونی چاہیے کہ باریا طاعت حجاب اکبر ہے جو اہل طاعت کو قرب خدا سے دُور کر دیتی ہے۔ اگر کوئی نقاش ہے تو وہ نقش نگاری کرتا ہے، اگر کوئی عالم فاضل ہے تو مطالب کو اپنے مطالعہ میں رکھتا ہے، اگر کوئی جان نثار عاشق ہے تو لقائے حق کا رُخ کرتا ہے اور اگر کوئی عاقل و ہوشیار باش ہے تو معرفتِ فقر کی انتہا پر پہنچ کر مرتبۂ فنا حاصل کرتا ہے اور پھر فنا سے بقا اور بقا سے لقائے حق تک پہنچتا ہے۔ جو آدمی اِن مراتب تک پہنچ جاتا ہے اُسے دنیا و آخرت اور موت و حیات کے ذکر فکر و مراقبہ میں مزہ نہیں آتا اور وہ تماشائے ہر دو جہان، نورِ حضور، حور و قصور اور نعمائے بہشت سے ہر گز خوش نہیں ہوتا کہ وہ لاھوت لامکان کو عیاں طور پر دیکھتا ہے اور وہاں اُسے جو کچھ نظر آتا ہے اُسے خود سے بیان کرتا ہے۔ اِس مقام پر ابتدا و انتہا ایک ہو جاتی ہے اور درمیان سے رسم رسوم، گفت و شنید، کوشش و کشش، جذب و توجہ، وجد و ارادات اور الہام و درجات کے حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور قربِ حق کا احساس اُسے بے قرار رکھتا ہے کہ دل مشتاق نظارہ ہوتا ہے اور اُسے موت کا اشتیاق و انتظار رہتا ہے۔ اِسے رحمتِ ربانی قربِ رحمانی کا لباس کہتے ہیں۔ جو آدمی اِس مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ احوالات، مشاہدات، خیالات، وسوسہ و وہمات سے گزر کر وصالِ لازوال کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ یہ ہے انتہائے فقر فنا فی اللہ معیت ایزد متعال۔ اِن مراتب کو کنہٗ کن کی کنہیت کہتے ہیں۔ یہاں پر نہ ہر آنکھ ہوشیار ہوتی ہے، نہ ہر عیان دید قابل اعتبار ہوتی ہے اور نہ ہر ذکر فکر مراقبہ پیشوائے جلوہ دار ہوتا ہے ہاں مگر خواب میں بے حجاب مشاہدہ کھلتا ہے، کبھی مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کا مشاہدہ، کبھی استغراق فنا فی اللہ کا مشاہدہ اور کبھی صحبتِ سلطان الفقر عارفانِ باللہ کی حضوری کا مشاہدہ۔ جو آدمی یہ تین مراتب کھول

لیتا ہے وہ تمامیت فقر پر پہنچ جاتا ہے۔یاد رکھ کہ فقیر علما پر غالب ہوتا ہے اور علما فقیر سے تلقین حاصل کر کے طالبِ مولیٰ بنتے ہیں۔پس معلوم ہوا کہ علما کتابیں پڑھ کر جواب دیتے ہیں اور فقیر مقامِ حضور سے نص وحدیث معلوم کر کے اُس علم کا جواب دیتا ہے جو خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پیغام کی صورت میں آیا ہے کہ تمام خلق خدا کا مفہوم اُسی میں پوشیدہ ہے۔پس فقیر کو تکلیف وتقلید سے کیا واسطہ؟ کہ اُس کے تن پر لباسِ نور ہوتا ہے اور اُس کا قلب دائم حضور ہوتا ہے۔

بیت :۔"اگر اولیا کو یہ مراتب حاصل نہ ہوتے تو کوئی بھی دیدارِ وحدت نہ کرسکتا۔"

مرتبۂ رستگاری (نجات) راستی کی راہ ہے، کم آزاری وسیلۂ راہبر اللہ ہے، دل آزاری سراسر گناہ ہے، اہل حضور ان تمام مراتب سے آگاہ ہے۔

بیت :۔"جو آدمی ذاتِ حق کا مشاہدہ کرلیتا ہے وہ دائم خاموش ہوجاتا ہے اور جو مشاہدۂ ذات تک نہیں پہنچتا وہ احمق لافزنی کرتا رہتا ہے۔"

نفس پرست ہر کوئی ہے اور خدا پرست کوئی کوئی ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔" الٰہی! مجھے مظلوم بنادے مگر ظالم نہ بنا۔" زندہ دل سب مظلوم ہیں جو ہر وقت قربِ الٰہی سے مشرف رہتے ہیں اور مردہ دل سب ظالم ہیں جو صغیرہ وکبیرہ گناہوں کی کثرت سے روسیاہ رہتے ہیں۔

ابیات :۔(1) " معرفت فقرِ حضور کا نور ہے، جو آدمی مرتبۂ فقر پر پہنچ جاتا ہے اُس کی روح مغفور ہوجاتی ہے۔"(2) "جو آدمی اشتغالِ حضوری کے نور میں غرق ہوجاتا ہے وہ کسی حال میں بھی خدا کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔"

اِس مقام پر فقرا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے اور صاحبِ نظر طالبوں کو اُس کی مکمل آگاہی نصیب ہوجاتی ہے۔

ابیات :۔(1) "عاشقوں کی غذا دیدارِ خداوندی اور شوق وذائقہ ولذتِ لقائے ذات

حق ہے۔‘‘(2)’’جس کی اصل جمالِ حق کے وصال پر قائم ہو جائے اُس پر ہر کھایا پیا حلال ہو جاتا ہے۔‘‘(3)’’اُسے مملکتِ خداوندی کی ہر چیز پر تصرف حاصل ہو جاتا ہے اور اُسے کسی قسم کی جستجو کی حاجت نہیں رہتی۔‘‘(4)’’مالک الملکی فقیر تمام عالم کا حاکم ہوتا ہے اور کل و جز کی ہر چیز اُس کی حکم بردار غلام ہوتی ہے۔‘‘(5)’’فقیر کو ابتدا ہی میں یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہا کرے۔‘‘

غنایت کے لئے تمام دنیا، تمام ممالک اور تمام خزائن اللہ کو اپنے تصرف وقید اور قبضے و اختیار میں لینا بہتر ہے یا اللہ تعالیٰ کی توفیق و غنایت سے دنیا کا منہ ہرگز نہ دیکھنا بہتر ہے؟ تجھے ان میں سے کون سا عمل پسند ہے؟ بہتر یہ ہے کہ تجھے باتوفیق تصرف کا عمل حاصل تو ہو لیکن تُو اُسے اختیار نہ کرے کہ بے شک دنیا کی اصل فرعونی فخر اور مرتبہٗ زندیق ہے۔ نفس، خلق اور دنیا یہ تین حجاباتِ عام ہیں۔ دید طاعت، دید ثواب اور دید کرامت حجاباتِ خاص ہیں۔ اگر کوئی عرشِ اکبر پر نماز پڑھے، لوحِ محفوظ کو اپنے مطالعہ میں رکھے، تمام زمین کو اڑھائی قدموں میں طے کرے یا پانچوں وقت خانہ کعبہ میں سنت طریقے سے باجماعت نماز ادا کرے تو یہ سب حجابِ اکبر ہے اور نفس کو فنا کر کے غرقِ توحید ہونا، ہر وقت مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر رہنا، دل کو پاک کرنا اور مقاماتِ طبقات کی سیر طیر کی طرف متوجہ نہ ہونا معیتِ خداوندی کے بے حجاب مراتب ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔’’بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کو بلا سے آزماتا ہے جس طرح کہ سونے کو آگ سے آزمایا جاتا ہے۔ دنیا یقین و اعتبار کی آزمائش کے لئے ہے اور یہ بندے اور پروردگار کے درمیان ایک حجاب ہے۔ الٰہی! وہ سر نہ دے جو تجھے چھوڑ کر مخلوق کو سجدہ کرے، وہ آنکھ نہ دے جو تجھے چھوڑ کر غیر کو دیکھے، وہ کان نہ دے جو تیرے کلام کو چھوڑ کر غیر کا کلام سنیں، وہ زبان نہ دے جو تیری ثنا چھوڑ کر غیر کی ثنا کرے، وہ قدم نہ دے جو تجھے چھوڑ کر غیر کی طرف اُٹھیں، وہ ہاتھ نہ دے جو تیری بجائے غیر سے دستگیری چاہیں، وہ کمر نہ

دے جو تجھے چھوڑ کر غیر کی طاعت میں جھکے، وہ سینہ نہ دے جو تیرے پیار کی بجائے نجاست و غلاظتِ غیر سے بھرا رہے اور وہ دل نہ دے جو تیری قربت کے بجائے قربتِ غیر سے معمور ہو۔

بیت :۔" علمِ عین ہی وہ علم ہے جو مقامِ قبولیت تک پہنچاتا ہے اور اُسی سے ہی وصالِ وحدت نصیب ہوتا ہے۔"

پہلے ہی روز مرتبہ نورِ حضور پر پہنچانے والا اور ہر رجعت وغم سے پاک رکھنے والا نقش یہ ہے۔
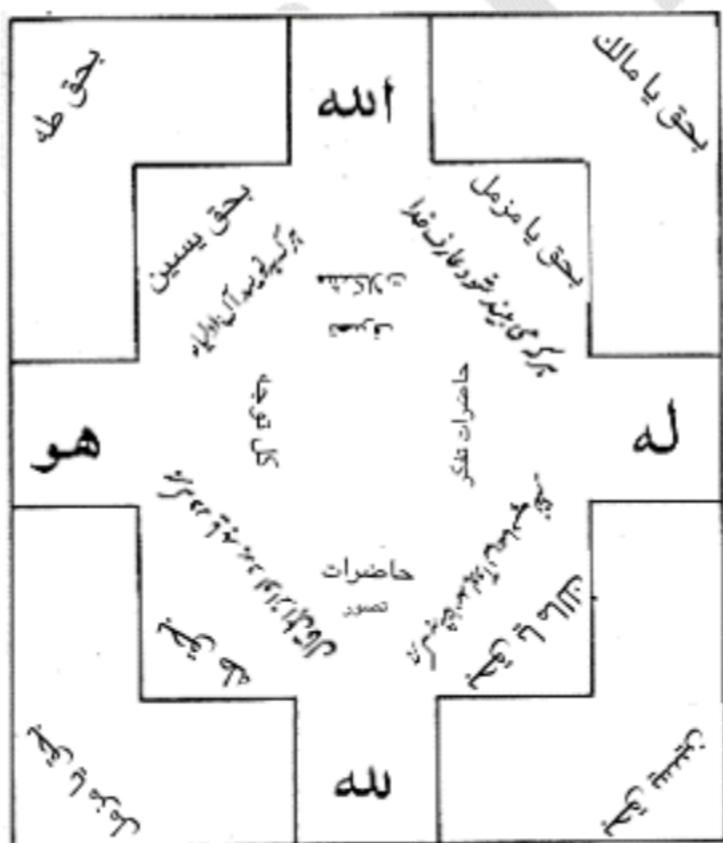
تصورِ اسم اللہ ذات تماشائے خطرات اور وسوسہ و وہمات وخیالات سے باز رکھتا ہے۔ تصورِ اسم اللہ ذات نور ہے جس میں صاحبِ تصور معرفتِ قربِ اللہ حضور کا مشاہدہ کرتا ہے اور خواب و بیداری کی حالت میں رویت و دیدارِ الٰہی سے مشرف رہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا فرمان ہے :۔" میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا۔" تصورِ اسم اللہ ذات لاھُوت لامکان میں قربتِ رحمٰن کا عین عیان مشاہدہ بخشتا ہے۔ تصورِ اسم اللہ ذات تماشائے طبقاتِ زمین و آسمان اور تماشائے مخلوقات سے باز رکھتا ہے۔ بیت :۔

" اپنے جسم کو اسمِ اَللّٰہُ میں اِس طرح گم کر دے جس طرح کہ بسم میں الف گم ہے۔"

یہ طریق عوام کی راہ نہیں کہ اِس میں طالبِ اللہ پہلے ہی روز حضوریٔ قربِ الٰہ سے مشرف ہو جاتا ہے۔

بیت :۔" الٰہی! تُو نے اپنی وحدت کا نور وجود کے حجاب میں مستور کر لیا اور اُس سے شیطان کو سجدہ کے انکار سے بدنام کر دیا۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔" اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور جو چاہتا ہے اُس کا حکم صادر فرما دیتا ہے۔" حقیقتِ ماضی حال و مستقبل اور نیکی و بدی کے جملہ مراتب حاضراتِ اسم اللہ ذات سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کے وجود میں شیطانی آگ بھر جاتی ہے اور بعض کے وجود میں رحمانی نور بھر جاتا ہے۔ شیطان کو خود پسندی کی آگ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود سجدۂ آدم سے باز رکھا اور وہ ہوا و ریا میں مبتلا ہو گیا۔ جو آدمی تصور و توفیق سے اِس نقش کو اپنے وجود پر مرقوم کرتا ہے وہ " ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ ۝ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ [1] " کی حقیقت کو پا لیتا ہے۔

---

[1] :۔ ترجمہ = اوّل و آخر بھی وہی ہے اور ظاہر و باطن بھی وہی ہے۔ اُس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے۔

وہ نقش یہ ہے۔

یہ کلید الکلید نقش جب معرفتِ توحید کا قفل کھولتا ہے تو طالب اللہ کا قلب و قالب سر سے پاؤں تک نور ہی نور ہو جاتا ہے اور اُسے پہلے ہی روز مقام و مرتبۂ یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ جو آدمی اِسے تصور و تفکر سے لکھتا ہے وہ صاحبِ نظر ہو جاتا ہے، جو آدمی اِس نقش کو دیکھتا ہے وہ مراتبِ فقر پر پہنچ جاتا ہے، اُس کا نفس مر جاتا ہے، دل زندہ ہو جاتا ہے اور وہ عارفِ خدا بن جاتا ہے۔ مردہ دل آدمی اِن مراتب تک کہاں پہنچ سکتا ہے؟ اِس نقش کا عامل پہلے ہی روز ولی اللہ بن جاتا ہے جسے باطن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا شرف حاصل رہتا ہے۔ اُس کے لئے معرفتِ قرب کی ابتدا و انتہا ایک ہو جاتی ہے۔ جو آدمی اِن مراتب سے سرفراز ہو جاتا ہے اُس کا وجود نور بن جاتا ہے اور اُسے مشاہدۂ حضور حاصل رہتا ہے اور وہ نورِ ذات کی بدولت ہر امر پر

غالب ہوتا ہے۔ فرمایا گیا ہے :۔" فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔" راہِ حق میں پاؤں کی بجائے سر کے بل چلو ۔" ذکرِ جس دم سے وہ حضوری پاتا ہے مگر ایسا حبس دم بھی غیر معتبر ہے کہ اُس میں عین حضوری نہیں۔ محض آنکھ سے دیکھنا معتبر نہیں۔ حضوری دل سے کھلتی ہے۔ دل روشن ہو جائے تو مشاہدۂ حضوری نصیب ہو جاتا ہے۔ یہی کاملین کی راہ ہے اور کاملین اُسی روز سے محرمِ راز چلے آ رہے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا تھا :۔" کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟" اُسی روز سے اُنہوں نے دریائے معرفت کا نور نوش کیا اور خود کو پوشیدہ کر لیا۔ دیدۂ خام سے دیکھنے والے مردہ دل ناتمام عوام اِس راہ سے بے خبر ہیں۔ یہ وہ راہ ہے کہ جس میں سر کو پاؤں بنایا جاتا ہے بلکہ سر کے بل دوڑا جاتا ہے اور یہی تصورِ حضور کی راہ ہے اور با تصرف سر کے بل دوڑنا یہ ہے کہ تصور و توجہ ٔ باطنی کے ذریعے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا جائے۔ جو آدمی اِس راہ کو جان لیتا ہے وہ خود کو ایک ہی دم میں اِس مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ یہ ہے مرتبۂ نظر ناظر دوام۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اِس مقام پر انوارِ ذات کے عجائب کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے اور طالب روشن ضمیر ہو کر بارگاہِ حق میں حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے) کا مرتبہ ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ جو آدمی عمر بھر یا زندگی میں صرف ایک بار اسم اللہ ذات کے اِس نقش کو تصور و تفکر کے ساتھ اپنے وجود پر لکھنے کی مشق کرے گا تو اسم اللہ ذات قیامت تک اُس کے وجود کے ساتوں اندام سے جدا نہیں ہو گا اور اسم اللہ ذات کا ایسا عمل جاری ہو گا کہ اُس کے لئے زندگی و موت برابر ہو جائے گی اور اگر کوئی اِس نقش کو اپنے دماغ میں لکھے گا تو اُس کے سر میں محبت و مشاہدہ و حضوری و مراقبہ و معراج و ملاقات و ہدایت کے اسرار کھل جائیں گے۔ یہ وہ علم ہے کہ جس کا مخزن سینہ ہے نہ کہ درسی علم کہ جس سے سینہ میں کینہ بھرتا ہے۔ تصورِ اسم اللہ ذات کا نقش کہ جس سے تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیۂ روح اور تخلیۂ سِرّ حاصل ہوتا ہے اور اُسے صرف عارفانِ اہلِ یقین جانتے ہیں یہ ہے۔

نقش:-

جوآدمی اسم اَللّٰہُ اسم لِلّٰہِ اسم لَہٗ اور اسم ھُوْ کا سبق پڑھ لیتا ہے اُس کا تمام وجود سر سے قدم تک نور ہو جاتا ہے، اُس کے جسم میں اربعہ عناصر کی تاثیر باقی نہیں رہتی۔ جوآدمی اِس طرح فنا فی اللہ باخدا ہو جاتا ہے اُسے خوف کی خبر رہتی ہے نہ رجا کی، نفس وشیطان کی خبر رہتی ہے نہ شہوت کی۔ ابیات:-

(1) "جوآدمی اِس نقش کو تفکر سے اچھی طرح اپنے وجود پر لکھ لیتا ہے وہ اپنے وجود ہی سے قربِ اللہ پالیتا ہے۔" (2) "تُو باز کی طرح اپنی دونوں آنکھیں بند کرلے تاکہ تجھے اپنے اندر سے وہ گم گشتہ آواز سنائی دے۔" (3) "میرے سینے کے اندر معرفتِ وحدت کا درس جاری ہے جو اِس درس کو سن لیتا ہے وہ عیسٰی صفت مسیحا بن جاتا ہے۔" (4) "جوآدمی اسم اللہ ذات کے اِس نقش کو تصور و تفکر سے اپنے سینے پر لکھ لیتا ہے وہ صاحبِ نظر عامل و عارفِ کامل بن جاتا ہے۔" (5) "جوآدمی اسم اللہ ذات کے حروف کی سطر پڑھ لیتا ہے وہ عالم باللہ ولیا بن جاتا ہے۔"

مرشدِ کامل وہ ہے جو طالب کو توجہِ باطنی سے تلقین کرے اور تلقین سے مراتب یقین عطا کر دے۔ زندگی میں طالب مرید کو ارشاد کرے اور بعد از وفات طالبوں اور مریدوں کو اُسی طرح دست بیعت کرے۔ تُو اس میں تعجب نہ کر اور نہ ہی اس کا انکار کر کہ اولیائے اللہ کو ہر قسم کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور بے شک وہ خزائن الٰہی کے مالک ہوتے ہیں۔ رضا کو قضا پر فوقیت حاصل ہے۔ جو آدمی اس نقش کو تصور و تفکر سے دیکھتا ہے اور اسے اپنے وجود پر لکھتا ہے وہ کامل عارف باللہ بن جاتا ہے۔ نقش یہ ہے:-

کاملیتِ کل کا حامل یہ نقش مشکل کشا ہے جو ہر مشکل کو آسان کر دیتا ہے۔ جو کوئی اس کی توجہ جانتا ہے تو تعجب نہیں کہ وہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہر چیز کو تہ و بالا کر سکتا ہے۔ یہ راہ پڑھنے پڑھانے کی نہیں۔ یہ مرتبہ فقر ہے اور فقر ہر ملک و ولایت پر غالب ہے اس لئے فقیر مالک الملک و صاحبِ اختیار ہوتا ہے۔ وہ جسے چاہے لطف و کرم سے نواز کر ملک و ولایت بخش دے اور جسے چاہے معزول کر کے ملک سے باہر نکال دے۔ یہ خدمات اُس فقیر کے ذمہ ہوتی ہیں جو اہل

ذات ہو جیسا کہ یہ فقیر باھُو فنافی ھُوْ ہے۔ ایسے فقیر سے ڈرو کہ ہر گنج دولت اُس کے تصرف میں ہوتا ہے۔ فقرائے کامل یہ سب مراتب جس نقش سے کھولتے ہیں، دکھاتے ہیں اور اُسے یقین سے دیکھتے ہیں وہ یہ ہے:۔

جب روحِ اعظم وجودِ معظم میں داخل ہوئی تو اُس نے کہا: یَا اَللّٰہُ - اللہ کا نام لیتے ہی بندے اور ربّ کے درمیان کوئی پردہ نہ رہا اور عطائے الٰہی کا دروازہ کھل گیا لیکن اس وقت سے لے کر آج تک اسم اللہ ذات کی کنہ اور ماہیت و انتہا تک کوئی نہیں پہنچا اور نہ ہی قیامت تک پہنچے گا۔ مرشد سب سے پہلے طالب اللہ کو اسم اَللّٰہُ ذات کا سبق دیتا ہے اور اسم اَللّٰہُ ذات ہی کی تلقین کرتا ہے۔ طالبِ اللہ جب اسم اَللّٰہُ ذات کا مطالعہ کرتا ہے تو مرشد اسم اَللّٰہُ ذات کی توفیق سے اُسے باطنی توجہ دے کر اللہ تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ جو مرشد طالبِ اللہ کو اسم اَللّٰہُ ذات کی تعلیم دیتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی حضوری میں ضرور پہنچاتا ہے۔ یہی کاملین کی راہ ہے جس میں وہ روزِ الست سے یہ نظارہ کرتے چلے آ رہے ہیں اور یہی مراتب مست ہیں۔

بیت:۔" تُو جو کچھ پڑھنا چاہتا ہے اسم اَللّٰہُ سے پڑھ کہ اسم اَللّٰہُ نے ہمیشہ تیرے ساتھ رہنا ہے۔"

یہ باعیان مشاہدے کی راہ ہے جس کی ابتدا ہی لاھوت لامکان کا مشاہدہ ہے۔ یہ تجلی کے چشم بند بیل جیسے احمق حیوان صفت لوگ اس راہ کو کیا جانیں؟ تُو خود کو کیا سمجھتا ہے اور خود کو کس زمرے میں شمار کرتا ہے؟ نقش یہ ہے:۔

اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسمِ اکبر ہے جو صورت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مظہر ہے۔ اگر اِس پر تصور و تصرف سے توجہ مرکوز رکھی جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری نصیب ہو جاتی ہے۔ اگر تُو اِس پر تصور و تفکر سے نظر جمائے تو تیری نظر فیض فضل اور مشاہدۂ جمال سے روشن ہو جائے گی اور تیرے وجود سے ہر قسم کی جہالت نکل جائے گی اور تیرے دل میں علمِ نعم البدل ثبت ہو جائے گا۔ یہ اعظم و محمود اسم ہے کہ اس کے تصور سے نفس امارہ کافر یہود فنا ہوتا ہے۔ جو آدمی تصورِ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تلقین حاصل کرتا ہے وہ پہلے ہی روز مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں نفس امارہ اور شیطانِ لعین کا داخلہ ممکن نہیں۔ یہ آٹھ حاضراتِ اسم اللہ ذات تماشا نمائے ازل، تماشا نمائے ابد، تماشا نمائے تصرف گنج دنیا، تماشا نمائے حشر و حساب گاہ قیامت، تماشا

نمائے حضوری قرب اللہ، تماشا نمائے دوزخ، تماشا نمائے بہشت وحور وقصور ہیں۔ مرشد کامل وہ ہے جو ہر مرید کو سب سے پہلے اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہر مقام کا تماشا دکھا دے اور ہر غیب اُس پر کھول دے اور اُس کے بعد اُسے تلقین کرے تا کہ طالب کو اعتبار و یقین حاصل ہو جائے ورنہ وقت کی تلوار لمحاتِ زندگی کو کاٹے جا رہی ہے۔

بیت:۔" تُو زندگی کی ہر سانس کو غمِ دنیا میں برباد کر رہا ہے۔ تجھ جیسے مردہ دل صنم پرست واصل بحق نہیں ہوا کرتے۔"

احمق ہے وہ طالب کہ جس نے مرشد سے کبھی علمِ معرفت کا مقابلہ نہیں کیا اور دعویٰ کرتا ہے کہ مرشد میرا کامل ہے جو ہر حال میں ہمیشہ میرے ساتھ رہتا ہے، وہ میرے ظاہر و باطن کے تمام احوال سے واقف ہے۔ وہ اُسے غیب دان سمجھتا ہے۔ حماقت شعار طالب ایسی ہی باتیں کیا کرتا ہے کہ وہ معرفتِ دیدار سے محروم ہوتا ہے۔ غیب دان تو خدا اور اُس کا رسول ہے کہ بے شک وہ غیب الغیب کو بھی جانتے ہیں۔ مرشدِ کامل کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر طریق سے طالب اللہ کو حضوری حق میں پہنچائے اور اللہ تعالیٰ سے منصب و مراتب دلوائے۔ پس معلوم ہوا کہ مرشد و طالب مدعی و مدعا علیہ ہیں جن کے درمیان طالبی و مرشدی کا معاملہ عطائے حضوری کے بغیر تشخیص نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک مرشدِ کامل طالب اللہ کو پہلے ہی روز لاھوت لامکان میں غرق نہ کرے اُس کے وجود سے غیریت وغم نہیں نکلتے۔ مرشد پر لازم ہے کہ وہ طالب کو چار مراتب ضرور عطا کرے۔ اوّل مراتبِ رسید، دوم مراتبِ دید، سوم مراتبِ یافت اور چہارم مراتبِ شناخت۔ رسید کیا ہے، دید کیا ہے، یافت کیا ہے اور شناخت کسے کہتے ہیں؟ رسید معرفتِ توحید تک رسائی ہے، دید تجرید و تفرید سے قربِ حضور کا مشاہدہ ہے، یافت گنجِ تصرف سے جملہ مطالب کا حصول ہے کہ دریافت سے جمعیتِ کلی نصیب ہوتی ہے اور شناخت سے مراد اوّل نفس کی پہچان اور اُس سے ہم کلامی ہے اور بعد میں ربّ کی شناخت اور اُس سے ہم کلامی اور ماہیت

کنہ کن کی محرمیت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا بے شک اُس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزید فرمان ہے:۔ "جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا بے شک اُس نے اپنے رب کو بقا سے پہچانا۔" نفس جب مطلق فنا ہو جاتا ہے تو طالب کو حضوری قربِ خدا کی توفیق مل جاتی ہے ۔ اس مقام پر طالب کو کمال فقر نصیب ہو جاتا ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے:۔ " فقر جب کمال کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔" اور وہ ہر وقت حضور علیہ السلام کی صحبت میں اُن کے مدِّ نظر رہتا ہے۔ یہ مراتب ہیں باخبر طالبِ صادق کے۔ مرشدِ کامل وہ ہے جو طالب کو راہِ حق سے باز رکھنے والی ہوائے نفس اور معصیتِ شیطانی کی ہر آفت وبلا اور فقر و فاقہ و دنیا کی محنت و جفاکشی کی شدت اور شامت و رنج کو مکمل طور پر طالب کے وجود سے نکال دے اور اُسے ایک ہفتہ یا کم از کم پانچ روز میں گنجِ دنیا کا تصرف بخش دے۔ جو طالب لب بستہ خاموش رہے اور مرشد سے کوئی سوال نہ کرے اور اپنے سخت احوال کے متعلق مرشد سے ہرگز بات نہ کرے تو مرشد اگر کامل ہے تو وہ اُسے فوراً پل بھر میں حضوری میں پہنچا دے گا کہ مرشدِ کامل کو ایک روز یا ایک ہفتہ یا ایک ماہ یا ایک سال کے اوقات کی ہرگز فرصت نہیں ہوتی۔ مرشدِ کامل طالب کو ہر روز معرفتِ قربِ خدا کا مشاہدہ کراتا رہتا ہے۔ جو مرشد طالب کو ظاہر و باطن میں ایسی توفیق نہ بخشے، طالب پر فرضِ عین ہے کہ ایسے ناقص مرشد سے فوراً بیزار و جدا ہو جائے۔

ابیات:۔ (1) " مَیں بے مرشدوں کا حق نما مرشد ہوں اور بے پیروں کا راہنمائے حق پیر ہوں۔" (2) " مَیں مفلسوں پر کرم نوازی کر کے اُنہیں خزائنِ الٰہی بخشتا ہوں۔ جو کوئی میرے چہرے کی زیارت کرتا ہے اُس سے غم دور ہو جاتے ہیں۔"

تُو پیری و مرشدی اور طالبی و مریدی کے مراتب بارگاہِ حضور سے طلب کر۔

ابیات:۔ (1) "ہم سے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمارا ہاتھ پکڑلو اور ہمیں

دستِ بیعت فرمایا۔" (2) "مَیں نے اُنہیں اپنا پیر و پیشوا بنالیا، اِس کے بعد میں ہر وقت دیدارِ حق میں محو رہتا ہوں۔" (3) "حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے اپنا فرزند بنالیا اور مَیں معرفتِ فقر کے مرتبہ کمال پر جا پہنچا۔" (4) "مَیں حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خاکِ پا ہوں اور مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر صحابی کا ہم مجلس ہونے کا شرف حاصل ہے۔" (5) "باھُو نے قربِ ھُو (ذاتِ حق) سے لقائے وحدت کا شرف حاصل کیا، کیا تُو نہیں جانتا کہ باھُو معیتِ خدا سے سرفراز ہے؟"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں بھی ہوتے ہو۔"

جو کوئی مراتبِ فی اللہ میں غرق ہو جاتا ہے اُس پر لاھُوت لامکان کی معرفت کھل جاتی ہے، اُسے اَن دیکھی چیزیں دکھائی دینے لگتی ہیں۔ جو کوئی توجہ و توفیق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی تحقیق کرتا ہے بے شک وہ ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔

بیت:۔" اولیا کے پاس حضوری کا علم ہے اِس لئے وہ جو کچھ پڑھتے ہیں وحدتِ ذات کے نور سے پڑھتے ہیں۔"

تُو اس میں تعجب مت کر کہ اُن کا جسم اسم اللہ ذات میں اِس طرح گم ہوتا ہے جس طرح کہ الف بسم اللہ کے بسم میں گم ہے۔ وہ اسم و جسم سے غرق فی التوحید ہوتے ہیں۔

بیت:۔" اُس فقیر پر رویتِ خداوندی روا ہے جسے بارگاہِ حق سے قربِ وحدت کی معرفت عطا ہو جائے۔"

جس کا باطن دائمی طور پر روشن ہو جائے ظاہر کا ہر تصرف اُس کی قید و قبضے میں آجاتا ہے۔

شرحِ مراقبہ

جب کوئی علمِ مراقبہ کا مطالعہ شروع کرتا ہے تو اُس کے دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ محبت سے سات مجالس کی حضوری کھل جاتی ہے جس سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام ارواح کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ علمِ مراقبہ کا ابتدائی سبق مرتبۂ یقین تک رسائی ہے۔ مراقبہ رقیب سے دور کرنے والا اور حبیب سے ملانے والا عمل ہے۔ جو شخص مردود و مرتد و بے یقین اور بے اعتقاد و بے دین ہو جائے وہ شیطانِ لعین کی قید میں آ جاتا ہے، پھر اُسے اپنے پیر اور اُس کے خاندان والوں کی باتوں پر یقین نہیں آتا۔ اُس کا علاج کیا ہے؟ اُسے تجلیاتِ نوری اور مشاہداتِ حضوری سے گزارا جائے تاکہ تجلیاتِ نوری سے اُس کے ساتوں اندام جل کر پاک ہو جائیں اور اُسے عمر بھر ریاضت و مجاہدہ کی حاجت نہ رہے اور مشاہداتِ حضوری سے وہ مراتبِ حضوری پر پہنچ جائے۔ اِس کے بعد وہ پیچھے نہیں ہٹتا اور نہ ہی اپنے پیر و مرشد سے روگردانی کرتا ہے۔ اِس قسم کے مراقبہ کو محرمِ اسرار مراقبہ کہتے ہیں۔ اِس مراقبہ سے طالب نفس و شیطان کی پہنچ سے باہر نکل جاتا ہے اور لاھوت لامکان میں اُس کا آنا جانا شروع ہو جاتا ہے۔ اِسی مراقبہ سے اُسے قربِ رحمانی کا وصال نصیب ہوتا ہے۔ ایسے مراقبہ کی قدر وہ نادان نہیں جان سکتا جو ابھی تک ذکر فکر اور حبسِ دم میں مشغول حیوانوں کی طرح حیران و پریشان ہے۔ نیز مراقبہ کی شرح یہ بھی ہے کہ مراقبہ کا تعلق قربتِ موت سے ہے۔ جب کوئی توجہ سے تصورِ اسم اللہ ذات کا مراقبہ کرتا ہے تو اُس پر احوالِ موت کا مشاہدہ کھل جاتا ہے جس میں وہ احوالِ جان کنی کا معائنہ کرتا ہے، حقیقتِ قبر سے واقف ہوتا ہے، منکر و نکیر کے سوال و جواب سے گزرتا ہے، حساب گاہِ روزِ قیامت کو دیکھتا ہے، پل صراط سے بسلامت گزر کر بہشت میں داخل ہوتا ہے، حور و قصور کا تماشا دیکھتا ہے اور دیدارِ انوارِ پروردگار سے مشرف ہوتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مراقبہ سے اہل مراقبہ حق الیقین کے مراتب پالیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" مرنے سے پہلے مرجاؤ۔" اللہ تعالیٰ کے مدِ نظر کرنے والا اور معرفتِ قربِ خدا کے مراتب پر پہنچانے والا ایسا مراقبہ مشقِ وجودیہ سے حاصل ہوتا ہے۔

بیت:۔" دل سے غبارِ خطرات نکال دے تا کہ تجھے وحدتِ ذات تک رسائی حاصل ہو۔"

مراقبہ رفاقتِ حق کا وسیلہ اور حقیقتِ حق تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ مراقبہ ایک آگ ہے جو ہر قسم کے خطرات اور وساوسِ شیطانی کو اس طرح جلاتی ہے جس طرح کہ آگ خشک ایندھن کو جلاتی ہے۔

بیت:۔" اگر میں احوالِ مراقبہ کی شرح کھول کر بیان کردوں تو ہر آدمی عبرت حاصل کر کے عارفِ خدا بن جائے۔"

مراقبہ جوہرِ ایمان ہے کہ یہ متفق حضوری اور مقربِ سبحان ہے۔ مراقبہ نفس کو نفس سے، قلب کو قلب سے، روح کو روح سے سرّ کو سرّ سے، عیاں کو عیاں سے اور ذکر کو ذکر سے آزماتا ہے، ایسا ذکر جو لازوال ہو، ایسا فکر جو باوصال ہو۔ یہ مطالعۂ نص و حدیث کی طرف رجوع کرنے اور بدعت و نفسِ خبیث کو ترک کرنے کی راہ ہے۔ تجھے ان میں سے کیا پسند ہے؟ جب کوئی استغراقِ حضوری سے مشرف ہو کر اللہ تعالیٰ کے نورِ توحید میں غرق ہو جاتا ہے تو قربِ اللہ ذات کے نور سے اُس کی روح کو ایسی لازوال فرحت و لذت حاصل ہوتی ہے کہ جس پر جملہ جہان کی عزیز ترین جان قربان کی جاسکتی ہے۔ عاشق پر ہر کوئی توبیخ و ملامت کرتا ہے مگر عاشق ہر چیز سے بے تعلق رہتا ہے، اُس کی نظر صرف معشوق پر ہوتی ہے اور وہ جملہ مخلوق سے اپنا تعلق منقطع کر لیتا ہے۔ یہ مرتبہ ہے ہمہ اوست در مغز و پوست [1] کا۔

[1] :۔ ترجمہ = ہر چیز کے ظاہر و باطن میں فقط واحد ذاتِ حق تعالیٰ مستور ہے۔

قبرِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دعوت خوانی

اگر کوئی دعوت خوان چاہے کہ علمِ دعوت پر اُسے عبور حاصل ہو جائے، اُس کے تمام وِرد و وظائف جاری ہو جائیں، فرشتے اور موکل اُس کے فرمانبردار بن جائیں، کلامِ الٰہی اُس کے وجود میں تاثیر کرے، اُسے نفع دے اور جمعیت بخشے، ساری مخلوق اور تمام لوگ اُس کی تسخیر و قید میں آکر اُس کی طرف رجوع کریں اور اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری نصیب ہو جائے، تمام مشکل مہمات آسان ہو جائیں اور تمام دنیا جہان کا تصرف اُسے حاصل ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ تنہا دشت و بیابان وصحرا میں نکل جائے جہاں کی ریت یا خاک پاک ہو اور اُس پاک خاک یا ریت پر خاص نیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضے کی عمارت کا نقشہ پورے یقین و اعتبار سے بنائے اور روضہ مبارک کے اردگرد حرم بنائے اور حرم کے اندر قبر مبارک بنائے اور اُس پر اُنگلی سے نہایت ہی خوشخط الفاظ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام محمد ابن عبداللہ لکھے اور دعوت شروع کرنے سے پہلے روضہ مبارک کے اردگرد "اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" کے الفاظ لکھے، پھر تین مرتبہ تکرار کے ساتھ کہے "اُحْضُرُوْالِلْمُسَخَّرَاتِ یَامَلِکُ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ از برائے عنداللہ محمد ابن عبداللہ حاضر شو۔" تو بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک حاضر ہو جائے گی۔ اِس کے بعد سورۃ ملک پڑھے اور تین مرتبہ کلمہ طیب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی ضرب دل پر لگائے، پھر درود شریف ولاحول پڑھے اور آنکھیں بند کر کے مراقبہ میں اس طرح چلا جائے کہ اُس کے لئے خواب و بیداری ایک ہو جائے اور اُس میں اُسے باعیان نظر آئے۔ فرمایا گیا ہے کہ باطن کا ہر وہ نظارہ جو ظاہر کے خلاف ہو باطل ہے۔ اِس کے بعد جملہ لشکرِ اصحاب کی معیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مشروحاً اُس دعوت خوان کا ہاتھ پکڑ کر

اُٹھاتے ہیں اور اُس کی تمام مہمات کو سر انجام دیتے ہیں۔ اِس دعوت کو ننگی تلوار کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ وقبر مبارک پر دعوت پڑھنے کا نقش یہ ہے۔

صاحبِ توفیق فقیر عارف باللہ واصل ولی اللہ مرشد پر فرضِ عین ہے کہ وہ مرشدی و طالبی کا حق دونوں جانب سے پورا کرے۔ اوّل تو وہ اہلِ دنیا کو تلقین ہی نہ کرے اگر کرے تو اُسے ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مشاغل دنیا سے فارغ کر کے دنیائے مردار کی نجاست سے پاک کر دے اور اُسے پہلے ہی روز مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہدایت وولایت کے مراتب دلا دے تاکہ طالب کے وجود میں کسی خواہش کا افسوس وغم باقی نہ رہے۔ یہ ہیں فیض فضل اللہ کے مراتب جو مرشدِ کامل طالب اللہ کو عطا

کرتا ہے۔ دونوں جہان کی بادشاہی اُس کے قدموں میں ہوتی ہے۔ وہ خدا ہوتا ہے نہ دم بھر کے لیے خدا سے جدا۔ وہ ہر وقت لقائے الٰہی سے مشرف رہتا ہے۔ جو مرشد طالب کو پہلے ہی روز ان مراتب پر نہ پہنچا سکے وہ احمق و بے حیا ہے کہ خود کو مرشد کہلواتا ہے۔ یہ قرب توحید کے مراتب ہیں جو مشق وجودیہ کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ایسا ہی نقش تحقیقات کے ہر مقام پر پہنچاتا ہے۔ یہاں قال حال کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ جمعیت کے مراتب ہیں جن کا تعلق وصال سے ہے نہ کہ وہم وخیال سے۔ ان مراتب کو وہی جانتا ہے جسے تحقیق معرفت کی توفیق حاصل ہو۔ یہ مقامِ حضور ہے جہاں نفس وقلب و روح نورہی نور ہیں۔ یہاں توحید کے گہرے دریا میں غوطہ زن ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدِ نظر رہا جاتا ہے۔ یہ انتہائی شرف کا مقام ہے۔ یہاں آسمان ہے نہ زمین، حیرت ہے نہ ہوا۔ یہاں خدا کی وحدانیت کا مطلق نور ہے۔ یہاں تک پہنچنے کا ذریعہ یہ نقش مبارک ہے۔
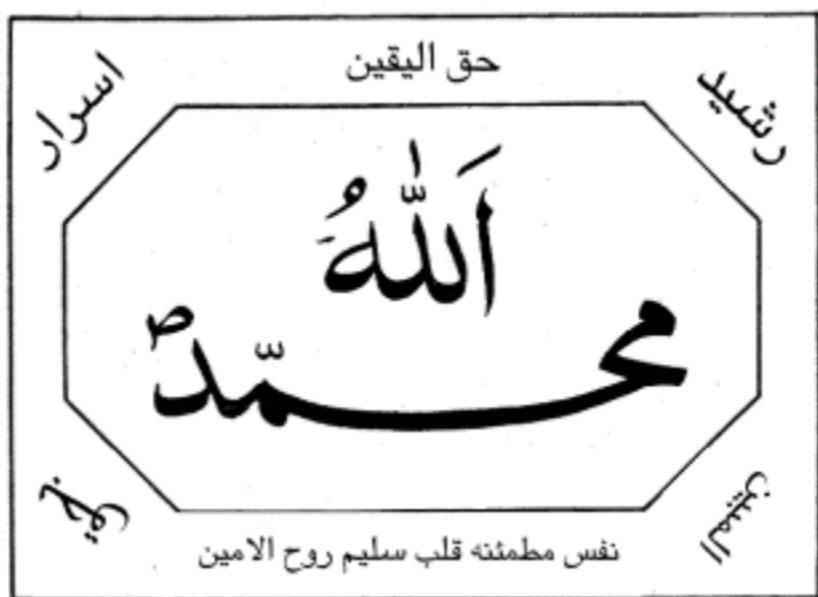
جو آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت میں وحدت کے اِس دریا میں غوطہ لگا لیتا ہے وہ دنیا سے تارک فارغ ہو کر تمامیتِ فقر کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے اور اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۱؎ کی تائید میں اُس کا سینہ صاف ہو جاتا ہے، لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۲؎ کا خطاب اُس کی راہنمائی کرتا ہے، اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۳؎ کی خلعت سے سرفراز ہوتا ہے، فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ ۴؎ کو اپنا رفیق بنالیتا ہے اور فَفِرُّوْٓا مِنَ اللّٰهِ ۵؎ کے رویئے کو ترک کر دیتا ہے۔ بتا تو کیا بننا پسند کرتا ہے؟ طالبِ ہوا یا طالبِ خدا ؟

شرحِ حاضراتِ اسم اللہ ذات

حاضراتِ اسم اللہ ذات کی شرح یہ ہے کہ طالب جب تصور شروع کرنے لگے تو سب سے پہلے اسم اَللّٰهُ کو تفکر کے ذریعے اپنے دل پر لکھے تا کہ اسم اَللّٰهُ کی تاثیر سے اُس کا سینہ صفائی پکڑے اور خناس و خرطوم مر جائیں۔ اِس کے بعد آنکھیں بند کرلے اور مراقبے کی نظر سے پرواز کر کے دل کے گرد بنے ہوئے وسیع میدان میں منعقدہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو جائے اور وہاں لاحول و سبحان اللہ اور درود شریف پڑھے۔ اِس پر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکم ہوگا کہ اے صاحبِ تصور! یہ خالص مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، شیطان کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ اس مقام پر پہنچ سکے۔ اِس کے بعد طالب کو حق و باطل کی باعیان تحقیق حاصل ہو جاتی ہے اور وہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو کر وہاں کی دائمی حضوری حاصل کر لیتا ہے۔ اگرچہ ظاہر میں وہ ہر خاص و عام آدمی سے ہم کلام رہتا ہے لیکن باطن میں اُس

۱؎ :- ترجمہ = کیا ہم نے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا؟ ۲؎ :- ترجمہ = اُس دن بڑے بڑوں کو بھی بولنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ ۳؎ :- ترجمہ = مَیں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ ۴؎ :- ترجمہ = دوڑو اللہ کی طرف۔ ۵؎ :- ترجمہ = دوڑو اللہ سے دُور۔

کا وجود نور ہوتا ہے اس لیے اُس کا ہر سخن حضوری سے ہوتا ہے مگر وہ اپنے ظاہر و باطن کو علمِ نعم البدل سے تحقیق کرتا ہے کہ ظاہر و باطن کی تحقیق علمِ نعم البدل ہی سے ہوتی ہے۔ علمِ نعم البدل اسے کہتے ہیں کہ جب باطن میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی حکم صادر ہو اور ظاہر میں اُس کا ظہور نہ ہو تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ طالب ابھی تک مقامات و درجات طے کر رہا ہے، ابھی وہ تمامیتِ حضوری کے مراتب تک نہیں پہنچا۔ جب ظاہر و باطن برابر ہو جائے تو دیکھا نہ دیکھا یکساں ہو جاتا ہے، پھر اُسے مرشد کی حاجت نہیں رہتی۔ طالب کے نصیب کا انحصار اخلاص و یقین پر ہے۔ سب سے پہلے دل کی تحقیق و معائنہ ضروری ہے کہ دل کے ارد گرد چار میدان ہیں پہلے اُن کا مشاہدہ کیا جائے چنانچہ میدانِ ازل کا مشاہدہ، میدانِ ابد کا مشاہدہ، میدانِ طبقات کا مشاہدہ جو عرش سے تحت الثریٰ تک پھیلا ہوا ہے اور میدانِ عقبیٰ کا مشاہدہ۔ دل کے اندر قلب، قلب کے اندر روح، روح کے اندر سرّ اور سرّ کے اندر اسرار ہیں۔ دل و قلب و روح و سرّ اور اسرار میں نورِ حضور، معرفت قربِ اللہ اور دیدارِ پروردگار ہے۔ مرشدِ کامل طالبِ صادق کو پہلے ہی روز مشاہدۂ دل کے مراتب پر پہنچاتا ہے اور مرشدِ ناقص اُسے رات دن چلہ کشی کی ریاضت کراتا ہے۔ دل اور اُس کے ارد گرد کے وہ چار میدان جن کا مشاہدہ مرشدِ کامل کھولتا اور دکھاتا ہے اُن کا نقش اگلے صفحہ پر ہے۔

آخر انتہائے فقر کیا ہے؟ ابتدائے فقر طریقت ہے کہ تن پر لباسِ شریعت پہن کر واقفِ احوال ہو جائے، پھر دائرۂ حقیقت میں آئے، پھر دریائے معرفت میں غوطہ لگائے اور ہر دم کے ساتھ معرفت کے موتی نکالے اور کریم وسخاوت سے لبریز وجود کے ساتھ مجلس محمود کا محرم بنے اور فنا فی اللہ فنا بمعبود ہو جائے۔ دانا بن اور خبردار ہو جا کہ اس راہ میں ہر ایک مقام پر کشف وکرامات کی یلغار ہوتی ہے۔ کشف کی اس راہ میں بعض طالب قربِ الٰہ حاصل کر لیتے ہیں اور بعض گمراہ ہو جاتے ہیں۔ پس مرشد سب سے پہلے طالب کے دل کا معائنہ کرتا ہے اور اُسے مشاہدۂ معراج بخشتا ہے۔ بعض کو دم بھر میں، بعض کو ایک رات دن میں، بعض کو ایک ہفتے میں، بعض کو ایک مہینے میں اور بعض کو ایک سال میں معراج بخشتا ہے اور بعض کو عمر بھر موت وحیات کی ہر حالت میں قیامت تک جمعیت وصال کا باجمال معراج بخشتا رہتا ہے۔ فقر قدرتِ ربانی کا ایک راز ہے جس

کی شرح کا دفتر دل ہے نہ کہ دفاترِ کتب۔ جہاں فقر ہے وہاں علم ہے نہ دانش و مطالعہ ہے نہ عقل و شعور ہے نہ وہم و خیال ہے اور نہ ذکر مذکور ہے۔ وہاں نورٌ علیٰ نور ہے جہاں پر طالب بشوق مسرور ہے۔ اِس مقام پر ابتدا و انتہا ایک ہے۔ اِس مقام پر فرحتِ روح اور صفائے قلب ہے، نفس فنا ہو کر حیاتِ ابدی حاصل کر لیتا ہے۔ صاحبِ فقر اگر کسی دولت مند اہلِ دنیا مثلاً بادشاہ یا امرا کو تلقین کرے تو وہ مطالعۂ اسم اَللّٰہُ میں اِس طرح غرق ہو جاتا ہے کہ عمر بھر اُسے لذتِ دنیا اور ہوائے نفس کی خبر تک نہیں رہتی۔ اِس قسم کے مراتب مشق وجودیہ کے ذریعے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری سے حاصل ہوتے ہیں۔

ابیات:-(1) "اگر میں لذتِ لقائے حق کی تفصیلی شرح بیان کر دوں تو زندہ کوئی نہیں بچے گا، سب ہی لقائے حق کی طلب میں جان قربان کر دیں گے۔" (2) "عاشقوں کی قُوت (غذا) وقُوّت معرفتِ فقر کا کمال ہے جو اُنہیں دائم نصیب رہتا ہے۔"

حاصلِ بحث یہ ہے کہ واصلین کو کلام سے پیغام ملتا ہے۔

ابیات:-(1) "اگر تُو عاشق ہے تو رندانہ وار ہر مقامِ معرفت سے آگے نکل جا۔" (2) "اللہ تعالیٰ کے لازوال وصالِ باجمال میں اِس طرح غرق ہو جا کہ کسی حال میں بھی تو اُس سے غافل نہ رہے۔"

عاشق کے دو اوصاف ہیں، ایک یہ کہ اُس کی توجہ معشوق پر رہتی ہے، دوسرے یہ کہ مخلوق کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔

ابیات:-(1) "عاشق دائمی طور پر ہر دم کے ساتھ دیدارِ ذات میں غرق رہتا ہے، اُس کی روح و قلب نور ہو جاتے ہیں جس سے اُسے اپنا مطلب حاصل رہتا ہے۔" (2) "اُس کے منہ سے جو بات بھی نکلتی ہے وہ خدا کی بات ہوتی ہے کہ اُس کے وجود میں چوں و چرا تو ہوتی ہی نہیں۔" (3) "وہ فقرِ توحید میں فردانیت کے اُس مقام پر ہوتا ہے جہاں جثہ و جسد اور تن نام کی

کوئی شے نہیں ہوتی۔"

جو آدمی اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اُس کا قدم شریعت پر اور نظر طریقت پر ہوتی ہے۔ حقیقت میں اُسے جمعیت حاصل رہتی ہے اور معرفت میں اُسے قربِ حق نصیب ہوتا ہے اور وہ فقرِ محمدی صلی اللہ کا محرم راز مخدوم ہوتا ہے جب کہ شرع کا مخالف معرفت سے محروم ہوتا ہے۔ دیوانہ حق سے بیگانہ اور ہوشیار شریعت کا شہسوار صاحبِ نظر عارف ہوتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اے نبی! آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ کی محبت کے طلبگار ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔" پس معلوم ہوا کہ فقیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معشوق اور اللہ کا عاشق ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معشوق اللہ کا بھی معشوق ہوتا ہے۔ بیت:۔

"اِس مقام پر عشق، عاشق اور معشوق سب برابر ہیں۔ جب یہاں وصل نہیں تو ہجر کیسا؟"

یہ فنا فی اللہ، فنا فی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فنا فی الشیخ کے مراتب ہیں۔ جو کوئی توفیقِ الٰہی سے ان تین مراتب کو طے کر لیتا ہے تو بے شک اُس کے وجود میں نفس زندیق جل کر راکھ ہو جاتا ہے، قلب زندہ ہو کر صاحبِ تصدیق ہو جاتا ہے اور روح رفیقِ حق ہو کر فرحت یاب ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب ہیں عاشقانِ جان فدا کے۔ بیت:۔

" عاشق ہرگز خوف زدہ نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ کسی کی ملامت سے ڈرتے ہیں۔"

جو طالب پیر و مرشد کے پاس جائے مگر بزرگوں کی تلقین پر اُسے یقین نہ آئے، نفس امارہ اُس کا رقیب بنا رہے اور ہر کوئی اُسے بے نصیب سمجھے کہ دوست اُس کے گھر میں ہے مگر وہ اندھا اُس سے بے گانہ ہے تو اُس کا علاج کیا ہے؟ مرشدِ کامل کو چاہیے کہ وہ ایسے مردود الطریقت، مرتد الحقیقت اور معرفتِ حق سے بے خبر طالب کے وجود کو پہلے اخلاص و تصور و یقین و اعتبار اور تصدیق و تحقیق کی خاص توجہ سے تصرف کی طے میں لپیٹ کر اسمِ اَللّٰہُ کے تصور میں غرق کر دے اور تجلی انوار کے شعلے کے روبرو کر کے دیدارِ پروردگار سے مشرف کر دے تاکہ طالب کو اعتبار و

یقین آجائے- اِس کے بعد مرشد اُسے بے شمار گنج بخش دے- یہ ہے وہ مرشد کامل جو طالب کے لیے پیشوا وسیلہ اور قربِ الٰہی کی راہ کا گواہ ہے جس کی کرم نوازی سے طالب صاحبِ نظر بنتا ہے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو کر روشن ضمیر ہوتا ہے اور مرتبۂ فقر پر پہنچ کر نفس پر امیر صاحبِ آگاہ فقیر بنتا ہے- مرشد کو ایسی ہی صفات کا حامل ہونا چاہیے تا کہ وہ مردود و مرتد و گمراہ طالب کو جمعیت بخش کر مشاہدۂ حق کرا سکے-

بیت:- "اے باھوؒ! مرشد کو ہما کی طرح عنقا صفت ہونا چاہیے اور طالب کو بھی شہباز کی طرح جان نثار عارف ہونا چاہیے-"

مرشد طالب کی آزمائش کر کے اُسے جمعیتِ جاودانی بخشتا ہے- مرشد وہ نہیں جو خود پریشان ہو اور اُس کا طالب شیطانی وسوسوں میں گرفتار ہو- جس نے بھی تلقین پائی کاملین ہی سے پائی اور کاملین گنجِ الٰہی یا کانِ کرم ہوتے ہیں جن کا ذکر دنیا میں قائم رہتا ہے اور اُن کے ذکر کی اساس و مغز اسم اللہ ذات سے مشقِ وجودیہ ہے جو مردہ وجود کے ساتوں اندام کو زندہ کر دیتی ہے- ذکر کرنے والے ذاکر کے دو گواہ ہیں- ایک یہ کہ ذاکرِ خفیہ خدا کا ہم مجلس ہوتا ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- " جو آدمی میرے ذکر میں مشغول ہوتا ہے میں اُس کا ہم مجلس ہوتا ہوں-" دوسرے یہ کہ ذاکر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم صحبت ہوتا ہے- بعض ذاکر ظاہر میں پاک وجود کے ساتھ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں، بعض نفسِ مطمئنہ کے وجود کے ساتھ، بعض قلبِ سلیم کے وجود کے ساتھ، بعض صراطِ مستقیم سے روحی وجود کے ساتھ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں- بعض اپنے اس مرتبے کو جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے لیکن یہ ضرور ہے کہ ذاکر ایک نہ ایک وجود کے ساتھ ہر وقت مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ضرور حاضر ہوتا ہے اگرچہ بظاہر وہ عوام میں لوگوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے-

ابیات:-(1)" وہ ذکر دائی فریاد ہے جو بلند آواز سے کیا جائے-ایسے ذکر کو چھوڑ اور خونِ جگر نوش کر-"(2)" ذکر وہ نہیں جو تُو بلند آواز سے کرتا ہے، ذکرِ خفیہ ہی وہ ذکر ہے جو عین قربِ وحدت کا راز بخشتا ہے-"(3)"ذکر وہ نہیں جو تُو بغیر فکر کے کرتا ہے، ذکر وہ ہے کہ جس سے حضوری و مشاہدۂ حق نصیب ہو-"(4)"جو کوئی ذاکرِ خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ لقائے حق سے اپنا دعویٰ ثابت کرے-"

منصبِ مرشدی و ارشاد کے لائق وہ آدمی ہے جسے باطن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تلقین و دست بیعت و ہدایت ارشاد حاصل ہو اور اُسے اصحابِ کبارؓ سے دست مصافحہ اور پنج تن پاک سے بخشش و عطا کا شرف حاصل ہو-ایسے مرشد سے جو بھی تلقین حاصل کرے گا اُسے دنیا و آخرت میں دل کی لازوال زندگی نصیب ہوگی اور وہ غالب الاولیا طالبِ خدا بن جائے گا جو کبھی مرے گا نہیں-مرشد بننا کوئی آسان کام نہیں ہے، یہ تیلی کے چشم بند بیل جیسے بے حضور احمق لوگ بھلا مرشد کہاں ہو سکتے ہیں؟

بیت:-"جاہل مرشد شیطان کی مثل ہوتا ہے اور عالم مرشد طریقت و معرفت کا راہنما ہوتا ہے-"

یاد رہے کہ بندے اور خدا کے درمیان سدِ سکندری جیسا کوئی حجاب نہیں اور نہ ہی میلوں لمبے لانہایت فاصلے ہیں-اللہ اور بندے کے درمیان محض پیاز کے پردے جیسا معمولی سا پردہ ہے جسے صاحبِ راز مرشد اپنی نظر و توجہ سے پارہ پارہ کر دیتا ہے-اِس کے بعد طالب باعیان مشاہدہ بین ہو جاتا ہے اور لاھوت لامکان میں پہنچ کر صاحبِ نظر عالم باللہ عارف ولی اللہ بن جاتا ہے-پھر اُسے آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرنے اور نمازِ نوافل و استخارہ کرنے کی حاجت نہیں رہتی- کبھی کوئی جاہل خدا تک نہیں پہنچا اور نہ ہی کسی عالم نے ظاہری آنکھ سے خدا کو دیکھا ہے البتہ خواب یا مراقبے کے اِستغراق سے باعیان آگاہی سے دونوں جہان عارفوں کی نگاہ کے

سامنے رہتے ہیں۔

ابیات:-(1) "اللہ تو شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے اُسے دُور کیوں سمجھتے ہو؟ ہاں مگر بے شعور اندھا اُسے کہاں دیکھ سکتا ہے؟" (2) "قرآن میں نَحْنُ اَقْرَبُ کے فرمان کو پڑھ اور یاد رکھ لیکن قربِ الٰہی کے اِن مراتب تک رسائی کنۂ کن کی جانکاری سے ہی ممکن ہے۔" (3) "جو کوئی قربِ حق کے اِن مراتب کو پالیتا ہے وہ لب بستہ خاموش ہو جاتا ہے اور جو کوئی دیدِ حق کا دعویٰ کرتا ہے وہ نامرد و خام ہے۔" (4) "جب دیدارِ حق نصیب ہوتا ہے تو دیدار کرنے والی آنکھ نور بن جاتی ہے لیکن بے حضور اندھا دیدارِ حق کہاں کر سکتا ہے؟" (5) "جو اُسے دیکھ لیتا ہے وہ تجھے بھی دکھا سکتا ہے لیکن دیدارِ خداوندی کی مثال بھلا کیسے دی جا سکتی ہے؟" (6) "اُس بے مثل ذات کے دیدار کی نشانی تو نہیں دی جا سکتی لیکن جو اُسے دیکھ لیتا ہے وہ اہلِ نظر عارف بن جاتا ہے۔"

اے عالم! تُو مطالعۂ کتب پر نازاں ہے حالانکہ مطالعۂ کتب بہت بڑا حجاب ہے لیکن ایک طالع فقیر جسے نوازتا ہے اُسے بغیر مطالعہ کے حضوری کا شرف بخش دیتا ہے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے اُن لوگوں پر جو مراتبِ فضیلت حاصل کرتے ہیں مگر صاحبِ وسیلت مرشد فقیر سے علمِ معرفت حاصل نہیں کرتے۔ اِس راہ کی بنیاد علم ہے اور علم کی بنیاد حلم و حکمت ہے۔ اِس راہ کا تعلق روح و جان سے ہے۔ عارفوں کو دریافتِ حق اِسی راہ سے نصیب ہوتی ہے۔ زبانی عالم کی کیا مجال کہ وہ عالمِ ربانی کے سامنے دم مارے۔ شوق ایک آگ ہے یا لا دوا درد ہے مگر عاشق کی صحت لقائے حق سے مشرف ہونے میں ہے۔ یہ راہ دائم بندگی سے عبارت ہے کہ بے بندگی مردہ دلی و شرمندگی ہے۔ یہ زندگی نہیں روسیاہی ہے کہ دل خطراتِ شرک و کفر سے تباہ ہو۔ فقیر ایک شجاعت شعار سپہ سالار ہے جس کا اسلحہ دعوت ہے۔ اگر دعوت پڑھتے وقت وہ حضوری میں ہوشیار ہو تو اُسے اپنے اردگرد حصار قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اِس قسم کا صاحبِ دعوت ہرگز رجعت

نہیں کھاتا اور اُس کا طالب و شاگرد بھی دیوانہ نہیں ہوتا۔

بیت:۔ ''کاملین کا ہر دم دعوت کامل ہوتا ہے اور انہیں یہ کمال ہر روز قیامت تک ہمیشہ حاصل رہتا ہے۔''

جو شخص خدا و مصطفیٰ اور جمیع انبیا و اولیا کی معیت میں محافظہ یا محافظ، دور با دور، استماع با استماع اور الہام با الہام علمِ دعوت پڑھتا رہتا ہے اُس سے کسی بھی کام کی مشکل کشائی پوشیدہ نہیں رہتی کہ وہ ہر مہم کو ایک ہی ساعت میں انجام تک پہنچا سکتا ہے۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کے اعلام و پیغام سے لبریز ایسی دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں۔ اِس دعوت میں مؤکل فرشتوں اور جنات و روحانیت کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قلبی و روحی و سرّی وحی کا سلسلہ ہے اور دعوت خوان پر ایک دم میں ہزار بار بلکہ بے شمار بار وارد ہوتا رہتا ہے۔ جو آدمی لوگوں کے سامنے اپنی غیب دانی کا اظہار کرتا ہے اور انہیں اپنی طرف متوجہ کر کے اپنا مطیع و فرمانبردار اور طالب مرید کرتا ہے اور انہیں ماضی حال و مستقبل کے حقائق بتلاتا ہے تو اُس کا یہ کمتر مرتبہ کشفِ نفس و جنونیتِ شیطانی کا مرتبۂ اہلِ زشت ہے۔ مردِ اہلِ بہشت وہ ہے جو کشفِ ربانی کی غیب دانی کھول کر باعیان دکھا دے اور جو کچھ وہ فرمائے اُس سے مشکلات حل ہو جائیں اور مطالب پورے ہو جائیں۔ نہ یہ غیب ہے اور نہ ہی اِس میں کوئی عیب ہے کہ بے شک عارف کے سامنے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ اُس کی ہر بات مظہرِ حضور اور توجہ نور ہوتی ہے۔ اُس کا وجود مغفور اور قلب بیت المعمور ہوتا ہے۔ وہ شوق میں مسرور رہتا ہے کہ اُس کے باطن کا اثبات مرتبۂ فنا فی اللہ ذات پر ہوتا ہے۔ اِس قسم کی برکات سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت سے حاصل ہوتی ہیں بلکہ اِس قسم کے مراتب کو معراج کہتے ہیں اور معراج قرآن سے حاصل ہوتا ہے۔ جو کوئی قرآن سے باہر کی بات کرتا ہے اُس کا معراج شیطانی ہے نہ کہ دائمی۔ بعض کو یہ معراج مراتب بمراتب و مقام بمقام نصیب ہوتا ہے،

بعض کو صبح شام ہوتا ہے، بعض کو مرشد کی توجہ سے استقامت و سلامتی نصیب ہوتی ہے اور انہیں قیامت تک غرق فنافی اللہ کا معراج با وصال حاصل ہو جاتا ہے لیکن یہ عطا بھی مرشدِ کامل ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ فقیر کے لئے اس سے بدتر شے اور کوئی نہیں کہ وہ لوگوں سے نیکی و بدی، شور و شر، خصال بد اور مردہ دِلی کی باتیں کرتا پھرے کہ ان باتوں سے شوق سرد ہو جاتا ہے اور غم و کدورت و حجاب اور خطرات و ملال پیدا ہوتے ہیں جو معرفتِ قرب اللہ حضوری کے وصال کی راہ مار دیتے ہیں۔ انہی وجوہات کی بنا پر فقرائے کامل خلوت گزین ہو کر لوگوں سے فرار حاصل کرتے ہیں اور تنہا جنگلوں میں نکل کر سیر و سفر اختیار کئے رکھتے ہیں اور رجوعِ خلق سے گھبرا کر شہر میں نہیں آتے کہ مردانِ خدا شہر سے ہٹ کر دیہات میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ بعض دیوانگی کا سوانگ رچا لیتے ہیں، بعض باطن میں اللہ کے محبوب ہوتے ہیں مگر ظاہر میں مجذوب بنے رہتے ہیں کہ لطفِ بہار تو معیتِ یار میں ہے، جمعیت دیدار میں ہے اور بغیر دیدار بہشت بھی بیکار ہے۔

حقیقتِ دل

یاد رہے کہ جو طالب مرتبۂ دل حاصل نہیں کرتا وہ محض ریاضت و چلّہ کشی سے واصل باللہ نہیں ہو سکتا اور مردہ دل و بے حاصل ہی رہتا ہے۔ دل یہ نہیں جسے تُو نے دل سمجھ رکھا ہے، یہ تو خون و جان و پوست پر مشتمل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں خطرات سمائے رہتے ہیں۔ دل تو محبت و معرفت و مشاہدۂ معراج سے مشرف نوری وجود ہے۔ صاحبِ دل ہر وقت استغراق دیدارِ حضور سے مشرف رہتا ہے۔ پس صورتِ دل کیا چیز ہے اور اُس کی دریافت کس علم و عقل و دانش و شعور سے ہے؟ سن! جو آدمی علم و جان سے اِس حقیقت کا طالب ہے وہ ہر علم صفحۂ دل سے پڑھتا ہے کہ جملہ علوم کا ہر لفظ و نقطہ و حرف لوحِ دل پر مرقوم و محفوظ ہے اس لئے جملہ علومِ غیبی لاریبی اُس کے پیشِ نظر رہتے ہیں۔ جو کوئی علمِ دل کا سبق پڑھ لیتا ہے وہ قیامت تک مست ہو جاتا ہے۔

علمِ دل سینے میں ہے، جو کوئی لوحِ دل سے علم نہیں پڑھتا وہ جاہل و بے تصدیق و نابینا ہے اور صاحبِ نفاق و حسد و کینہ ہے۔ دل التفاتِ فنافی اللہ سے سرفراز تجلیاتِ نورِ ذات میں لپٹا ہوا الطافِ الٰہی کا ایک لطیفہ ہے۔ صاحبِ دل ہمیشہ اشتیاق کی پیاس میں مشاہدۂ حق کی طرف متوجہ اور پورے یقین و اعتبار کے ساتھ دیدارِ پروردگار سے مشرف رہتا ہے کہ دل جب زندہ ہو تو عیان بین نظارہ باز ہوتا ہے۔

بیت:۔ "دل معراج پر لے جانے والی دُلدل و بُراق ہے، جس نے دل کو پالیا وہ صاحبِ نظر ہو گیا۔"

دل ایک وسیع ملک ہے۔ ہر ملک دل میں سما جاتا ہے لیکن دل اتنا عظیم ہے کہ وہ کسی ملک میں نہیں سماتا۔ قادری طالب مرید کا دل جب حبس دم سے جنبش کرتا ہے تو صاحبِ حضور ہو کر مشاہدۂ جمال سے سرفراز ہو جاتا ہے جب کہ کسی دوسرے طریقے کا طالب مرید جب حبس دم کرتا ہے تو خطراتِ خام خیالی میں گھر جاتا ہے کہ دیگر تمام طریقے چراغ کی مثل ہیں اور قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے۔ چراغ کی مجال نہیں کہ وہ آفتاب کے سامنے دم مارے کیونکہ چراغ آفتاب کے سامنے کشتہ ہو جاتا ہے۔

ابیات:۔(1) "دل اگر جنبش کرے تو عرش کو ہلا دیتا ہے اور دل جنبش میں آئے تو خدا سے ملا دیتا ہے۔" (2) "دل جنبش کرے تو نفس فنا ہو جاتا ہے اور دل جنبش میں آئے تو ایمان وحیا سے مزیّن ہو جاتا ہے۔" (3) "دل جنبش کرے تو مقامِ کبریا دکھا دیتا ہے اور دل جنبش میں آئے تو لقائے حق سے مشرف کر دیتا ہے۔" (4) "دل جنبش کرے تو نورِ رحمت سے مصفا ہو جاتا ہے اور دل جنبش میں آئے تو مجلس مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری میں پہنچ جاتا ہے۔" (5) "دل جنبش کرے تو ہوائے نفس سے رہائی ملتی ہے اور دل جنبش میں آئے تو رفاقتِ راہنما نصیب ہوتی ہے۔" (6) "جنبشِ دل یہ نہیں جسے تُو سمجھتا ہے کہ دل جب جنبش کرتا ہے تو اہلِ دل عین اللہ کو دیکھتا

ہے۔" (7) " ذکر ایک توفیق ہے جس سے توحیدِ حق نصیب ہوتی ہے اور ذاکروں کو مجلسِ انبیا کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔"

مدحِ شاہِ جیلانؒ

ہر طریقہ کے جس خانوادہ کو بھی دولت و نعمت ملی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ سے ملی۔ جو کوئی قادری طریقے کا منکر ہوا وہ دنیا و آخرت میں مردُود ہوا۔

ابیات:۔(1) " ہر طریقے و ہر خانوادے نے قادری طریقے کی غلامی قبول کی ہے اور ہمیشہ قادری طریقے کا جان نثار مرید رہا ہے۔"(2) " نقش بندی کی مجال نہیں کہ قادری کے سامنے دم مارے کہ وہ قادری طریقے کا طالب ہے۔"(3) " خواجگانِ چشتی اس کے قدموں کی خاک ہیں اور سہروردی اس کے باصفا غلام ہیں۔"(4) "جو بھی اللہ کا بندہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی ہے وہ بارگاہِ قادریہ کی خاک بوسی کرتا ہے۔"

حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی کا قول ہے:۔" میرا قدم جملہ اولیا اللہ کی گردن پر ہے۔"

بیت:۔" حضرت پیر دستگیر رحمتہ اللہ علیہ کا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق اُن کی بارگاہ میں عاجزی سے گردن جھکاتا ہے۔"

حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کے طالب مرید اولیا اللہ کی متبرک کرامات کا سلسلہ معجزات سے متصل ہے جو ابدالاباد تک لازوال رہے گا کہ اُن کا تعلق معرفتِ حق وصال سے ہے۔ وہ جو کرامات بھی دکھاتے ہیں وہ معجزاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ ہیں اور گنجِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف کا اظہار ہے۔

ابیات:۔(1) " میں کوئی بات بھی خواہشِ نفس سے نہیں کرتا کہ میری ہر بات اُس

حقیقت کا اظہار ہے جسے مَیں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے پایا ہے۔" (2) "قادری فقیر کے تین مراتب اور تین نشان ہیں، ایک یہ کہ وہ باعیان صاحب دید ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ وہ ساکن لامکان ہوتا ہے اور تیسرے یہ کہ وہ جان فشان ہوتا ہے۔"

جان لے کہ اگر کوئی عاقل و باشعور قادری عارف ہے تو بے شک وہ اس کتاب کے مطالعہ سے اہلِ حضور ہو جائے گا۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ کسی طالب مرید قادری کو موکل فرشتے ظلمات میں آبِ حیات کے چشمے پر لے جاتے ہیں۔ اگر وہ آبِ حیات پی لیتا ہے تو خلق کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور خضر علیہ السلام کی طرح ہر وقت سیر و سفر میں مشغول رہتا ہے۔ عارف ولی اللہ فقیر کو معرفتِ فقرِ توحید میں چار منصب اور چار تصرفِ توفیق حاصل ہوتے ہیں، ایک علمِ دعوت کا منصب کہ جس سے وہ دم بھر میں رُکے ہوئے کاموں کی مشکلات حل کر لیتا ہے۔ دوسرا منصب فقیر کا ذکرِ دوام و فکرِ مدام ہے کہ جس سے وہ ہر وقت مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیغام وصول کرتا ہے۔ تیسرا منصب یہ ہے کہ باطن میں اُسے مشاہدۂ معرفت نصیب ہوتا ہے اور وہ اللہ کی نظر میں منظور ہوتا ہے اور اُس کی ہر بات الہامِ مع اللہ اور ذکر مذکور سے ہوتی ہے۔ کبھی وہ اِستغراق فنا فی اللہ میں مست ہوتا ہے مگر مستی و ہوشیاری اور خواب و بیداری کی ہر حالت میں مشاہدۂ انوار سے مشرف رہتا ہے۔ اُس کے ہر عمل میں احکامِ الٰہی کی تعظیم اور خلقِ خدا پر شفقت ہوتی ہے کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :۔ "اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ پیدا کرو۔" چوتھا منصب تلقین و ارشاد کی کسوٹی ہے کہ جس سے وہ طالب صادق پر طالبِ حق ہونے کی وجہ سے نظر نوازی کرتا ہے اور طالبِ کاذب کو طالبِ باطل ہونے کی وجہ سے نظر انداز کر دیتا ہے۔ قادری طریقہ میں ان چار مناسب کا سبق چار روز میں دے دیا جاتا ہے۔ مرشدِ کامل کے پاس ان چار مناصب کا تصرف بہت زیادہ ہوتا ہے، تصور و جمعیت بھی بے شمار ہوتی ہے اور توجہ کل و تفکرِ تمام از حد زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ہے مرتبہ صاحبِ نظر عاشق کا۔

ابیات :-(1) " اے طالب! آ میں تیری گردن ماردوں، تُو اپنا سر مجھے پیش کردے- اگر تیری طلب سچی ہے تو دم نہ مار اور سر و جان میرے حوالے کردے-" (2) "اے طالب! بے سر ہو کر خدا کی طرف آ تا کہ اللہ سے تیری ملاقات ہو اور تُو جی بھر کر اُس کا دیدار کرے-"

خود پسند طالب سالہا سال تک مرشد کی حضوری میں رہتا ہے مگر اپنی بے ادبی کی وجہ سے معرفتِ وصال سے محروم رہتا ہے کہ اُس کی زبان پر ہر وقت اپنی خدمت گزاری کا تذکرہ جاری رہتا ہے- ایسا طالع طالب موت کے فرشتے کی طرح مرشد کی جان لینے پر تُلا رہتا ہے کہ وہ بدبخت نفس کا قیدی و اسیر ہوتا ہے اور پیر کے سامنے اپنے دُکھڑے سنا کر شکایت کناں رہتا ہے-

بیت :-" اے طالب! اگر تُو سچا طالب ہے تو مجھ سے طلب کرتا کہ میں تجھے قربِ الٰہ بخش دوں-"

مرشدِ کامل علمِ معرفت اللہ حضوری کا منصب اپنی توجہ سے سینہ بسینہ، نظر بنظر، قلب بقلب، روح بروح، اور سرّ بسرّ عطا کرتا ہے- اُس کی ایسی تلقین بالیقین کی ایک ہی توجہ سے طالب روشن ضمیر ہو کر اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ [1] کے مراتب پر پہنچ کر دونوں جہان کا امیر اور لایحتاج فنا فی اللہ فقیر بن جاتا ہے-

شرحِ انتقال

جان لے کہ انتقال طریقت میں حال و احوالِ سکر کا ایک مرتبہ ہے جسے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [2] کا مرتبہ بھی کہا جاتا ہے- فیض فضل کا یہ نعم البدل روزِ الست سے جاری ہے- بعض طالب مرتبۂ انتقال سے معرفتِ وصال تک پہنچ جاتے ہیں اور بعض مردود ہو کر شرک و کفر کے

---

[1] :- ترجمہ = فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے-

[2] :- ترجمہ = مرجاؤ مرنے سے پہلے-

مراتب زوال پر پہنچتے ہیں۔ یہ جو تُو مخلوق کے خدوخال اور زلف وحُسنِ معشوق اور معصوم بچوں یا بے ریش لڑکوں کے حُسن کے جلوے دیکھتا ہے یا بہشت کے باغ و بہار اور حور و قصور کے بے مثل انوار دیکھتا ہے تو تُو اسے دیدارِ پروردگار سمجھتا ہے حالانکہ یہ دیدارِ پروردگار نہیں ہے اور جب تُو تصورِ اسم اللہ ذات سے باتوفیق دیدارِ پروردگار اور بے مثل و بے مثال معرفتِ قربِ اللہ حضور کا مشاہدہ کرتا ہے تو اِس پر تجھے خاص یقین و اعتبار نہیں آتا۔ اگر اس قسم کے طالب مرید کو مرشد خواہ تمام قرآن مجید و تفسیر و احادیث و اقوالِ مشائخ سنا ڈالے تو وہ پھر بھی بے یقین و بے دین رہتا ہے اور اُسے اعتبار و اعتقاد نہیں آتا۔ ایسے طالب کا علاج کیا ہے؟ ایسے طالب مرید کو صاحبِ توفیق پیر مرشد باطن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا حضرت شاہ محی الدین ولی اللہ کی مجلس میں لے جائے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت شاہ محی الدین پیر دستگیر اُسے پُر تاثیر تلقین فرمائیں تا کہ وہ مرتبۂ مردُود سے نکل کر مرتبۂ محمود پر پہنچ جائے اور اُسے جملہ مقصود حاصل ہو جائے۔ پیر و مرشد کو ایسا ہی باتوفیق ہونا چاہیے۔ ناقص مرشد کسی کام کا نہیں ہوتا۔ جہاں دیدارِ لاھوت لامکان کا راز ہے وہاں سرود ہے نہ آواز ہے، صوم ہے نہ صلوٰۃ ہے، حج خانہ کعبہ ہے نہ زکوٰۃ ہے، مقام ہے نہ درجات ہیں کہ وہ فنا فی اللہ ذات کا مقام ہے جہاں عین بعین نور اللہ ذات کا لازوال مشاہدہ ہے۔ یہ ہے مرتبۂ حضور جس میں معرفتِ فنا فی اللہ بقا باللہ کا لازوال وصال ہے۔

بیت:۔ ”جو کوئی لقائے حق کا طالب ہے وہ لقائے حق پاتا ہے اور جو کوئی لقائے حق کا منکر ہے وہ کفر و ہوائے نفس میں مبتلا ہوتا ہے۔“

سن! مردانِ الٰہی کی راہ توفیقِ الٰہی کی راہ ہے۔ طالبِ دیدار بے سر ہو کر اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور سرِّ اسرار تک پہنچتا ہے۔

ابیات:۔ (1) ”اگر تُو دیدارِ خداوندی کا طالب ہے تو اپنے سر کو گردن سے جدا کر دے تا کہ تجھے دیدارِ خداوندی نصیب ہو جائے۔“ (2) ”یہ مرتبۂ لاھوت لامکان ہے جہاں بے زبان

ہو کر ذاتِ حق سے گفتگو ہوتی ہے اور اُس کا دیدار باعیان ہوتا ہے۔"(3)" اے طالب! سر کٹوا کر بے سر ہو جا اور ادھر آ۔ پھر تیرے لئے دیدارِ خداوندی روا ہوگا۔"

یہ مراتبِ غرق ہیں ۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اور اپنے رب کے ذکر میں اس طرح غرق ہو جا کہ تجھے اپنی بھی خبر نہ رہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"اللہ کی راہ میں قدموں کے بجائے سر کے بل چلا جاتا ہے۔" یہ فقر کا انتہائی مرتبہ ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔ دیدارِ الٰہی کی راہ کس علم سے کھلتی ہے اور کون سا علم اس کی گواہی دیتا ہے؟ یہ تصورِ اسم اللہ ذات کا علم ہے کہ جس میں اللہ کی طرف سے وحی النفس کا الہام، وحی القلب کا الہام، وحی الروح کا الہام اور وحی السرّ کا الہام ہوتا ہے۔ طالب اللہ جب اسمِ اللہ ذات کے تصور میں غرق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُس کا نفس وقلب وروح وسرّ سب نور ہو جاتے ہیں جس سے وہ مشرف دیدارِ حضور ہو جاتا ہے۔ یہ ہیں وہ مراتب کہ جن میں باطن معمور اور وجود مغفور رہتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔"

نیز شرحِ انتقال یہ بھی ہے کہ بعض طالب طریقت میں نارِ شیطانِ مردار کی تجلی دیکھتے ہیں اور اُسے معرفت دیدار کی تجلی سمجھ بیٹھتے ہیں لیکن یاد رکھ کہ معرفت دیدار کا وسیلہ موت ہے جو پلِ صراط سے سلامتی کے ساتھ گزار کر دوست کو دوست سے ملا دیتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملانے کا وسیلہ ہے، حبیب حبیب کو خوف زدہ کرتا ہے نہ دکھ دیتا ہے۔" اِسے " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " [1] کے مراتب کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ انتقال اسے کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص مرتا ہے تو موت کے بعد اس کا قائم مقام پیدا ہو جاتا ہے، اُن کا کہنا ہے کہ مرنے والے کی روح ایک نئے جسم میں نمودار ہو کر

[1]:۔ ترجمہ = مرجاؤ مرنے سے پہلے۔

اُس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اکثر اس عقیدہ کے حامل اہل اوتار کفار مشرک اہل نار خوار ہیں ان بد مذہب لوگوں کے اِس رسمی رواجی عقیدے سے ہزار بار توبہ۔ انتقال کی اصل ذاتِ حق کا وصال ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اولیائے اَللّٰہُ فقیر مرنے کے بعد مراتبِ عروج کی طرف انتقال کرتے ہیں اور روحانی طیر سیر سے ترقی پذیر ہو کر بلند سے بلند تر مراتب پر پہنچتے ہیں۔ بعض کو انتقال موت سے نصیب ہوتا ہے، بعض کو مراقبہ سے، بعض کو عیاں طور پر، بعض کو خواب میں اور بعض کو حالتِ استغراق میں نصیب ہوتا ہے۔ اولیائے اَللّٰہُ ایک ہی دم میں ہزار ہا احوال سے گزرتے ہیں، کبھی وہ مراتبِ لَآ اِلٰہَ پر ہوتے ہیں، کبھی مراتبِ اِلَّا اللّٰہُ پر، کبھی مراتبِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر اور کبھی مراتبِ نورِ حضور پر ہوتے ہیں۔ مرنے کے بعد جسم کا قبر میں چلے جانے والا انتقال مماتی اور ہے، انتقالِ حیاتی اور ہے، انتقال بقرب اللہ تصورِ ذاتی اور ہے اور انتقالِ نفس و قلب و روح و سرّ اور ہے۔

ابیات:۔ (1) "ایک انتقال سے سینکڑوں انتقال جنم لیتے ہیں لیکن ان مراتب کو جاہل کہاں سمجھ سکتے ہیں؟" (2) "جو آدمی انتقال و قال سے گزر جاتا ہے وہ مراتبِ نور پر پہنچ کر نورِ لازوال میں غرق ہو جاتا ہے۔" (3) "ذکرِ حق ذاتِ حق سے ملاتا ہے کہ ذکرِ حق حق نما ہے۔ ذکرِ حق سے طالب پہلے ہی روز مراتبِ اولیا پر پہنچ جاتا ہے۔"

طالبانِ صادق ہی نایاب ہیں ورنہ میرا یہ اعلانِ عام ہے کہ اگر کوئی سچا طالبِ حق ہے تو اُسے خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم ہے کہ وہ اپنے تمام مطالب مجھ سے طلب کرے اور اگر میں اُس کے تمام مطالب پورے نہ کروں تو مجھے قسم ہے کیونکہ طریقۂ قادری میں مجھے ہر قسم کی توفیقِ قدرت حاصل ہے۔

ابیات:۔ (1) "مجھے جہان بھر میں کوئی طالبِ مولیٰ نظر نہیں آیا۔ جو بھی میرے پاس طالب بن کر آیا وہ دشمن جان نکلا۔" (2) "ابتدا میں وہ غلام بن کر آیا مگر بعد میں مطلق شیطان بن

کر دشمن جاں ثابت ہوا۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اے اولادِ آدم! شیطان کی پیروی مت کرو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔" ایسا طالب کتے کی مثل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" کتوں کے منہ میں موتی مت ڈالو۔" اہل حضور قادری فقیر طالبانِ مولیٰ پر حضوری کی راہ کھولتا ہے اور کھلی آنکھوں سے اُنہیں مشاہدۂ حضوری کراتا ہے۔

ابیات:۔(1)" جو کوئی ذاتِ حق کا مشاہدہ کر لیتا ہے وہ ہر وقت مشاہدۂ حضوری میں غرق رہتا ہے، اُس کے شکم میں جو طعام بھی جاتا ہے وہ نور بن جاتا ہے۔"(2)" دیدارِ حق کی راہ ہی فقط سیدھی راہ ہے، اس کے علاوہ ہر راہ گمراہی کی راہ ہے، آنکھیں دیدار ذات کی خاطر ہیں، اُن سے اُسی کا دیدار کر۔"(3)" چشمِ بینا ہی دیدارِ حق کی گواہ ہو سکتی ہے اس لئے صاحب نگاہ کی گواہی ہی درست گواہی ہے۔"(4)" اگر میں سو بار بھی کسی مادر زاد اندھے پر لقائے حق کی راہ کھولوں تو وہ خدائے پاک کو کہاں دیکھ پائے گا؟"(5)" جو کوئی خدائے پاک کو دیکھ لیتا ہے اُس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے اور وہ دیدارِ حق میں غرق ہو کر مردے کی طرح بے جان نظر آتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا بیشک اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔"

ابیات:۔(1)" مَیں تمام اعمالِ فرض و واجب و سنت و مستحب بارگاہِ حق میں حاضر ہو کر ادا کرتا ہوں۔"(2)" اے طالبِ حق! مشاہدۂ حضوری دائمی نماز ہے، اِس کی حفاظت کر اور اس کے ساتھ ساتھ نمازِ وقت کی ادائیگی میں بھی ہوشیار رہ۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" جو آدمی دائمی فرض ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" حضوریٔ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔" عارفوں کو دورانِ نماز انوارِ حضوری کا مشاہدہ اور دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے جس

سے اُن کے دل میں ہر وقت انوارِ الٰہی پیدا و ہویدا ہوتے رہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" نماز مومنوں کی معراج ہے۔"

شرحِ دم

دم ہی طریق ہے، دم ہی توفیق ہے، دم ہی تحقیق ہے، دم ہی دریائے عمیق ہے، دم ہی صدیق ہے، دم ہی تصدیق ہے، دم ہی غریق ہے اور دم ہی زندیق ہے۔ جو آدمی محقق بن کر اپنے ہر دم کی تحقیق کرتا ہے وہ ایک ہی دم میں اپنے مطلوبہ مقصد تک پہنچ جاتا ہے۔ صاحبِ دم وہ ہے جو ایک ہی دم میں اٹھارہ ہزار عالم کے تمام روحانیوں کو خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت شدہ ہوں اُنھیں تصور و تفکر و توجہ سے جذب کر کے اپنے تصرف میں لے آئے۔ جو آدمی اس قدر کامل دم والا ہو کہ اپنی توجہ سے ایک ہی دم میں تمام جہان کو خزائن الٰہی کا فیض بخش سکے اُسے دائرے پُر کرنے، حساب و اعداد میں سرکھپانے اور دعوت پڑھنے کی حاجت ہر گز نہیں ہوتی۔ علم سونے چاندی اور نقدی کی مثل ہے اور فقرِ معرفت فولادی تلوار کی مثل ہے۔ جو کام تلوار سے ہوتا ہے وہ سونے چاندی سے نہیں ہوتا۔ ولایت کئی قسم کی ہے مثلاً ولایت با گنجِ غنایت، ولایت عین عنایت بفضل فیض رحمت ہدایت، ولایت با مطالعہ علم حکایت اور ولایتِ دنیا پُر شکایت۔ ان میں سے ہر ولایت کا کشف طالبِ صادق کو مرشدِ کامل قادری کی تلقین سے نصیب ہوتا ہے۔ توجہ بھی کئی قسم کی ہے اور جملہ توجہات ایک ہی توجہ میں جمع ہیں۔ بندہ جس وقت بھی اپنی توجہ خدا کی طرف کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔" اے میرے نیک بندے! مجھ سے مانگ جو تُو چاہتا ہے تاکہ میں تجھے عطا کر دوں۔" اس کی توجہ کا ہر سخن وہم [1] سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت

---

[1]:۔ وہم انسان کے گمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجابتِ دعا کا وہ پیغام ہے جو وہ اپنے بندے کی التجا کے جواب میں اس کے دل پر القا کرتا ہے۔

سے جو توجہ بھی بارگاہِ خداوندی میں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے قبول فرمالیتا ہے۔

حضوری کے بھی بہت سے طریق ہیں مثلاً شرفِ حضورِ نفس، شرفِ حضورِ قلب، شرفِ حضورِ روح، شرفِ حضورِ سِرّ، شرفِ حضورِ نور چنانچہ حضوریٔ الہام آواز، حضوریٔ معرفتِ راز، حضوریٔ باشعور دورانِ نماز، حضوریٔ غرق جان باز، حضوریٔ باعیان، حضوری باشعلہ وہم آگاہ، حضوریٔ فنافی اللہ بقاباللہ دورانِ مشاہداتِ تجلیاتِ عین باعین، رمز بارمز، توجہ باتوجہ، شعلۂ تصور باتصور، شعلۂ تصرف باتصرف اور شعلۂ تفکر باتفکر۔ مرشدِ کامل قادری ان جملہ اقسامِ حضوری کی تعلیم علمِ حضور کے سبق اور تلقین بالیقین سے عطا کرتا ہے۔

ابیات:- (1) "حضوریٔ حق سے مشرف کرنے والا علمِ وصال اور چیز ہے اور عقل و شعور کو جلا بخشنے والا علم اور چیز ہے۔" (2) "علم قربِ خداوندی کا ایک خزانہ ہے، جو عالم عجب و کبر سے پاک ہو جاتا ہے وہ ولی اللہ بن جاتا ہے۔"

سب سے پہلے طالب مرشد کے لئے، پیر مرید کے لئے، اور استاد شاگرد اور اپنی ذات کے لئے منصف بنے اور آدمیت وانسانیت کا اثبات کرے۔ اوّل انسان اللہ رحمٰن کا باجمعیت بندہ ہے جو حلم میں حلیم، حکمت میں حکیم، صاحبِ علم علیم، صاحبِ عظمت عظیم، صاحب کرم کریم، صاحبِ قلبِ سلیم، قائم بر صراطِ مستقیم، قائم بروعدۂ ازل بمطابق فرمانِ حق تعالیٰ:- "تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔" صاحبِ صدق قدیم، غالب بر دنیا، نفس و شیطانِ رجیم، نعمتیں بانٹنے والا نعیم، دائم متوجہ بحق صاحب غرق اور باطل سے بیزار ہوتا ہے۔ صاحبِ غرق کے وجود میں غضب و غیر اور غیریت و غلاظت نہیں رہتی۔ جو آدمی ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے وہ شرفِ انسانیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور جو آدمی ان صفات سے متصف نہیں ہوتا وہ صورت کے لحاظ سے انسان مگر سیرت کے لحاظ سے مطلق حیوان ہوتا ہے جو ہر وقت طمع و حرص سے پریشان رہتا ہے۔

ابیات:-(1) "آدمی میں ادب و عقل اُس کی آدمیت کے دو گواہ ہیں، آدمی کا شرف معرفت و قربِ الٰہی سے ہے-"(2) "حضوری سے آدمی کو کشف القبور کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں اور اُس پر عقل و شعور کی انتہا ہو جاتی ہے-"

آدمی کے ایک سخن کی قیمت اِس سے کہیں زیادہ ہے کہ تُو زمین و آسمان کو سونے و چاندی سے بھر دے- آدمی کو قدرتِ خداوندی کی قدرت حاصل ہے کہ انسان راز ہے اسرارِ الٰہی کا- حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-"انسان میرا راز ہے اور مَیں انسان کا راز ہوں-" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" انسان کو وہ علم سکھایا گیا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا-" یہاں انسان کا تعارف علم کے حوالے سے کرایا گیا ہے کہ علمائے علم ہی انسان ہیں- فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" رحمٰن نے قرآن کا علم سکھایا-" یہاں بھی اہل علم کو انسان کہا گیا ہے - فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-"اور آدم کو اسمأ کا علم سکھایا گیا-" یہاں بھی اہل علم انسان کا تذکرہ ہے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت والا بنایا-" یہ مرتبہ بھی اہل علم انسان کا ہے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" ہم اُس کی شہرگ سے زیادہ قریب ہیں-" یہاں بھی اہل علم انسان کا ذکر ہے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" تم ہرگز نیکی کے مراتب حاصل نہ کر سکو گے جب تک کہ اپنی عزیز ترین چیز کو خدا کی راہ میں تصرف نہ کرو گے-" یہاں بھی صاحبِ تصرف اہل علم انسان کو کہا گیا ہے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" اور مَیں تمہاری جان کے اندر ہوں کیا تمھیں دکھائی نہیں دیتا؟" یہاں بھی صاحبِ بصیرت و اہلِ دید عالم عارف کو انسان کہا گیا ہے- اسمِ اعظم اور جملہ انسانی علوم ایک ہی اسم میں آ جاتے ہیں اور ایک ہی اسم سے نکلتے ہیں- وہ ایک اسم ہے اسمِ اَللّٰہُ ذات کہ کلمہ طیب کا شرف اسمِ اعظم اَللّٰہُ لِلّٰہِ لَہٗ ھُوْ سے ہے - لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ - جو آدمی کلمہ طیب کو کنہ کُن سے پڑھتا ہے وہ ہر علم سے واقف ہو کر اُسے جان لیتا ہے- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-" انسان اور حیوان میں فرق کرنے والی چیز علم ہے-" انسان علم کو عین بعین پڑھتا ہے اور عین بعین

جانتا ہے۔

بیت :۔" اگر تُو صد ہزار علوم و کتب کا مطالعہ کر بھی لے تو معرفتِ پروردگار کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتا۔"

بے معرفت عالم شیطان ہے اور با معرفت عالم حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

شرحِ علمِ دعوت و عاملِ دعوت

علمِ دعوت میں کامل عامل کل ایک ہی دم میں اور ایک ہی قدم پر ہر مشکل کو رجعت و سلب و زوال کے بغیر کھول لیتا ہے۔ عالم باللہ ولی اللہ صاحبِ دعوت جب حضوری حق کی توجہ سے دعوت پڑھتا ہے تو تصور و تصرفِ قرب و وصال سے ماضی و حال و مستقبل کے احوال جان لیتا ہے اور اُس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ جو کچھ دیکھے یا جانے اسے کسی پر ظاہر نہ کرے بلکہ اُسے پوشیدہ رکھے کہ اُس کی زبان تیغ برہنہ کی طرح موذیوں کی قاتل ہوتی ہے اور فرمایا گیا ہے :۔" موذیوں کو اُن کی ایذا رسانی سے قبل ہی قتل کر ڈالو۔" کہ موذی تنبیہ و سزا کے لائق ہوتا ہے۔ اہل دعوت کامل جب دعوت اور ورد و وظائف پڑھنا شروع کرتا ہے تو لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا تمام علم اُسے معلوم ہو جاتا ہے اور وہ ہر کل و جز سے آگاہ ہو جاتا ہے اور علمِ لوحِ محفوظ کے مطابق موکل فرشتے اُسے آواز دینے لگتے ہیں لیکن یہ دعوت اور عمل دعوت بھی خام و نا تمام ہے۔ علمِ دعوت میں عامل کامل عالم باللہ وہ ہے کہ جب وہ علمِ دعوت اور ورد و وظائف پڑھنا شروع کرے تو اُس کا دل روشن ہو جائے، جملہ انبیا و اولیائے اللّٰہ کی ارواح اُس کے پاس حاضر ہو جائیں، وہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہو جائے اور تمام ارواح حلقہ بنا کر اُس کے ارد گرد کھڑی ہو جائیں اور وہ اُن کے ساتھ علمِ دعوت کے دور مدور کرے، اُسے قرب اللہ حضوری کے الہام حاصل ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کے مدِنظر منظور رہے اور باطن میں اُسے جس مقصد کا حکم ہو وہ اُسے

ظاہر میں بھی ظہور پذیر پائے۔ یہ ہیں مراتب غالب الاولیا شہسوار قبور کے۔

ابیات:۔(1) ”جس کسی کو قرآن وحدیث سے قربِ حق نصیب ہو گیا اُس کی نظر میں تمام خزائن الٰہی آ گئے ۔“(2) ” عاملِ دعوت صاحبِ وصال ہوتا ہے، وہ ہر قسم کے سلب ورجعت وزوال سے پاک ہوتا ہے۔“(3) ” باھوُ نے بارگاہِ حق میں ذکرِ ھُوْ ہی سے عزت پائی۔ اگر وہ ذکرِ ھُوْ کے ایک ہی دم سے جذب کرنا چاہے تو سارا جہان فنا ہو جائے۔“

اِس قسم کے مراتب اولیائے اَللّٰہُ کی قبر پر قرآن مجید یا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ قربِ فنا فی اللہ میں اِس قسم کی دعوت کوئی عامل کامل فقیر ہی اپنی زبان سے پڑھ سکتا ہے ورنہ عام آدمی کی زبان قرآنِ پاک پڑھنے کے لائق نہیں ہوتی کہ وہ اکثر نیک و بد گفتگو میں مصروف رہتی ہے لیکن زندہ دل عامل کامل زبانِ قلب سے دعوت پڑھتا ہے بلکہ صورتِ قلب سے پڑھتا ہے اور صاحبِ قلب اُسے سنتا بھی ہے یا یہ کہ وہ زبانِ روح سے پڑھتا ہے بلکہ صورتِ روح سے پڑھتا ہے اور صاحبِ روح اُسے سنتا بھی ہے یا یہ کہ وہ زبانِ سِرّ سے پڑھتا ہے بلکہ صورتِ سِرّ سے پڑھتا ہے اور صاحبِ سِرّ اُسے سنتا بھی ہے۔

بیت:۔” جو آدمی معرفتِ حق کا محرم ہو جاتا ہے وہ ایسا اہل دم بن جاتا ہے جس کا وجود خزائن کرمِ حق کی کان ہوتا ہے۔“

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔” اور مَیں نے اُس میں اپنی روح پھونکی۔“ اِس قسم کے عامل کامل صاحبِ دعوت بحرِ قرآن میں کشتی ران کی مثل ہوتا ہے۔ جب وہ بحرِ قرآن میں کشتی ڈال کر دعوت پڑھتا ہے تو خانہ کعبہ و مدینہ وعرش وکرسی ولوح وقلم اور ماہ تا ماہی ہر چیز کو ہلا کر رکھ دیتا ہے، جملہ روحانیوں میں تہلکہ مچ جاتا ہے اور چودہ طبق زیروزبر ہونے لگتے ہیں۔ اگر وہ جذبِ جلالیت سے دعوت پڑھے تو قہر وغضب کا ظہور ہوگا اور اگر وہ جذبِ جمالیت سے پڑھے تو باطن میں عزت ووقار پائے گا۔ جملہ انبیا واولیائے اَللّٰہُ کی ارواح اور فرشتے حیرت زدہ ہو کر ہاتھ ملیں گے اور تمام

جن اُس کے اردگرد جمع ہو کر گریہ زاری اور جزع فزع کریں گے۔ یہ ہے اہلِ قرب صاحبِ دعوت کے دعوت پڑھنے کا انداز۔ یاد رہے کہ فقیر اُسے کہتے ہیں جو مرتبۂ قربانی کا حامل مقربِ ربانی ہو، مرتبۂ سلطانی پر فائز ہو اور فنائے نفس کر کے ناظرِ عیانی ہو۔ تیسرے یہ کہ اُسے مرتبۂ روحانی حاصل ہو اور وہ ساکن لاہوت لامکانی ہو کیونکہ جب کوئی لاہوت لامکان میں داخل ہوتا ہے تو لامکانی نگاہ سے اُسے شش جہات اور دونوں جہان رائی کے دانے اور مچھر کے پَر جیسے بے وقعت دکھائی دیتے ہیں۔ جو فقیر لاہوت لامکان میں مشرفِ دیدار رہتا ہو اُسے مطالعہ علم اور بحث و تکرار کی ضرورت ہی کیا ہے؟

فرد:۔"حضوری میں آ کر میری قسمت سراپا نور بن گئی اور میں خدا سے ہم کلام ہو کر اُس کا مذکور بن گیا۔"

جب مَیں نے معیتِ حق میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دور بدور کر کے آیاتِ قرآن کا مطالعہ کیا تو دنیا کو تین طلاقیں دے دیں۔ فقیر کی نظر میں بادشاہ عاجز و مستحق ہوتا ہے اور امراو ہفت ہزاری نواب قیدِ نفس میں خراب ہوتے ہیں۔

فرد:۔"مَیں لاکھوں خزانے بخشنے والا فقیر ہوں اگر تیرے پاس پہچاننے والی آنکھ ہے تو میری طرف دیکھ۔"

فقیر اگر چاہے تو ظل اللہ بادشاہ بن سکتا ہے کہ اُس کے پاس اِس قدر قوت ہوتی ہے۔

بیت:۔"باھُوؒ ہر طریقے کی تحقیق اس طرح کرتا ہے جس طرح کہ صراف سونے چاندی کی پرکھ کرتا ہے۔"

دیگر ہر طریقے و خانوادے کی تمامیت و انتہا طریقۂ قادری کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتی خواہ وہ عمر بھر چلہ کشی و ریاضت کے پتھر سے سر پھوڑتا رہے کہ ابتدائے قادری مشاہدۂ حضوری ہے اور انتہائے قادری استغراق فنا فی اللہ نور ہے۔ جو کوئی قادری فقیر سے برابری کا دعویٰ کرتا ہے وہ احمق

وبے شعور ہے۔ طریقۂ قادری میں تکلیف وتکلید، مستی و سُستی اور اَنا وخود پرستی ہرگز نہیں ہے۔

فرد:۔" خام کی مستی اُس کے وہم وخیال کی آئینہ دار ہے مگر حقیقی مست کو وصالِ حق ہوشیار رکھتا ہے۔"

کامل قادری فقیر عین نما، عین کشا، عین صفا، عین بقا اور باعین لقا ہوتا ہے۔ وہ خدا نہیں ہوتا مگر ایک دم کے لئے بھی خدا سے جدا نہیں ہوتا۔ قادری فقیر غنایت میں انتہائی غنی ہوتا ہے اور یہ بخشش وعطا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقرب سے حاصل ہوتی ہے۔

بیت:۔" الٰہی! تُو کسی کو عاجز کر کے در بدر کا سوالی نہ بنا کہ تیرا وصال مال وزر سے کہیں بہتر ہے۔"

اگر قادری فقیر غلطی سے کسی سرود و سماع کی محفل میں چلا جائے اور غلباتِ عشقِ حضوری میں آ کر سکر وصحو کا شکار ہو جائے تو اس کی یہ حالت نفس وہوا کے تحت نہ ہوگی بلکہ عین منشاءِ الٰہی کے تحت ہوگی۔ جو اِسے سمجھتا ہے اِس پر یقین کرتا ہے لیکن بے دین اسے کیا جانے؟

بیت:۔" تُو اِس بات کو خوب سمجھ لے کہ کل وجز ہر شے ایک ہی حرف میں جمع ہے، وہ ایک حرف تجھے اُس ایک ذات تک پہنچا دے گا جس کی تجھے جستجو ہے۔"

فقراُ سے بغض مت کر کہ اِس سے غیبی طور پر غضبِ الٰہی پیدا ہوتا ہے جس سے حاسد ومخالف طالب مرید اِس طرح پریشان ہوتا ہے جس طرح کہ کوئی جان میں زخمِ تیر سے پریشان ہوتا ہے۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ بے یقین طالب مرید نفس وشیطانِ لعین کا قیدی ہوتا ہے یا وہ حرامی زنا کی پیداوار ہوتا ہے یا وہ شور زدہ زمین کا بیج ہوتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ نہ ہر سر لائق تاجِ شاہی ہوتا ہے، نہ ہر دل خزانۂ اسرارِ الٰہی ہوتا ہے، نہ ہر پتھر میں لعل ہوتا ہے، نہ ہر بوٹی لائق کیمیائے اکسیر ہوتی ہے، نہ ہر زبان لائق بیانِ احادیث ہوتی ہے، نہ ہر انسان کا وجود لائق وصالِ حق ہوتا ہے، نہ ہر فقیر روشن ضمیر ولازوال ہوتا ہے، نہ ہر جاہل مثلِ ابوجاہل ہوتا ہے، نہ ہر

بھکاری دائم سوالی ہوتا ہے، نہ ہر اہلِ دنیا مثلِ بخیل و مانعِ زکوٰۃ مال ہوتا ہے اور نہ ہر فرزندِ آدم نیک احوال و صاحبِ جمعیت با جمال ہوتا ہے۔ جس نے یہاں کچھ حاصل نہ کیا وہ خام خیال ہے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ روزِ الست سے محروم ہے اگرچہ لوگوں کی نظر میں کتنا ہی مست و مخدوم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اللہ تعالیٰ ویسا ہی کرتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اُس کا حکم جاری فرما دیتا ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اور تو بھی احسان کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے۔"

ابیات :۔ (1) " جو کوئی معرفت وحدتِ حق کا طالب ہے اُسے چاہیے کہ وہ کسی مرشدِ کامل سے گنجِ غنایت طلب کرے۔" (2) " مرشدِ کامل اگر تجھے اپنی نگاہ سے علمِ کیمیا یا سنگِ پارس عطا کر دے تو تجھے تلاشِ سیم و زر کی حاجت نہیں رہے گی۔" (3) " مرشد ہو تو ایسا ہی باکمال ہو ورنہ یہ خام و لاف زن مرشد نہیں ہوا کرتے۔"

بے شک زن مرید مرشد جس کا قبلہ خوشنودیٔ ازواج ہو نفس و ہوا کا پتلا ہوتا ہے۔ ایسے حجام پیر اور خام مرشد کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ باربردار جانور ہے اور اُس کی حضوری میں رہنے والا طالب مرید گدھا ہے۔ ایسے روسیاہ و خام پیر و مرشد کی تقلید سے بڑھ کر کبیرہ گناہ اور کوئی نہیں۔ خام پیر و مرشد اپنے طالب مرید کو ذکر فکر مراقبہ میں مشغول کر کے خلق کو مسخر کرنے کا سبق دیتا ہے اور بادشاہ و امرا کو اپنا مطیع کرنے کے لئے دائرے اور نقش پر کرنے اور ورد وظائف کے موافق اعداد نکالنے کا سبق سکھاتا ہے۔ وہ باطن میں قربِ الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کی راہ تو جانتا ہی نہیں۔ ایسا مرشد دنیا و آخرت میں شرمندہ رہتا ہے کہ اُس کے طالب مرید ہر وقت گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ اے طاعت بردار و خدمت گار طالب! مرشدِ کامل کو تلاش کر۔ اے عقلمند طالب! مرشدِ ناقص کو پہلے ہی روز تین طلاق دے دے کہ وہ نامرد اہلِ زوال مرشد عورت سے بھی کمتر ہے۔ کہ وہ اپنے طالب مرید کو پہلے ہی روز معرفت وصال سے بہرہ ور

نہیں کرسکتا۔ یہ نقش اُمّ العلوم ہے کہ اسی سے ہی ہر علم ومعرفت توحید اور حکمت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ جس نے اسمِ اَللّٰہُ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کی حقیقت جان لی وہ غالب الاولیا فقیر بن گیا اور جو اسمِ اَللّٰہُ کا منکر ہوا وہ گنجِ تصرف سے محروم رہا۔ نقش یہ ہے:۔

اَللّٰہُ

اسمِ اَللّٰہُ کا تصور معرفتِ الٰہی کھولنے والا ہے کہ اسمِ اَللّٰہُ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کی حاضرات سے تمام مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور تمام مطالب حاصل ہو جاتے ہیں اور دائمی قربِ حضور جل وعلیٰ شانہٗ نصیب ہو جاتا ہے۔ جان لے کہ آدمی کے وجود میں ایک لاکھ تہتر (173000) ہزار زنار پائے جاتے ہیں جن میں سے بعض زنار کفر وشرک کے ہیں، بعض نفاق کے ہیں، بعض عجب کے ہیں، بعض شراب نوشی کے ہیں، بعض ریا کے ہیں، بعض حرص کے ہیں، بعض طمع کے ہیں اور بعض حرام خوری کے ہیں۔ یہ زنار ذکر فکر، مراقبہ مکاشفہ، محاسبہ محاربہ، تلاوتِ قرآن، مطالعہ وتحصیلِ علمِ مسائل فقہ وتفسیر وحدیث، چلّہ کشی وخلوت نشینی، ادائیگی حج وزکوٰۃ اور جملہ بدنی اعمال سے ہرگز نہیں ٹوٹتے۔ انسان ہرگز طالبِ صادق صاحبِ تصدیق مومن مسلمانِ حقیقی ہرگز نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُسے صاحبِ نظر مرشدِ کامل کی توجہ حاصل نہ ہو یا باطن میں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے یقین واعتبار کا ارشاد حاصل نہ ہو یا وہ اسم اللہ ذات سے مشق وجودیہ مرقوم نہ کرے کہ مشق وجودیہ سے وجود میں قربِ حضور اور انوارِ دیدار کی تجلی کا ظہور ہوتا ہے۔

ابیات:۔ (1) "اے طالبِ حق! تو ہر وقت اسم اللہ ذات کے مشاہدے میں مشغول رہا کرتا کہ تجھے وحدتِ کامل تک رسائی نصیب ہو۔" (2) "آنکھیں کھول اور اسم اللہ ذات کے

نور سے دیکھ کہ اسمِ اَللّٰہُ بندے کو نورِ حضور میں غرق کرتا ہے۔"

یہ وہ راہ ہے کہ جس میں طالب ابتدا ہی میں لاھوت لامکان میں پہنچ کر بارگاہِ حق کی حضوری اور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے۔ یہ مقامِ عیان ہے جہاں نور ہی نور ہے یہاں جسم و جان کی گنجائش نہیں۔ ان مراتب کو احمق حیوان کیا جانے؟

یہ اسمِ محمد کا نقش ہے۔ تو اسمِ محمد پر جان قربان کر دے اور ایک ہی پل میں ہزار بار رُخِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تصدق و فدا ہو جا۔ تو اس نقش محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدِ نظر رکھ تا کہ تجھے مراتبِ یقین و اعتبار حاصل ہو جائیں۔ یہ ہے ازلی فضلِ حقیقی کی فیض بخش راہ۔ نقش محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ ہے۔

فیض البرکات گنج الفضلات تصور بذکر مذکور۔

فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

تصور تصرف

مُحَمَّدٌ

جمعیت باجمال

اسم محمد کے چار حروف ہیں، م ح م د۔ حرف م کے تصرف سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا مشاہدہ، حرف ح کے تصرف سے حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شرف، حرفِ م دوم کے تصرف سے محویتِ فنافی نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حرف د کے تصرف سے دوام دم بدم ہم نفس و ہم سخن سرِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

اہل محبت آئینۂ محبت سے دیکھتے ہیں اور آئینۂ محبت مشرفِ حضور ہے۔ اہل حضور کو حضوری سے بامراد جمعیت حاصل رہتی ہے۔ جو حضوری تک پہنچ جاتا ہے وہ ہر وقت دیدارِ حق سے مشرف رہتا ہے۔ ایسے اہل حضور کا مذہب وملت (فرقہ واریت) سے کیا واسطہ؟ کہ اُس کا نفس فنا، قلب صفا اور روح بقا ہوتی ہے۔ مَیں رافضی مذہب وخارجی ملت سے بیزار ہوں۔ مَیں اہل سنت ہوں اور میری دوستی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاروں یاروں سے ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ وہ ہر وقت اصحابِ کبارؓ اور پنج تن پاکؓ کی معیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار سے مشرف رہے اور اُس کے دل کا غنچہ معرفتِ الٰہی سے شگفتہ رہے اور اُسے محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی ملازمت کا شرف حاصل رہے تو اُسے چاہیے کہ وہ اِس نقش کا معائنہ اچھی طرح کرتا رہے۔ وہ یقیناً عارف باللہ ہو جائے گا۔

علی کرم اللہ وجہہٗ علم وسخاوت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ	عثمان باحیاایمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ	عمر خطاب عدل برنفس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ	ابوبکر صدیق بدل صدق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
شاہ محی الدین ارشادتوحید قدس اللہ سِرّہٗ العزیز	فاطمہ بحق خاتمہ سیّدہ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	امام حسین احسن الخلق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ	امام حسن حسن نیک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

بیت:۔ "جو کوئی اِس نقش کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے گا وہ ہر صبح وشام یارانِ محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حاضر رہے گا۔"

یہ نقش نقاش تک پہنچنے کی چابی ہے جس کی اصل توحید ہے۔ یہ جس مطلب کے قفل میں لگائی جائے اُسے کھول دیتی ہے۔ کامل اِسے جانتے ہیں، مکمل اِسے پہچانتے ہیں، اکمل اِسے

دیکھتے ہیں اور اہلِ جامع کو یہ کامل و مکمل جمعیت بخشتی ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ سے طالب کو توفیق توجہ نصیب ہوتی ہے، اسمِ لِلّٰہِ سے طریق مطلب تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ اسمِ لَہٗ سے ہر شے پر غلبہ حاصل ہوتا ہے اور اسمِ ھُوْ سے جملہ مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ جو آدمی راہِ فقر میں ان عظیم المرتبت اسما کو نگاہ میں نہیں رکھتا وہ معرفت سے آگاہ نہیں ہوسکتا۔ نقش یہ ہے۔

فقیر کی توجہ ننگی تلوار کی مثل ہے جو کامل فیض بخشتی ہے۔ تصور ترحم عطا کرتا ہے، تصرف سخاوت بخشتا ہے۔ جو آدمی اس دائرہ کو ہمیشہ اپنی نگاہ میں رکھے گا وہ اپنی جان پر کھیل کر ابتدا سے انتہا تک بازی لے جائے گا، اُسے حیاتِ دو جہان نصیب ہو جائے گی اور وہ ہر گز نہیں مرے گا۔ یہ دائرہ مفتاح الارواح ہے اور توحید، تجرید، تفرید، نورِ حضور، قدر، قرب، امر، حکم، فنا، بقا اور علمِ دعوت قبور کی چابی ہے اور یہ چابی ہمیشہ صاحبِ تصور و صاحبِ حضور فنا فی اللہ کامل فقیر کے پاس رہتی ہے۔

سن! دعوت تین قسم کی ہوتی ہے، ایک دعوت وہ ہے جو جنوں کو تابع و مطیع کرنے کے لئے اسمائے عظمیٰ سے پڑھی جاتی ہے۔ دوسری دعوت وہ ہے جو موکل فرشتوں کو تابع و فرمانبردار

بنانے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ جنوں اور موکل فرشتوں کو تابع کرنے والے اہل دعوت کو ایسا صاحبِ احتیاط ہونا پڑتا ہے کہ وہ ساری عمر حیواناتِ جمالی وجلالی وکمالی نہیں کھا سکتا اور اگر کھا بیٹھے تو اُسی وقت غسل کرنا پڑتا ہے۔ جنوں اور موکل فرشتوں کی تسخیر کے لئے اِس قسم کی دعوت پڑھنا باعثِ کفر وشرک ونفاق واستدراج ہے۔ تیسری قسم کی دعوت وہ ہے جو جملہ روحانیات یعنی انبیا و اولیا و شہدا و غوث وقطب وابدال کی ارواح کو اپنے تصرف میں لانے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ یہ دعوت وہ آدمی پڑھ سکتا ہے جو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ کی حضوری جانتا ہو کہ اُس کا یہ عمل قیامت تک رکتا نہیں۔ دعوتِ قبور کا عامل جسے کشف الارواح کا مرتبہ حاصل ہو اور وہ صاحبِ نظر شہسوارِ قبور بھی ہو ایک ہی ہفتہ کی دعوت خوانی سے مشرق سے مغرب تک تمام دنیا کے ممالک اور حکومتوں کو اپنے تصرف میں لے آتا ہے اور وہاں کے تمام لوگ اُس کے فرمانبردار بن جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں باتوفیق عامل صاحبِ دعوتِ قبور کے وجود کے ساتوں اندام تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی حضوری سے نورِ نور ہوتے ہیں اس لئے جب وہ کسی ولی اللہ کی قبر پر دعوت تیغ برہنہ پڑھنے جاتا ہے اور "اُحْضَرُوْا یَامَالِکِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ لِلْمُسَخْرَاتِ" پڑھ کر جذبِ روح سے "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" کہتا ہے تو روحانی (اہلِ قبر) ظاہر ہو کر جسمانی وجود کے ساتھ قبر سے باہر آجاتا ہے اور کہتا ہے السلام علیکم اور اہل دعوت کہتا ہے وعلیکم السلام یا اہل القبور۔ اہل دعوت اور روحانی ایک دوسرے سے دست مصافحہ کرتے ہیں اور چشمِ ظاہر سے آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ روحانی اہل دعوت کو عین بعین چشمِ ظاہر سے تمام غیبی لاریبی خزائن اللہ کا مشاہدہ کراتا ہے اور اُن کا تصرف اُسے بخش دیتا ہے۔ اِس کے بعد اہل دعوت اُس گنجِ الٰہی کو جتنا خرچ کرتا ہے وہ بڑھتا ہی جاتا ہے اور ہرگز کم نہیں ہوتا۔ علمِ دعوت پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ علمِ دعوت کا عامل بظاہر تو منہ کی زبان سے دعوت پڑھتا ہے مگر بباطن قوتِ باطن سے خود کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے جہاں اُس کی زبانِ دل اور زبانِ روح کو گویائی حاصل ہو جاتی ہے اور منہ کی زبان پڑھنے

سے رک جاتی ہے۔ایسا صاحبِ تصور وصاحبِ حضور عاملِ دعوتِ قبور ہر قسم کے حیوانات اور لذیذ کھانے کھاتا ہے اور توجہ سے غرقِ وحدت ہو کر آئینۂ روشن ضمیر بن جاتا ہے۔ پھر وہ جو کام بھی کرتا ہے یا جس مہم میں ہاتھ ڈالتا ہے خواہ وہ مشکل ہو یا آسان اُسے سرانجام دے ڈالتا ہے۔ آخر انتہائے دعوت کیا ہے؟ انبیا و اولیا کی ارواح سے یک وجود ہونا، نفس بنفس، دم بدم، قلب بقلب اور روح بروح جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون، اس طرح کہ وہ جونہی ورد وظائف اور تلاوتِ قرآن سے دعوت پڑھنا شروع کرے تو تمام انبیا و اولیا کی ارواح بھی اُس کے اردگرد حلقہ بنا کر اُس کے ساتھ دور بدور دعوت پڑھیں اور وہ جملہ ارواح سے پیوستہ ہو کر اُن کے درمیان بیٹھا رہے۔اس قسم کی دعوت پڑھنا اُس کے لئے روا ہے جو اُس کے پڑھنے کا عمل جانتا ہو۔دعوت پڑھنا کسی اہلِ ہوس احمق کا کام نہیں۔

بیت:۔"اہلِ دعوت کامل فقیر ہوتا ہے جو تمام خلقِ خدا پر حاکم ہوتا ہے،کل و جز ہر شے اُس کی قید میں ہوتی ہے اور وہ ہر شے پر غالب امیر ہوتا ہے۔"

ایک علمِ دعوت دائمی طور پر تصور میں ہر ایک دم کے ساتھ قلب و روح کی زبان سے پڑھا جاتا ہے جس سے ہر ایک مقام کا مشاہدہ کھلتا ہے۔وہ علمِ دعوت حروفِ تہجی کے تیس حروف کے تصور سے پڑھا جاتا ہے۔اُن تیس حروف کے تصور سے تیس ہزار علوم منکشف ہوتے ہیں اور ہر حرف کے تصور سے حکمت و تصرف کے ہزارہا خزانے ظاہر ہوتے ہیں۔

تیس حروفِ تہجی کا نقش یہ ہے-

تصور تصرف ا کلید حاضرات	تصور تصرف ب کلید حاضرات	تصور تصرف ت کلید حاضرات	تصور تصرف ث کلید حاضرات	تصور تصرف ج کلید حاضرات
تصور تصرف ح کلید حاضرات	تصور تصرف خ کلید حاضرات	تصور تصرف د کلید حاضرات	تصور تصرف ذ کلید حاضرات	تصور تصرف ر کلید حاضرات
تصور تصرف ز کلید حاضرات	تصور تصرف س کلید حاضرات	تصور تصرف ش کلید حاضرات	تصور تصرف ص کلید حاضرات	تصور تصرف ض کلید حاضرات
تصور تصرف ط کلید حاضرات	تصور تصرف ظ کلید حاضرات	تصور تصرف ع کلید حاضرات	تصور تصرف غ کلید حاضرات	تصور تصرف ف کلید حاضرات
تصور تصرف ق کلید حاضرات	تصور تصرف ك کلید حاضرات	تصور تصرف ل کلید حاضرات	تصور تصرف م کلید حاضرات	تصور تصرف ن کلید حاضرات
تصور تصرف و کلید حاضرات	تصور تصرف ہ کلید حاضرات	تصور تصرف لا کلید حاضرات	تصور تصرف ء کلید حاضرات	تصور تصرف ی کلید حاضرات

دعوت کا ایک طریق مشقِ وجودیہ مرقوم ہے جس سے فنا فی اللہ ذات باوصال کے لا
زوال مراتب حاصل ہوتے ہیں- مشقِ وجودیہ مرقوم کا نقش جو یقینی طور پر معرفتِ توحید کا عقدہ

کھولتا ہے وہ یہ ہے۔
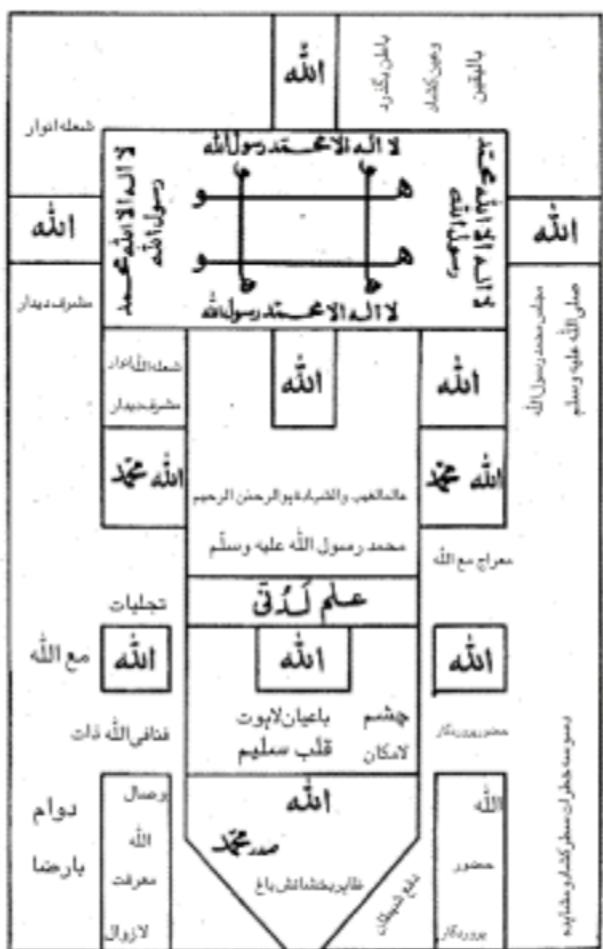
مشق وجودیہ سے طالب کا وجود پارے کی طرح بے شمار متحرک ٹکڑوں میں بٹ جاتا ہے یعنی ایک جسم سے ہزار ہا بلکہ بے شمار جسم نکل آتے ہیں اور پھر وہ تمام جسم واپس اُسی ایک جسم میں آجاتے ہیں۔ کبھی اُس کے وجود کا بند بند جدا ہو جاتا ہے اور اُس کے تن کے تمام اعضا الگ الگ ہو جاتے ہیں اور پھر دوبارہ یک جا ہو کر ایک ہی جسم بن جاتے ہیں اور کبھی وہ خود کو اپنے وجود سے باہر نکال لاتا ہے جس طرح کہ عورت بچہ جنتی ہے۔ مشقِ وجودیہ خلافِ نفس، خلافِ دنیا، خلافِ شیطان، خلافِ شہوت اور خلافِ ہوا وہوس ہے کہ اُس سے دائمی طور پر معیتِ الٰہی

حاصل ہوتی ہے اور طالب صاحبِ رضا، عین نما، صاحبِ توفیق، اہلِ محبت اور حق بردار ہو جاتا ہے۔ایک دعوت اسمائے حسنیٰ سے پڑھی جاتی ہے۔اسمائے حسنیٰ کا نقش مبارک یہ ہے۔

یہ راہِ فقر ہے جس میں جان و دل کے قدموں سے چلا جاتا ہے کہ دونوں جہان اُس پر اپنی جان تصدق کرتے ہیں۔یہ نورِ ایمان حاصل کرنے،شیطان کو مغلوب کرنے اور نفسِ حیوان کو مطیع کرنے کی راہ ہے۔ جس کسی کے وجود میں اسمِ اللہ ذات یا ننانوے اسمائے باری تعالیٰ یا کلمہ

طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یا اسمِ حضرت ابوبکر صدیقؓ یا اسمِ حضرت عمر فاروقؓ یا اسمِ حضرت عثمان غنیؓ یا اسمِ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ یا حروفِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تاثیر کرتے ہیں، اُسے نفع وجمعیت بخش کر لایحتاج کر دیتے ہیں اور اُسے مراتبِ حضوری سے مشرف کر دیتے ہیں۔ ایسا عامل صاحبِ دعوت صاحبِ مشق وجودیہ صاحبِ گنج طلسماتِ وجودیہ مقربِ حق ہو کر معرفتِ الٰہیہ حاصل کر لیتا ہے تو اُس کی نظر نور، اُس کے ساتوں اندام نور، اُس کا قلب وقالب نور، اُس کا کھانا نور، اُس کے خواب نور اور اُس کی بیداری نور ہو جاتی ہے۔ ایسا صاحبِ نور صاحبِ آئینہ روشن ضمیر صاحبِ حضور اگر آتش دوزخ میں قدم رکھ دے تو غلباتِ نور سے دوزخ کی آگ نابود ہو کر خاکستر ہو جائے۔ اگر ایسا اہل دیدار بہشت میں چلا جائے تو بہشت کے حور وقصور اُس کی نظر میں زشت وخوار دکھائی دیں۔ یہ ہیں مراتب عاشقانِ یک وجود دوام فی اللہ معبود کے۔

بیت:۔"یہ وہ مقام ہے جہاں معشوق وعشق وعاشق ایک ہی شے ہے، یہاں وصل کی گنجائش ہے نہ ہجر وفراق کا نام ونشان ہے۔"

نقش ولایت ہادی ہدایت لانہایت یہ ہے۔

اگر طالب مرشد سے پہلے ہی روز معرفتِ قرب حضور، حضوری قرب فی اللہ، استغراق نور، جمعیتِ جامع اور کل و جز ابتدا و انتہا کے جملہ مراتب یک بارگی حاصل کرنا چاہے اور مرشد سے یہ تمام مراتب طلب کرلے تو مرشد کو چاہیے کہ وہ اُسے حاضراتِ اسم اللہ ذات یا اِس دائرۂ نقش کی حاضرات سے اِس طرح کھول کر دکھادے کہ اُس کے تمام مطالب پورے ہو جائیں۔ اُسے علمِ حضور سے حضوری بخش کر جملہ ظلمات سے باہر نکال لائے کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اسمِ اَللّٰہُ مومنوں کا ایسا دوست ہے جو اُنہیں ظلمات سے نکال کر نور میں لے آتا ہے۔" عارف فی اللہ نورانی عالم باللہ سیرانی جب علمِ سرّ سے دعوت پڑھتا ہے تو سر سے لے کر قدم تک اُس کے سارے وجود سے نور ٹپکنے لگتا ہے۔ یہ " ہمہ اوست در مغز و پوست "(ہر چیز کے ظاہر و باطن میں فقط واحد ذاتِ حق ہی جلوہ گر ہے) کا مرتبہ ہے لہٰذا تُو اپنے اُس یار سے پیوستہ ہو جا۔ اگر تُو چشمِ بینا رکھتا ہے تو اُس کے جلوے دیکھ اور اگر نہیں رکھتا تو چشمِ بینا طلب کر۔ دنیا مردار جیفہ ہے اِس کا کوئی دین نہیں۔ بندے اور خدائے تعالیٰ کے درمیان پردہ ہے تو یہی دنیا ہے۔ اگر تمام آفات اور بلاؤں کو ایک ہی کمرے میں جمع کر دیا جائے تو اُس کی چابی بھی یہی دنیا ہے۔ دنیا نہایت کمینی شے ہے جو دونوں جہان کو فریب میں مبتلا کیے رکھتی ہے۔ عقل مند کے لیے یہی ایک نکتہ ہی کافی ہے۔ اولیائے اَللّٰہُ بے شمار غیبی خزانے تصرف کرتے رہتے ہیں کہ مشرق سے مغرب تک ہر شے اُن کے قبضۂ تصرف میں ہوتی ہے۔ ولی اَللّٰہُ ظل اللہ بادشاہ ہوتا ہے۔ صاحبِ نظر عارف قادری فقیر کے لئے مرتبۂ بادشاہی حاصل کرنا بہت آسان ہے مگر جمعیت کی خاطر وہ اِسے اختیار نہیں کرتا کہ جمعیتِ قرب اللہ حضوری میں گزرا ہوا ایک دم بہتر ہے ہزارہا بادشاہتوں سے۔

بیت:۔" بادشاہانِ دنیا میرے غلاموں کے بھی غلام ہیں کہ مجھے حضوری حق میں دوام حاصل ہے۔"

بادشاہ کا مرتبہ ذلت کا مرتبہ ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے

ذلیل کر دیتا ہے۔'' اور فقیر کا مرتبہ عزت کا مرتبہ ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دے دیتا ہے۔'' جب کوئی شہسوارِ قبور غالب الاولیا فقیر صاحبِ معرفت تنہا ہو کر صحرا میں یا دریا کے کنارے یا کسی ولی اللہ کی قبر پر اس طرح کی دعوت پڑھتا ہے تو دونوں جہان کو ہلا کر رکھ دیتا ہے جس سے جملہ انبیا و اولیا کی ارواح حیرت و غم میں ڈوب جاتی ہیں، تمام موکل فرشتوں کو عبرت ہوتی ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم قید و افسوس میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اصحابِ کبارؓ و حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں حاضر ہو کر چشمِ ظاہر سے دعوت خوان کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور اُس کی تمام دینی و دنیوی مشکلات و مہمات حل فرما دیتے ہیں اور اُس کے جملہ مطالبِ دارین پورے فرما کر دکھا دیتے ہیں۔ ابھی اُس کی توجہٗ دعوت پڑھنے سے ہٹتی نہیں کہ موکل فرشتے اُس کا کام پورا کر کے حاضر کر دیتے ہیں۔

بیت:۔ '' اے باھُوؒ! کامل مردِ فقیر کو ہر منصب و مقام حاصل ہوتا ہے اِس لئے وہ جوں ہی دعوت پڑھنا شروع کرتا ہے اُس کا کام اُسی وقت ہو جاتا ہے۔''

کامل عاملِ دعوت دشمن کے دم کو دعوتِ دم سے اِس طرح پکڑتا ہے کہ دشمن اُسی ہی دم میں مر جاتا ہے۔ اِس طرح کے اہلِ دعوت کا دم سانپ کے دم جیسی توفیق رکھتا ہے کہ جب وہ اپنے دم سے کسی کے دم کو پکڑتا ہے تو اُس کے دم کو کشتہ کر دیتا ہے جس سے وہ مر جاتا ہے۔ کامل قادری دمِ دوام کا محرم ہوتا ہے اِس لئے وہ ایک ہی دم میں تمام جہان کو طے کر جاتا ہے۔ اُس کا دم سے دم کو پکڑنا ایسے ہے جیسے کسی حاکم کا تحریری حکم نامہ و اعلان ہو۔ کامل قادری کی نظر اللہ تعالیٰ کے غیبی لاریبی خزائن پر ہوتی ہے اِس لئے اُسے روزی معاش کے معاملات میں سر کھپانے کی حاجت نہیں ہوتی اور نہ ہی اُسے اِس غرض سے اورنگ زیب جیسے بادشاہ کی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے۔ فقیر کی آزمائش سب پہلے تصرفِ نان اور تصرفِ جان سے کی جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

فرمان ہے:۔" بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کی آزمائش مصیبتوں سے کرتا ہے جس طرح کہ سونے کی آزمائش آگ سے کی جاتی ہے۔" فقیر درویش عارف ولی اللہ عالم باللہ پیر و مرشد استاد و طالب مرید و شاگرد اہلِ ولایت صاحبِ مراتبِ غوث و قطب و صاحبِ مناصب ابدال اوتاد و اصل وہ شخص ہو سکتا ہے جو سب سے پہلے ظاہر و باطن کا وہ تصرف حاصل کرے کہ جسے "مجمل مجموعۂ جمعیت دارین کل" کہتے ہیں۔ ظاہر میں تاثیرِ نظر سے سونے چاندی اور نقد و جنس کے تمام خزائن الٰہی اور علمِ کیمیائے اکسیر اور علمِ تکسیر کے حال احوال کا تصرف حاصل کرے کہ اُس سے فقیر ظاہر میں غنی ہو کر مطلق لایحتاج ہو جاتا ہے اور باطن میں تماشائے مقامِ ابد اور حساب گاہِ یومِ حشر پر متصرف ہو کر رات دن اُس کے نظارے سے پُر درد آہیں بھرتا رہتا ہے، خوفِ خدا کی آگ سے جان جلاتا رہتا ہے اور آنکھوں سے خون کے آنسو بہاتا رہتا ہے۔ تماشائے مقامِ دنیا کا تمام تصرف ہاتھ میں لے کر ملکِ سلیمانی کی سلطنت کو اپنے قبضہ و قید میں رکھتا ہے جس سے اُس کے دل میں تماشائے دنیا کا افسوس باقی نہیں رہتا۔ اِسی طرح تماشائے عقبیٰ کا تصرف حاصل کر کے بہشت کے حور و قصور اور نعمائے میوہ جات پر متصرف رہتا ہے۔ مرشد طالبِ صادق کو مندرجہ ذیل چار مقامات اور چار تصرفات سے بیزار کرتا ہے حالانکہ ان سے نفس کو فکرِ معاش سے جمعیت حاصل رہتی ہے اور وہ اپنے دور کے ہر معاملہ پر متصرف رہتا ہے۔ یہ چار تصرف چار لذات ہیں، اوّل انواع و اقسام کے لذیذ طعام کی لذت، دوم شہوت کے وقت بیوی سے مجامعت کی لذت، سوم حکومت و اقتدار کی لذت، چہارم بے معرفت مطالعۂ علم کی لذت۔ یہ چار لذات کم بخت و بد نصیب آدمی کے حصے میں آتی ہیں۔ اِس قسم کا تصرف نہایت ہی ناقص ہے کہ یہ چار تصرفات نفس کو خوشی و فرحت فراہم کرتے ہیں۔ طالبِ اَللّٰہُ کے لئے یہ مردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پانچواں تصرف معرفتِ الٰہی کا تصرف ہے جس میں لذتِ دیدارِ پروردگار ہے جو دنیا و بہشت کی لذات سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کامل کو باطن میں تصرفِ ہدایت نصیب ہوتا ہے جس میں طالب کو لا اِنتہا

آزمائش و تجربے سے گزرنا پڑتا ہے جو سراسر مرتبۂ موت ہے چنانچہ تصرفِ موت، لذت و تلخی موت، حساب گاہِ قبر موت، پلِ صراط سے گزرنا موت، بہشت میں داخل ہونا موت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک سے جامِ شرابا طہورا پینا موت، قبر سے باہر نکلنا موت، صورِ اسرافیل کی آواز سننا موت، ترازو میں اعمال کا تول موت۔ کامل اِن تمام احوال کو ہر دم دائمی طور پر کھلی آنکھوں سے دیکھتا رہتا ہے اور وہ ہمیشہ انبیا و اولیا کا ہم مجلس و ہم صحبت رہتا ہے۔ اسے جمعیتِ باطن کہتے ہیں۔ جس آدمی کو باطن میں راہِ تحقیق سے اِن جملہ مشاہدات کے تصرف و اختیار کی توفیق حاصل نہیں وہ ہرگز فقیر نہیں ہو سکتا۔

ابیات:۔(1) "لوگوں کے گمان میں تو صاحبِ نظر عارف کا جسم قبر میں ہوتا ہے مگر عارف اپنا جسم اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔"(2) "عارف کو قدرتِ الٰہی سے ایسا جسم عطا ہوتا ہے کہ جس سے وہ کبھی توحید کے مشاہدہ میں غرق ہوتا ہے اور کبھی مجلسِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوتا ہے۔"(3) "کبھی وہ بالائے عرش سیر کرتا ہے اور کبھی قبر میں آ جاتا ہے کہ اُس کا جسم سراسر سرِّ الٰہی کا نور ہے۔"(4) "اُس کا نوری جسم زیرِ خاک نہیں ہوتا کہ وہ معرفتِ توحیدِ ذاتِ حق کا راز ہے۔"(5) "اولیا کی قبر جنت کا گھر ہے جو کوئی اِس حقیقت سے آشنا نہیں وہ بیگانہ ہے۔"(6) "اولیائے اَللّٰہ اپنی قبروں سے باہر بھی آ سکتے ہیں اور حکمِ الٰہی سے وہ تجھ سے گفتگو بھی کر سکتے ہیں۔"(7) "وہ طالبانِ حق کو دلیل و الہام سے آگاہی بخشتے ہیں اور روح سے پیغام دیتے ہیں کہ اُن کی روح خلیلِ حق ہوتی ہے۔"(8) "جس کے پاس چشمِ بینا ہے وہ اِن مراتبِ حضوری کو دیکھ لیتا ہے لیکن بے شعور نابینا اِن مراتب کو کہاں دیکھ سکتا ہے؟"(9) "جسے دنیا میں مرشدِ کامل نہ مل سکے وہ کسی عارف کی قبر سے راہنمائی حاصل کر کے صاحبِ نظر ہو سکتا ہے۔"(10) "اولیائے اَللّٰہ ہر مقام پر حاضر ہونے کی قدرت رکھتے ہیں، جہاں بھی اُن کا نام لے کر اُنھیں پکارا جائے وہ حاضر ہو جاتے ہیں۔"(11) "اے باھُوؒ! روحانی (صاحبِ زندہ روح ولی

اللہ) جسم و جان کو ترک کر کے مطلق نور کی صورت لامکان میں رہتا ہے اور جہاں چاہتا ہے صورتِ نور میں حاضر ہو جاتا ہے۔"

جو کوئی اِن مراتب پر پہنچ جاتا ہے اُس کے لئے موت وحیات برابر ہو جاتی ہے کہ وہ جثۂ نور کے ساتھ لامکان میں ساکن ہو کر حضورِ حق میں دیدارِ پروردگار سے مشرف رہتا ہے، وہاں اُسے موت وحیات یاد نہیں رہتی۔ یہ ہمہ اوست در مغز و پوست (ہر چیز کے ظاہر و باطن فقط ایک ہی ذاتِ حق جلوہ گر ہے) کا مرتبہ ہے۔ اللہ بس ما سوئی اللہ ہوس۔

یاد رہے کہ اولیائے اَللّٰہُ کی قبر پر تیغ برہنہ دعوت وہ آدمی پڑھتا ہے جسے توفیقِ حضوری حاصل ہو یا کوئی احمق و بے شعور آدمی یہ دعوت پڑھتا ہے۔ صاحبِ حضور آدمی اولیائے اَللّٰہُ کی قبر سے خزائن الٰہی حاصل کرتا ہے اور بے شعور آدمی رجعت کھاتا ہے اور دیوانہ ہو کر مر جاتا ہے۔

ابیات:- (1) "اے باھُوؒ! اولیائے اَللّٰہُ کی قبر پر کوئی شہسوار ہی دعوت پڑھ سکتا ہے جس کے ہاتھ میں تیغِ ذوالفقار جیسی دو دھاری تلوار ہو۔" (2) "دعوت پڑھنے میں عامل کامل وہ صاحبِ نظر ہی ہو سکتا ہے جو روحانی (اہلِ قبر) کے مراتب سے باخبر ہو۔"

رجعتِ قبر لا دوا مرض ہے مگر صاحبِ قرب عامل کامل فقیر کی توجہ اُس کی دوا ہے۔

شرحِ علمِ دعوت

جس آدمی کا دل دردِ الٰہی سے پُر ہو وہ مردانِ خدا میں ایک کامل مرد ہے جس کی توجہ کامل ہوتی ہے اور توجہ کے لائق قطعۂ دل وہ ہے جو کسی کی نگاہ سے پانی پانی ہو جائے ورنہ عام دل تو محض پانی و مٹی کے گارے کا ایک لوتھڑا ہے۔

بیت:- " زاہد کی تسبیح خوانی مراتبِ قبولیت تک ضرور پہنچ جاتی ہے مگر رندوں کی درد آلود آہوں کی اثر آفرینی کا قرینہ ہی کچھ اور ہے۔"

عالم عامل صاحبِ دعوت کے دو احوال ہیں، ظاہر میں اُس کی زبان ورد وظائف اور قیل وقال سے تر رہتی ہے اور باطن میں وہ حضوریٔ معرفت اللہ وصال میں غرق رہتا ہے۔ جو اہل دعوت اِن احوال سے خالی ہے اُس کی رجعت وخون وزوال کا وبال اُس کی اپنی گردن پر ہے۔ عامل صاحبِ دعوت کے منصب ومراتب بھی دو ہیں، ایک قبورِ اولیا اللہ پر علمِ دعوت پڑھنے کا تصرف رکھتا ہے اور دوسرا تصورِ اسم اللہ ذات کی حضوری کی راہ جانتا ہے جس سے اُس کے وجود کے ساتوں اندام معرفتِ الٰہی کے نور سے روشن رہتے ہیں۔ ایسا عامل کامل صاحبِ دعوت ظاہر میں زبان سے سورۃ مزمل کا ورد کرتا ہے اور باطن میں خود کو مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ علمِ دعوت پڑھنے والا دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اگر تو وہ ایک ہی ہفتہ کے اندر مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک ہر ملک کی بادشاہی کو اپنے تصرف میں لے کر تمام عالم کو اپنا تابع فرمان بنا لیتا ہے تو بے شک وہ دعوت پڑھنے میں عامل کامل ہے اور اگر وہ علمِ دعوت پڑھنے سے مجنون و دیوانہ ہو کر مرجاتا ہے تو وہ ناقص وخام ہے۔ عامل کامل صاحبِ دعوت کے دو گواہ ہیں جنہیں نہایت عظیم ومشکل دو علوم کی پشت پناہی حاصل ہے۔ ایک یہ کہ وہ شیر کی طرح جری و بہادر شہسوار مرد ہوتا ہے جو ہاتھ میں دو دھاری برہنہ قاتل تلوار رکھتا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ صاحبِ نظر عارف باللہ ہوتا ہے۔ جب کوئی اِن صفات سے متصف ہو کر علمِ دعوت پڑھتا ہے تو ورد وظائف شروع کرتے ہی موکل فرشتے سب سے پہلے اُس پر سرخ طلائی اشرفیوں کی بارش برساتے ہیں تاکہ اِن کے تصرف سے دعوت خوان کو عمر بھر کوئی محتاجی نہ رہے۔ اِس قسم کے علمِ دعوت کو تصرفِ عوام کہتے ہیں۔ ایسے علمِ دعوت کا عالم جتنا چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ یہ لایحتاج فقیر کا ابتدائی مرتبہ ہے نہ کہ اُس فقیر کا جو ہر در کا سوالی بن کر بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ فقیر تو صاحبِ جمعیت اور جمعیت بخش ہوتا ہے، اُس کا دل غنی وقوی ہوتا ہے۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی مجلس کی حضوری سے مشرف اہل نظر ہوتا ہے۔ وہ خزائن الٰہی کے تصرف میں اتنا ہوشیار

ہوتا ہے کہ اِس قدر بے شمار خزائن اللہ پر اختیار رکھتے ہوئے بھی اپنی ذات پر ایک پیسہ تک خرچ کرنے کا روادار نہیں ہوتا۔ نیز عاملِ دعوت کے لئے دو اعمال ہیں، ایک تصرف توفیق اور دوسرا تصورِ تحقیق۔ عالمِ علمِ دعوت عاملِ علمِ دعوت و کاملِ علمِ دعوت و مکملِ علمِ دعوت و اکملِ علمِ دعوت و جامعِ علمِ دعوت کے لئے بھی دو اعمال ہیں، ایک نیت اور دوسرے نماز۔ عاملِ دعوت وہ ہے کہ جب وہ علمِ دعوت کے ورد وظائف پڑھنا شروع کرے تو مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک روئے زمین پر بسنے والے بلکہ شش جہات میں قیام پذیر ہر صاحبِ ولایت ولی اللہ سے ولایت کی چابی لے کر اپنے ہاتھ میں لے لے۔ پس اِس قسم کا صاحبِ دعوت اگر جہان بھر کی ہر ولایت چنانچہ ملکِ سلیمانی اور ساتوں براعظم کے ہر ملک کو ایک ہی ہفتہ میں اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے تو اِس پر تعجب مت کر بلکہ اِس پر یقین و اعتبار کرلے۔

وہ کون سا علم و عمل ہے جو ہر چیز پر غالب ہے اور جس سے طالب پہلے ہی روز اپنا نصیب اور جملہ مطالب حاصل کرلیتا ہے۔ وہ علمِ توجہ ہے جس میں تصورِ حضور کی توفیق اور تصرفِ قبور کی تحقیق پائی جاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عمر بھر علمِ کتاب و تفاسیر و مسائل وفقہ اور احادیث کا مطالعہ نفس کی اصلاح نہیں کرسکتا چاہے کوئی رات دن ہزار ہا علوم کا مطالعہ کرتا رہے۔ بہت زیادہ ورد وظائف و دعوت پڑھنے، بے شمار ذکر فکر و مراقبے کرنے اور لشکر جمع کرکے اُس بے حد خرچ کرنے سے فقیرِ کامل کی ایک ہی بار کی توجہ بہتر ہے۔ جو آدمی قرب اللہ حضوری کی ایسی توجہ کا علم رکھتا ہے اُس کی توجہ کی اثر انگیزی میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے اور اُس کی توجہ توفیق و تحقیق قیامت تک نہیں رکتی۔ پس توجہ کامل کیا چیز ہے اور صاحبِ توجہ کس علم کا عامل ہوتا ہے۔ عاملِ علم ہونا چاہیے نہ کہ محض حاملِ علم۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "علم عمل کی خاطر ہونا چاہیے نہ کہ محض بحث و افتخار کی خاطر۔" یاد رہے کہ علمِ دعوت میں دم و دل ہمیشہ پروردگار کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اہلِ دعوت کا رجوعِ خلق سے کیا واسطہ؟ اولیائے اللہ کی جان لبوں پر آجاتی ہے،

مرتے مرجاتے ہیں مگر اہلِ دنیا کے دروازے پر قدم نہیں رکھتے اور اگر رکھتے بھی ہیں تو اُن کا یہ فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ جو آدمی قربِ حق تعالیٰ کے احوال سے بے خبر ہے وہ اگر عالم بھی ہو تو جاہل ہے۔ اِس راہ کا تعلق قیل وقال سے نہیں بلکہ مشاہدۂ حضوری کے احوال سے ہے۔ غنی اگر سوال بھی کرے تو اُس کے لئے حلال وروا ہے کہ غنایت کی بدولت اُسے خدا سے جمعیت حاصل رہتی ہے اور اگر مفلس سوال کرے تو اُس کے لئے حرام ہے بلکہ وہ سوال کرنے سے کافرو کاذب ومشرک ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" سوال کرنا ذلالت ہے چاہے وہ اپنے ماں باپ سے کیا جائے۔"

فرد:۔" ہر نصیب دیتا بھی خدا ہے اور داتا بھی خدا ہے اس لئے سائل کو جھڑکنے اور روکنے والا خدا کا دشمن ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اور سوالی کو مت جھڑکو۔" سخی کے دل میں دو رحمانی انگلیاں ہوتی ہیں (جن سے وہ سخاوت کرتا ہے) اور بخیل کے دل میں دو شیطانی انگلیاں ہوتی ہیں (جن سے وہ بخل کرتا ہے)۔ تُو خود کو کس زمرے میں شمار کرتا ہے؟ ہُد ہُد سے کہو کہ وہ آئے، تلاش کرے اور قارونی بخل کو دل سے دھو ڈالے۔ غنی لایحتاج فقیر ہوتا ہے باقی تمام لوگ مفلس و محتاج ہیں خواہ وہ عالم فاضل ہوں یا جاہل۔ جاہل اُسے کہتے ہیں جو نفس کے ساتھ جہاد نہیں کرتا۔

ابیات:۔(1) " یہ جو مَیں گداگری کرتا ہوں تو محض رضائے خداوندی کی خاطر کرتا ہوں ورنہ مَیں تو ایک بادشاہ ہوں جس کا ہر ملک پر غلبہ ہے۔" (2) " تُو اہلِ فقر کو اس وجہ سے حقیر مت جان کیونکہ فقیر ہر امیر پر غالب وحاکم ہوتا ہے۔"

شرحِ پیرومرشد

پیرومرشد وہ ہے جو معظم، صاحبِ عظمت، اہلِ شریعت اور عظیم صفات کا جامع وحلیم ہو یا یہ کہ وہ صفتِ حکیم یا صفتِ کریم یا صفتِ قلبِ سلیم یا صفتِ بحقِ تسلیم یا صفتِ رحیم یا صفتِ صراطِ مستقیم یا صفتِ غالب بر نفس وشیطانِ رجیم سے متصف ہو اور اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری نصیب ہو- ان تمام مراتب کا جامع صاحبِ جمعیت مع اللہ تمام پیرومرشد بے شک طریقۂ قادری میں پایا جاتا ہے- یاد رہے کہ پیرومرشد کی مجلس کی شرح یہ ہے کہ اُس کی مجلس میں اُس کے پیشِ نظر صاحبِ قال علما ومفسر صاحبِ تفسیر با تاثیر بیٹھتے ہیں جو اپنے نفس پر غالب و امیر ہوتے ہیں- اُس کے دائیں جانب فقیہ علما بیٹھتے ہیں جن کے نفس فنا ہو چکے ہوتے ہیں اور اُن کے وجود میں ہوا ہوتی ہے نہ ہوس- وہ اللہ کی رضا پر قناعت اختیار کر کے کہتے ہیں حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ (میرے لئے بس میرا اللہ ہی کافی ہے) اور اُن کا نعرہ ہوتا ہے اللہ بس ماسوئ اللہ ہوس- اُن کی بائیں جانب اہلِ تصوف صاف دل روشن ضمیر فنا فی اللہ فقیر بیٹھتے ہیں اور اُن کے پیچھے اہلِ دنیا بیٹھتے ہیں کہ اہلِ اخلاص دنیا واہلِ دنیا کا منہ نہیں دیکھتے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" ظالموں سے میل جول مت رکھو کہ اُن کے ظلم کی آگ تمہیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گی-" پیر ومرشد اگر ان صفات سے متصف ہے تو لائق ارشاد ہے ورنہ طالبوں کے لئے راہزن اور مایۂ فساد ہے-

شرحِ طالب مرید

صحیح طالب مرید کی صفت یہ ہے کہ وہ مؤدّب وحیادار و طالبِ خدا ہو، علم میں عالم فاضل نظار، ہوشیار، مغز بیدار، وفادار اور جان سپار ہو۔ ایسا ہی طالب تلقین پروردگار کے لائق ہوتا ہے کہ وہ سواری نفس کا شہسوار ہوتا ہے ۔ وہ زندہ قلب و فرحت یاب روح کا مالک ہوتا ہے، وہ بدعت سے بیزار اور صاحبِ دانش و شعور ہوتا ہے۔ طالب وہ ہے جو مرشد سے معرفت اللہ قرب حضور طلب کرے اور لوگوں کو مسخر کرنے والی تسبیحات اور ذکر مذکور کو ترک کرے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ سرمایۂ ایمان علم ہے، دونوں جہان کو روشنی بخشنے والا علم ہے، لاھوت و لامکان میں پہنچانے والا علم ہے اور نفس و شیطان کو قتل کرنے والی قاتل تلوار علم ہے۔ علم کسے کہتے ہیں، علم کیا چیز ہے؟ علم کسے سمجھا جاتا ہے؟ علم سے کیا چیز سمجھی جاتی ہے اور علم کے معنی کیا ہیں؟ علمِ ظاہر عبادات و معاملات کا علم ہے چنانچہ خوف و رجا کا علم۔ علم کے معنی ہیں " جاننا"۔ کس چیز کو جاننا؟ ہمیشہ حق کو جاننا۔ حق کسے کہتے ہیں؟ جس وجود میں علمِ حق آجاتا ہے اُس سے جملہ باطل نکل جاتا ہے۔ تُو علمِ حق کسے سمجھتا ہے اور باطل کسے جانتا ہے؟ حق حقائق حقیقت و معرفت تک پہنچنے کا نام ہے اور اُس کا حصول بنائے اسلام ہی سے ممکن ہے کہ علم کی اساس بنائے اسلام کی مجمل جمعیت ہی ہے جس سے کفر و شرک و باطل و بدعت و آفاتِ نفسانی و شیطانی و دنیوی پریشانی جیسے ناشائستہ خصائل دفع ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے حق، عین العلم۔ محققین حق کو حق ہی سے اخذ کرتے ہیں۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ علم کا مقصود بندگی کا نکھار ہے نہ کہ شکم پُری و دنیوی زیب و زینت۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" کھاؤ اور پیو مگر فضول خرچی مت کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔"

ابیات:۔(1) "پیٹ کو گلے تک نہ بھر کہ تُو دیگ نہیں اور بہت زیادہ پانی مت پی کہ تُو

ریت نہیں۔" (2) "یہ درست ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کھاؤ اور پیو مگر یہ تو نہیں فرمایا کہ گلے تک پیٹ بھر کر کھاؤ پیو۔"

علم نصیحت اور وعظ و پند کے لئے ہے، امر بالمعروف، حق پسندی اور نفس کو قید کر کے ہمیشہ کے لئے بند کر دینے کے لئے ہے نہ کہ روزگارِ دنیا کی تلاش کے لئے اور نہ ہی حصولِ معاش کی خاطر بادشاہِ دنیا کی چاکری کرنے کے لئے ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اور زمین پر بسنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔"

بیت:۔" تیرا بیٹا اللہ کا بندہ ہے، خدا کے لئے تو اُس کا غم مت کر، تُو کون ہے جو خدا سے زیادہ بندہ پرور ہے۔"

بے عمل عالم کے لئے فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر خود کو بھول جاتے ہو؟" ایسے بے عمل علما بہت زیادہ ہیں مگر جان سپار عالم و فقیر ولی اللہ ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہوتا ہے۔ علم راستی کی راہ ہے اور علمائے عامل اِس کے گواہ ہیں کہ علم درگاہِ الٰہی کا وسیلہ ہے۔ جو عالم قرآن و رحمٰن کا مخالف ہو کر نفس و شیطان کی موافقت اختیار کرتا ہے اور احکامِ علم پر عمل نہیں کرتا وہ درگاہِ الٰہ سے عاق کر دیا جاتا ہے۔ علم کے تین حروف ہیں، ع ل م۔ جو جوئی علم ع سے عین کو پاتا ہے وہ ع کو وسیلۂ عین بنالیتا ہے۔ علمِ ل سے عالم لایحتاج ہو جاتا ہے اور علمِ م سے عالم مراجعت بخدا کر کے نفس و ہوا سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ جس نے علم کے ان تین حروف کو نہ پہچانا اور ماہیتِ علم کو نہ جانا وہ علم کی ع سے عاق، ل سے لادین اور م سے مردود ہو گیا اور جس نے مطالعۂ علم کو م سے پکڑ کر متابعتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختیار کی تو اگر وہ عالم علم حاصل کرے تو وہ بارہ سال میں تحصیلِ علم مکمل کرے گا لیکن فقیر کی نظر نوازی سے وہ ایک ہی ساعت میں عالم فاضل ہو جائے گا۔ وہ کون سا علم ہے؟ وہ علم لدنی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اور ہم نے اُسے علمِ لدنی عطا کیا۔" علمِ لدنی علم " ا " میں بند ہے۔ علمِ " ا " سے ہزار علوم

منکشف ہوتے ہیں اور ہزار علم قید میں آتے ہیں۔ جو آدمی علمِ "ا" پڑھ لیتا ہے اُسے ظاہر و باطن میں مطالعہ علم کی حاجت نہیں رہتی۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اُسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ بھی اُسے دیکھ لے گا۔" وہ آدمی عالم باللہ ہو جاتا ہے جو علم پر عمل کرتا ہے اور مطالعہ علم سے غافل نہیں ہوتا اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ نادان ہو جاتا ہے۔ علم پڑھنا ہو تو اُس کے لئے بارہ سال کا عرصہ درکار ہے جس میں رات دن تفسیر بیضاوی اور صرف ونحو کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں۔

بیت:۔" تیری ساری عمر کتابیں لکھنے اور پڑھنے میں گزر گئی لیکن افسوس کہ تجھے معرفتِ الٰہی حاصل نہ ہو سکی۔"

ہاں! یقیناً اگر کسی کتاب یا قرآن مجید کی کتابت میں کوئی حرف غلط ہو جائے تو اُس غلطی کو دُور کر دیا جاتا ہے لیکن اگر کسی عالم کے وجود میں نفس وغضب کی غلطی آجائے تو اُس کا علاج کیا ہے؟ وجود کے اندر نفس کی غلطی کو درست کرنے والا استاد فقیر کامل ہے جو نفس کو فنا کر کے حضوری میں پہنچا تا ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ جبرائیل علیہ السلام غیب الغیب سے پیغمبروں پر سب سے پہلے جو وحی لے کر آتے تھے وہ علم، حروف، دلائل، آیات اور پیغامات پر مبنی ہوتی تھی جس کا مقصود وصالِ معرفتِ توحید تھا کہ معرفتِ توحید اصل ہے اور علم انتہائے وصل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"انتہا ابتدا کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے۔"

معرفت بیج کے دانے کی مثل ہے اور علم پودے کی مثل ہے۔ جب پودہ پانی سے پرورش پا کر خوشے تک پہنچتا ہے اور خوشے میں دانہ پکتا ہے تو دانہ زمین میں بوئے جانے کا امیدوار ہو جاتا ہے۔ فرزندِ آدم کا معاملہ بھی اِسی قسم کا ہے کہ اُس کی انتہا ابتدا کی اُمیدوار ہوتی ہے۔ ابتدا و انتہا عالم باللہ اولیائے اَللّٰہُ کی نظر میں ایک ہی شے ہے کہ وہ خدا سے علمِ غیب پڑھتے اور جانتے ہیں۔ جس آدمی پر ظاہر و باطن عیاں ہو جائے اُس کے لئے غیب کچھ بھی نہیں رہتا کہ اُس پر کتاب کی

برکت سے علمِ وارداتِ غیبی جیسا علمِ لاریب کھل جاتا ہے۔ جو کوئی غیب کو غیب میں دیکھتا ہے اُس میں کوئی عیب نہیں اور جس کے سامنے ظاہر و باطن ایک ہو جائے اُس میں بھی کوئی عیب نہیں۔ علمِ غیب پر ایمان لانا اور علمِ غیب کو خاصۂ خدا اور خاصۂ خاصگانِ خدا سمجھنا لازم ہے کہ خاصگانِ خدا انبیا و اولیائے اَللّٰہُ اِسے پڑھتے ہیں کہ یہ علمِ لدنی ہے جس کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اور ہم نے اُسے علمِ لدنی سکھایا۔" علم سراسر قال ہے اور قال میں نفس فربہ اور خوشحال ہے جبکہ خاموشی وسکوت میں معرفت و وصال ہے۔ خاموشی میں بہت سی حکمتیں ہیں اور ہر حکمت میں مشاہدۂ حضوریٔ مع اللہ کی بے شمار حکمتیں ہیں۔ خاموشی سے حضوری نصیب ہوتی ہے اور حضوری سے نفس قید میں آ کر حکم بردار ہو جاتا ہے۔ بے حضور خاموشی عظیم مکر و فریب اور خود فروشی ہے۔ خاموشی عارفوں کی خلوت گاہ ہے۔

ابیات:۔(1) "مَیں نے قبلۂ دل میں لقائے حق کو دیکھا اور خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔"(2) "وہاں قبلہ ہے نہ منزل ہے اور نہ کوئی مقام ہے، وہاں تک رسائی عارفوں کا انتہائی مرتبہ ہے۔"(3) "مَیں عرش و کرسی اور ہر مقام سے گزر کر غرق فنا فی اللہ ہو گیا ہوں جہاں مَیں ہر وقت ذاتِ حق کا نور دیکھتا رہتا ہوں۔"(4) "مَیں نماز میں بارگاہِ حق سے اپنی مناجات کا مفصل جواب سنتا رہتا ہوں کہ عارفوں کو یہ بے حجاب مرتبہ ہردم نصیب ہوتا رہتا ہے۔"(5) "مَیں با حضور نماز پڑھتا ہوں اور حَسْبِیَ اللّٰہُ کی حیرت میں ڈوبا رہتا ہوں۔"(6) "تُو نماز پڑھتا ہے اور تیرا دل دوسرے کاموں میں مصروف رہتا ہے، بھلا ایسی بے حضور نماز کو اللہ بے نیاز کہاں قبول کرتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"حضوریٔ قلب کے بغیر نماز ہرگز نہیں ہوتی۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" نماز مومن کی معراج ہے۔" جس آدمی کو نماز میں معیتِ حق تعالیٰ کی حضوری حاصل نہیں ہوتی، اُسے اپنی مناجات کا مشروح جواب نہیں ملتا،

خطراتِ شیطانی سے خلاصی نصیب نہیں ہوتی وہ مومن مسلمان کس طرح ہو سکتا ہے؟ وہ تو بس حیوانوں کی مثل ہے۔ خاص حضوری والی نماز صرف دل والوں کو نصیب ہوتی ہے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن کو حضوری میں لے جاتے ہیں اور حضورِ حق میں نماز پڑھتے ہیں۔

ابیات:۔(1)" یہ خون اور گوشت کے لوتھڑے کا نام دل نہیں بلکہ دل تو اللہ کے کرم کا ایک نور ہے۔"(2)"دل وجود کے اندر ایک گنجِ الٰہی ہے اور اہلِ دل محمود ہیں کہ اُن کی نمود محمود ذات سے ہے۔"(3)"جو دل خطراتِ دنیا سے بھر جائے وہ شیطان کا گھر بن جاتا ہے اور اہلِ معرفت کا دل نورِ الٰہی سے منور رہتا ہے۔"(4)" دل الطافِ خداوندی کا ایک لطیفہ ہے جو لقائے حق سے مشرف وحدتِ حق کا ایک راز ہے۔"(5)"طالبِ دنیا اہلِ دل ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ بے حیا شرمندہ و روسیاہ ہوتا ہے۔"(6)"اے باھُوؒ! جس کے دل و دم و روح کو یکتائی حاصل ہو جائے وہ صبح شام ایک ہی ذات کے سامنے سجدہ ریز رہتا ہے۔"

نمازِ حقیقی

نماز کے کیا معنی ہیں؟ نماز روزِ ازل سے اللہ تعالیٰ کے فیض و رحمت سے معراجِ ربانی کی حضوری ہے۔ جس وقت مومن مسلمان سجدہ ریز ہوتا ہے بے شک وہ رحمتِ الٰہی کے مدِ نظر ہو کر دائم نماز پڑھتا ہے اور اپنی ہستی کے خول سے نکل کر ہمیشہ لاھوت لامکان میں اللہ تعالیٰ کی حضوری میں غرق رہتا ہے۔ نمازِ وقتی فرض و واجب و سنت و مستحب و قرضِ حسنہ جیسی عبادات کی طرح ایک سعید عبادت ہے جبکہ نمازِ دائمی ذاتِ حق کا باعیان دیدار ہے، وہاں جسم ہے نہ جان ہے بلکہ جثۂ نور کے ساتھ بارگاہِ ایزدی میں دوام حضوری کا سجدہ ہے۔ اس قسم کی نماز صرف اہلِ دل ہی پڑھتے ہیں۔ دل سلیمانی انگشتری ہے جسے اہلِ دل اپنی انگلی میں پہنے رکھتے ہیں جس سے اُن کا قلب قالب بن کر دونوں جہان پر غالب ہو جاتا ہے اور تمام جن و انس اُس کے طالب

مرید بن جاتے ہیں۔ اہل دل و اہل قلب و اہل روح و اہل سِرّ فقط قادری کامل فقیر ہی ہوتا ہے۔

بیت :۔"جس نے میرا چہرہ دیکھا بے شک وہ ولی اللہ بن گیا کہ میرا چہرہ رحمت کے لحاظ سے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ ہے۔"

اہل دل کو دائم حضوری حاصل ہوتی ہے اور اہل روح کو سلطان الفقر کی دائم ملاقات نصیب رہتی ہے۔

بیت :۔"اہل دل جسے دل کہتے ہیں تُو اُسے صاف رکھ کہ اُسی کی صفائی ہی سے اہل دل مجلس مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری سے مشرف ہوتے ہیں۔"

صاحب دل و صاحب مناصب و صاحب مراتب فقیر کو سب سے پہلے مراتب تصرف عطا کر کے اُس کا روزینہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس سے فقیر با جمعیت ہو کر واصل بحق رہتا ہے۔ بعض کو روزینہ کا تصرف اُن کی منشا کے مطابق جنوں سے حاصل ہوتا ہے، بعض کو موکل فرشتوں سے، بعض کو حضرت خضر علیہ السلام سے، بعض کو خلق خدا سے، بعض کو روحانیتِ قبور سے اور بعض کو حضورِ حق سے۔ یہ تصرف دو قسم کا ہوتا ہے، ایک تصرف ذات اور دوسرا تصرفِ صفات۔ تصرفِ ذات کبھی کم نہیں ہوتا۔ اگر تصرفِ روزینہ کم سے کم بھی ہو تو ایک لاکھ اشرفی ہوتا ہے اور زیادہ ہو تو ایک کروڑ اشرفی ہوتا ہے۔ جسے خزانۂ غیب الحق پر اس طرح کا تصرف حاصل نہیں وہ ابھی تک دعوت سے حق رسیدہ نہیں ہو سکا بلکہ ابھی وہ رجعتِ باطل میں قید ہے۔

بیت :۔" تُو تصرف پر تصرف حاصل کرتا جا اور ہر تصرف تجھے فقیرِ کامل کی زبان و کلامؒ سے حاصل ہوگا۔"

ایسا صاحبِ نظر فقیر وہ ہے کہ جس کی نظر میں خاک و سونا برابر ہو۔ یہ راہ علم قال کی گفت و شنید اور جستجو سے حاصل نہیں ہوتی اِس کے لئے تجھے مرشدِ کامل سے معرفتِ وصال طلب کرنی چاہیے کہ مرشدِ کامل جو کہتا ہے اُس کا مشاہدہ بھی کراتا ہے۔ جو آدمی آفاتِ نفس و علائق و حوادث

اہل وعیال وطالب مرید میں گرفتار ہے اور مرشد سے جملہ مطالب کا بھی خواہش مند ہے تو ایسا ہونا تجرید وتفرید 1؎ کے بغیر ناممکن ہے۔ طالب وہ ہے کہ جس کا وجود تصرفِ معرفت اللہ توحید کے لائق ہو۔ اہلِ تقلید کو اس راہ سے آگاہی نہیں کہ اندھے کی آنکھ و نگاہ میں بینائی ہوتی ہی نہیں۔ جو طالب مشتاقِ دیدار ہوا سے امروز و فردا سے کیا واسطہ؟

بیت:۔ ''کعبۂ مقصود اگر ہزار ہا سال کی مسافت پر بھی ہو تو شوق کی راہبری میں یہ نصف قدم بھی دُور نہیں۔''

شناختِ مریدِ ناقص وصادق

شوق مشفق ہے اور اشتیاق تیغِ برہنہ ہے جو ماسویٰ اللہ ہر شے کو قتل کر دیتی ہے کہ ذاتِ حق کے سوا اُسے کوئی شے پسند نہیں آتی کہ حق کی حق ہی سے نمود ہے اور حق ہی سے کشود ہے۔ جو کوئی حقیقتِ حق تک پہنچ جاتا ہے وہ مراتبِ حق الیقین کو پالیتا ہے۔ راہِ فقر میں بعض طالب مرید ناقص رہ جاتے ہیں کہ وہ کشف کرامات، عز و جاہِ دنیا اور تصرفِ درجات کو پسند کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ بعض طالب مرید ناقص رہ جاتے ہیں کہ وہ جنوں اور موکل فرشتوں کی تسخیر اور خام خیالات کے دلدادہ ہو جاتے ہیں۔ بعض طالب مرید ناقص رہ جاتے ہیں کہ وہ ذکر فکر و مراقبہ کے ذریعے لذّتِ ناسوت یا لذّتِ ملکوت یا لذّتِ جبروت یا لذّتِ لاھوت یا لذّتِ الہامِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو فقر فنا فی اللہ کی انتہا سمجھ بیٹھتے ہیں۔ بعض طالب مرید ناقص رہ جاتے ہیں کہ وہ اپنی ہی صورت سے جواب باصواب کے وہم و خیال کو قرب اللہ حضوری کا وصال سمجھ بیٹھتے ہیں۔ بعض طالب مرید ناقص رہ جاتے ہیں کہ وہ مقامِ تجلیات میں آکر اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کے احوال کا

1؎:۔ تجرید وتفرید = جملہ علائق خلق سے جدا ہو کر تنہائی اختیار کر لینا حتیٰ کہ اپنی ذات کی بھی نفی کر دینا۔ یہ تنہائی و علیحدگی جسمانی نہیں بلکہ قلبی ہوتی ہے کہ دنیا سے جسمانی قطع تعلق اسلام میں جائز نہیں۔

تماشا دیکھنے میں محو ہو جاتے ہیں۔ بعض طالب مرید ناقص رہ جاتے ہیں کہ وہ تمام جہان کو مسخر کرنے کے لئے تعویذات کے نقش پُر کرنے، علمِ رمل حاصل کرنے اور اُس سے جنس و مال جمع کرنے کو ہی کامل فقیری سمجھ بیٹھتے ہیں۔ بعض طالب مرید ناقص رہ جاتے ہیں کہ وہ زمین کی طیر سیر، تماشائے عرش و کرسی، مطالعۂ لوحِ محفوظ اور منازلِ آسمان کی طے کو کامل فقر سمجھ بیٹھتے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ ہوائے نفس کی تسکین کا سامان ہے۔ عاقل و باشعور طالب مرید وہ ہے جو ابتدا ہی میں معرفِ قربِ اللہ کی حضوری میں اس طرح غرق ہو جائے کہ اُسے کوئی منزل نظر آئے نہ کوئی مقام۔ بعض طالب مریدوں کا مطلوب و مقصود مرتبۂ محمود ہوتا ہے اور بعض کا مقصود مرتبۂ مردُود ہوتا ہے اس لئے ہر طالب کو چاہیے کہ وہ ظاہر و باطن میں اپنی آزمائش کرتا رہے اور اپنا امتحان ومحاسبہ کر کے دیکھتا رہے کہ آیا اُسے مرتبۂ حضوری حاصل ہے یا وہ مرتبۂ دُوری میں بھٹک رہا ہے؟ اُسے قربِ رحمانی حاصل ہے یا وہ آفاتِ شیطانی ومصائبِ دنیائے پریشانی میں مبتلا ہے؟ فقیر کا ہر الہام و ذکر فکر مذکورِ نورِ حضور میں منظور ہوتا ہے اور وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے مدِّ نظر رہتا ہے اور وہ ہر اُس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اتمامِ توحید ہوتا ہے، وہاں شیطان وفرشتہ وجنات ودنیا کو پہنچنے کی قدرت نہیں۔ یہ ہیں مراتبِ سلطانی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" فقر جب مراتبِ کمال پر پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔" فقیر کا تمام معدہ سرتک نورِ معرفت سے پُر ہوتا ہے۔ عام آدمی کا پیٹ دیگ کی مانند ہوتا ہے، فقرا کا پیٹ کانِ نور ہوتا ہے، اُن کا سینہ صدف ہوتا ہے اور اُن کا دل بے بہا انمول موتی ہوتا ہے۔ اُس کی خرید وفروخت کے لئے خریدار کو حق شناس ہونا چاہیے جو خود کو فی اللہ ذات میں اس طرح غرق کرے کہ اُسے موت وحیات اور اسم وجسم بھی یاد نہ رہے، وہ اِس قدر صاحبِ نظر ہو کہ ماضی حال ومستقبل کی آنے والی آفات اور بلاؤں کو اپنی نگاہ میں رکھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" فقر دنیا کی طرف راغب ہوتا ہے نہ آخرت پر راضی ہوتا ہے، وہ فقط مولیٰ سے مولیٰ ہی کی کفایت چاہتا ہے۔"

ابیات :-(1)" فقر سے مَیں نے ایسا خزانہ پایا ہے کہ سیم وزر کی مجھے حاجت ہی نہیں رہی۔"(2)" میرے دل میں سوائے خدا کے اور کچھ نہیں رہا کہ راہِ فقر میں اوّل فنا ہے اوسط بقا ہے اور آخر لقا ہے۔"

جب کسی طالب کو مرشد تلقین کرتا ہے تو وہ پہلے ہی روز دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو کر فقر و معرفت کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ دیدارِ پروردگار کے چار گواہ ہیں اور چار علوم سے اس کی راہ ہے۔ اوّل یہ کہ جب کوئی دیدارِ پروردگار کر لیتا ہے تو وہ ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔ دوم یہ کہ اہل دیدار کو دنیا و اہل دنیا سے گندگی و مردار کی بدبُو آتی ہے۔ جو آدمی دیدارِ حق کر لیتا ہے وہ کشف و کرامات کے جملہ مقامات سے بیزار ہو کر ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ سوم یہ کہ جو آدمی دیدار کر لیتا ہے اُس کا قلب زندہ اور روح بیدار ہو جاتی ہے۔ چہارم یہ کہ جو آدمی دیدار کر لیتا ہے وہ مستی میں بھی ہوشیار رہتا ہے۔ پہلے وہ لقائے الٰہی سے مشرف ہوتا ہے اور بعد میں ولی اللہ کا خطاب پاتا ہے۔ جو دیدار کر لیتا ہے وہ کچھ کہتا نہیں اور جو کہتا ہے وہ دیدار سے محروم ہوتا ہے۔ بعض لوگ صاحبِ اختیار ہوتے ہیں وہ کچھ کہیں نہ کہیں برابر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا بے شک اُس کی زبان گونگی ہوگئی۔ " یہ دو مراتب اولیائے اللّٰہ کے ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اِس میں اہل تقویٰ کے لئے ہدایت ہے۔" متقی وہ نہیں جو محض مجاہدہ کرتا ہے۔ متقی تو ازل سے ہی ہدایت یافتہ و صاحبِ دیدار ہوتا ہے۔ متقی ہر وقت دیدارِ الٰہی میں غرق رہتا ہے اور اپنے نفس کو ہوا و ہوس اور دنیائے مردار کی طلب سے باز رکھتا ہے۔ بعض اہل تقویٰ قلب کی نظر سے، بعض روح کی نظر سے اور بعض سِرّ کی نظر سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے ہیں اور بعض عارف ہر وقت انوارِ ذات میں غرق ہو کر دیدارِ الٰہی سے مشرف رہتے ہیں۔ وہ جب چاہیں انہیں حضوریٔ حق حاصل ہو جاتی ہے۔ انہیں عارف باللہ فقیر کہتے ہیں۔

شرحِ معرفت

اگر کسی چیز کو تو نے دیکھ لیا یا عقل و دانش سے کسی بات کو سمجھ لیا یا گفتگو سے کسی چیز کو معلوم کر لیا یا مخلوق کی کسی لذت کو چکھ لیا یا حکایت بیانی سے ہر منزل و مقاماتِ ولایت تک رسائی حاصل کر لی تو یہ معرفتِ الٰہی نہیں۔ معرفت کے چار مراتب ہیں:۔ موت سے محبت، مشاہدۂ لقائے الٰہی، حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور انبیا و اولیائے اللہ کی ارواح سے ملاقات۔ نیز معرفت کے چار گواہ ہیں:۔ آگاہ، نگاہ، مرشدِ ہمراہ، رفاقتِ الٰہ۔ نیز معرفت کے چار گواہ ہیں یعنی عمل، علیٰ (بلندی)، عاقبت بالخیر اور عفو۔ معرفت کے چار سیر ہیں یعنی نور حضور، معیتِ الٰہی، ذکر مذکور اور وجودِ مغفور۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "تا کہ اللہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے۔" معرفت کے چار مکان ہیں یعنی مکانِ عیان، مکانِ لاھوت، مکانِ لامکان اور مکانِ فنا فی اللہ ذات۔ عارف جو کچھ دیکھتا ہے حضوری سے دیکھتا ہے، جو کچھ کہتا ہے اُس کی ہر بات کنہٗ کن کی حضوری سے ہوتی ہے اور جو کچھ سنتا ہے حضوری سے سنتا ہے۔ عارف کی توجہ قرب اللہ دوام سے ہوتی ہے کہ دونوں جہان عارف کی قیدِ تمام میں ہوتے ہیں۔ معرفت پہچان کو کہتے ہیں اور پہچان پا لینے سے ہوتی ہے۔ جس نے پا لیا اس نے دیکھ لیا اور جس نے دیکھ لیا اُس نے پا لیا پھر وہ خود درمیان میں نہ رہا۔

بیت:۔ "مَیں سر و چشم کے بغیر اُسے ہر طرف دیکھتا ہوں اور بے زبان اُس سے ہم کلام ہوتا ہوں۔ یہی انتہائے فقر ہے۔"

اس مقام پر بعض عارف نفس کے ساتھ قدرتِ نفس سے، قلب کے ساتھ قدرتِ قلب سے، روح کے ساتھ قدرتِ روح سے، سرّ کے ساتھ قدرتِ سرّ سے، نور کے ساتھ قدرتِ نور سے اور دم کے ساتھ قدرتِ دم سے ہم کلام ہوتے ہیں جس سے نفس کو نفس سے الہام ہوتا ہے،

قلب کو قلب سے اعلام ہوتا ہے، روح کو روح سے پیغام آتا ہے اور سِرّ کو سِرّ سے اوہام ہوتا ہے۔ یہاں پہنچ کر فقیر پر معرفت وحدانیت کا اتمام ہو جاتا ہے۔ اگر راہِ فقر کے سالکوں کو ظاہر و باطن میں قربِ الٰہی کی یہ راہ حاصل نہ ہوتی تو تمام سالک اولیائے اَللّٰہُ گمراہ ہو جاتے۔ مردہ تن و زندہ جان شہدا، چشمِ عیاں سے دیکھنے والے اہل نظر غوث و قطب، ابدال و اوتاد، ہوا اور جملہ موکل فرشتے اور جن اور انبیا و اولیائے اَللّٰہُ کی ارواح کے ہزاراں ہزار کروڑ ہا بلکہ بے شمار لشکر ظاہر باطن میں ہر وقت فقیر کی رفاقت میں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے فقیر بادشاہِ جہان پر غالب ہوتا ہے۔ جس فقیر کی نظر ہر وقت حساب گاہِ قیامت پر لگی ہو وہ مرتبۂ بادشاہی اختیار نہیں کرتا۔ آہ، آہ، آہ۔ جو جتنا زیادہ عارف ہوتا ہے اُتنا ہی زیادہ عاجز ہوتا ہے، کبھی وہ حالتِ رجا میں ہوتا ہے اور کبھی حالتِ خوف میں ہوتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اور تحقیق تم آئے ہمارے پاس اکیلے جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ " ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ " پس دوڑو اللہ کی طرف۔" یہ کشف الارواحِ القبور کے مراتب ہیں جن کے لئے نفسانی طالب نفس سے ذکر فکر کرتا ہے، قلبی طالب دائمی ذکر فکر سے نورِ حضور اخذ کرتا ہے، روحانی طالب دائمی ذکر فکر سے نورِ حضور اخذ کرتا ہے، روحانی طالب غرق فنا فی اللہ ہو کر احوالِ قبور پر نظر رکھتا ہے اور سِرّی طالب عین بعین نور بنور مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ ہیں مراتب ایک باطن آباد قادری عارف کے۔ اِن مراتب پر پہنچ کر بعض عارفوں کو مقامِ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ[1] کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے جس سے روحانی قبر سے نکل کر دست مصافحہ کرتا ہے اور ماضی و مستقبل کے احوال بتلاتا ہے لیکن باجمعیت مرتبہ یہ ہے کہ انسان خطرات وخلل سے آزاد ہو جائے اس لئے بعض اولیائے اَللّٰہُ کشف کے اِن مراتب کو مراتبِ نجومی کہتے ہیں۔ بعض اس مقام پر قُمْ بِاِذْنِیْ[2] کہہ دیتے ہیں اور مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفر ہے لیکن قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ اور

---

[1]:۔ ترجمہ = اُٹھ اللہ کے حکم سے۔ [2]:۔ ترجمہ = اُٹھ میرے حکم سے۔

فَمْ بِاِذْنِیْ کی اصل قرب دم سے ہے، حضرت عیسیٰ روح اللہ کے دم سے یا حضرت آدم صفی اللہ کے دم سے یا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے دم سے یا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دم سے یا حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے دم سے یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم سے۔ جب یہ جملہ دم جمع ہوتے ہیں تو وہ ایک دم بن جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔" وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ [1]۔" اور یہ قدرتِ سرِّ الٰہ ہے۔

بیت:۔"دم ہوا ہے نہ پھونک ہے نہ نظر ہے بلکہ دم تو قدرتِ امرِ حق ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" بے شک مَیں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔" مراتب دم ہوا سے ہیں جو روح کی آواز ہے اور روح کی آواز تسبیح ہے۔ یہ مراتب ہیں صحیح انسان کے۔

ابیات:۔(1) " خود پسند آدمی مقامِ حق سے بے خبر رہتا ہے، اگر وہ مردہ زندہ کر سکتا ہو تو بھی خام ہے۔" (2) " مردِ کامل جب مردے کو زندہ کر دے تو وہ ازل و ابد و قیامت تک قبر میں زندہ رہتا ہے۔" (3) " باھُوؒ مردے کو لقائے حق کی خاطر زندہ کرتا ہے اور جسے لقائے حق نصیب ہو جائے وہ کبھی مرتا نہیں۔" (4) " باھُوؒ مردے کو حاضراتِ اسم اللہ ذات سے زندہ کرتا ہے جس سے اُسے حیاتِ مع اللہ نصیب ہو جاتی ہے پھر وہ مرتا ہرگز نہیں۔"

یہ مراتب اہلِ نور عارف باللہ عاشق فقیر کے ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اہلِ نور عارف باللہ عاشق فقیر ہیں کہ آپ کا وجود مبارک اللہ کے نور سے پیدا ہوا اور تمام عالم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے پیدا و ہویدا ہوا۔ انسان کی اصل یہی نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسے عمل کے مطابق نفس، احوال کے مطابق قلب اور وصال کے مطابق روح کا خطاب ملا۔ جب نفس و قلب و روح تینوں ایک ہی وجود میں ڈھل جاتے ہیں تو وہی ایک نور ظاہر ہو جاتا ہے جسے انسانِ کامل کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" عقل انسان کے اندر سوتی

[1]:۔ ترجمہ = اور مَیں نے پھونکی اُس میں اپنی روح۔

نہیں اور انسان اللہ رحمٰن کا آئینہ ہے۔" جس کی عقل بیدار ہو وہ کلی طور پر مشرفِ دیدار رہتا ہے۔ جس نے یہ مرتبہ پالیا وہ جمعیت و یقین و اعتبار سے سرفراز ہو گیا۔ جس نے دیکھا نہ پایا وہ وحشت میں آکر سرگرداں و بے قرار و فرار ہو گیا۔ یہ مراتب موت سے زیادہ سخت ہیں۔ الٰہی! ہمیں اور تمام مسلمانوں کو وحشت کے ان مراتب سے محفوظ رکھ کہ یہ مردُود و گمراہ اشتیاق ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ جان لے کہ ہزار ہا مرشدِ خام سے مرشدِ کامل کی ایک نگاہ بہتر ہے کہ وہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچاتی ہے۔ طریقۂ خام میں بدعتِ شیطان ہے اور طریقۂ شریعت میں قربِ رحمٰن ہے۔ آخر انتہا و نہایتِ کامل کیا اور کیسی ہے؟ انتہائے کامل یہ ہے کہ اُسے دنیا و آخرت میں دائمی حضوری اور مشاہدۂ معراج حاصل رہے اور وہ بے غم و لا یحتاج رہے۔ کامل کے ساتوں اندام نور ہوتے ہیں، اُسے توجۂ حضور اور تصرفِ قبور حاصل ہوتا ہے اور وہ تصورِ اسم اللہ ذات سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہوتا ہے۔

ابیات (1):۔" راہِ حق میں جو جان سے گزرتا ہے وہ لقا حاصل کرتا ہے اور جو اپنی جان محبوب کے حوالے کرتا ہے وہ بقا حاصل کرتا ہے۔" (2) " اگر دیدارِ خداوندی ممکن نہ ہوتا تو اولیاً اللہ معرفتِ قربِ خداوندی سے محروم رہتے۔" (3) "جو اُسے دیکھ لیتا ہے اُس پر حقیقتِ ذات عیاں ہو جاتی ہے، ایسے عین بعین اہلِ نظر دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں۔"

دیدارِ الٰہی کی لذت، معرفتِ الٰہی کی لذت، قربِ الٰہی کی لذت، شوق و اشتیاقِ الٰہی کی لذت، ذکر فکر مراقبۂ فنا فی اللہ بقا باللہ کی لذت اور تصرف تصور توجۂ تفکرِ اِلَّا اللّٰهُ کی لذت دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔ تفکرِ حضوری اور مشاہدۂ انوارِ دیدار کی یہ لذت غیر فانی و باقی ہے اور لذتِ نفس و دنیا اگرچہ اُس میں ملکِ سلیمانی کا تصرف بھی شامل ہو فانی ہے۔

پس مردِ کامل وہ ہے کہ جس کی نظر مراتبِ "کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ [1]" یا مراتبِ "یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ [2]" پر لگی رہے۔ایسا ناظر عارف ہر وقت روتا رہتا ہے مگر کبھی ہنس بھی لیتا ہے۔مرشدِ کامل طالب اللہ کو پہلے ہی روز ہر ایک لذت حاضراتِ اسم اللہ ذات سے کھول کر دکھا دیتا ہے تا کہ اُس کے دل میں کوئی حسرت وغم باقی نہ رہے اور وہ نگاہِ فقر میں غنی و لا یحتاج فقیر بن جائے۔ آٹھ ہزاری امراَو بے حیا بادشاہ کو دنیوی بادشاہی کی لذت معرفت وقربِ الٰہی سے دور رکھتی ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ اور اُن جیسے چند اور بادشاہوں نے یک بارگی بادشاہی کو چھوڑ اور معرفت قرب وفقرِ ہدایت کی انتہا تک جا پہنچے اور لوٹ کر بادشاہ و بادشاہی کا منہ تک نہ دیکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"ترکِ دنیا تمام عبادات کی جڑ ہے اور حبِّ دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔" جو لوگ عبادتِ حق سے کنارہ کش ہو کر خطرات سے پُر باطل دنیا سے اخلاص رکھتے ہیں وہ مومن مسلمان کس طرح ہو سکتے ہیں، وہ تو جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ ہر پیر و مرشدِ کامل پر فرضِ عین ہے کہ طالب مرید اُس سے جو تصرف بھی مانگے وہ اُسے سلطان العارفین حضرت سلطان بایزید مرشد کی طرح عطا کر دے تا کہ طالب جمیعت و یقین سے بہرہ ور ہو سکے۔

بیت:۔ "طالبِ حق حق طلب اور وحدتِ فقر کا طالب ہوتا ہے جیسا کہ طالب باطل سیم و زر طلب کرتا ہے۔"

سن! حضوری ایک راہ ہے جس کی ابتدا معرفتِ قربِ الٰہی ہے اور بے حضوری سراسر راہزن وفتنہ و گناہ ہے کہ بے حضوری حبِّ دنیا سے ہوتی ہے اور حبِّ دنیا سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور دنیا کی عمارات و باغیچے و روضے و خانقاہیں توحید و مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت

---

[1]:۔ ترجمہ = وہ ہر روز ایک نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ [2]:۔ ترجمہ = اُس دن انسان اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنے دوست اور اپنے بیٹے سے دُور بھاگے گا۔

دُور لے جاتی ہیں۔ فقرا اُسے کہتے ہیں جو عزو جاہ کا طالب ہو نہ عمارت و روضہ و خانقاہ و سجادہ نشینی کا خواہش مند ہو اور نہ وہ خود کو دائم زندہ جاوید سمجھنے والا ہو بلکہ فقیر وہ ہے جو موت سے ڈرے نہ موت کا غم کھائے اور نہ وہ زندگی کے عیش و منصب پر فرحت و خوشی منائے کیونکہ فقیر مراتبِ موت وحیات سے بے نیاز نور بنور فنافی اللہ ذات ہوتا ہے۔ مراتبِ فقر کے لئے علمِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ لازم ہے اور عالمِ نور کے لئے علمِ توحیدِ حضور کا مطالعہ لازم ہے۔ ایسے عالم فقیر کو دور مدور حافظِ ربانی یا دور مدور حافظِ محمدی حقانی کہتے ہیں۔ ایسے فقیر کا قدم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہوتا ہے، دم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دم سے متصل ہوتا ہے، نفس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نفس سے متصل ہوتا ہے، قلب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب سے متصل ہوتا ہے، روح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح سے متصل ہوتی ہے، سرّ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرّ سے متصل ہوتا ہے، نور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے متصل ہوتا ہے اور نور حضور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور حضور سے متصل ہوتا ہے۔ ایسا عارفِ نظار جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یک وجود ہو کر اپنی جان قربان کر دیتا ہے تو اُسے قبر و جثہ و نفس کی حاجت نہیں ہوتی۔ جو کوئی اِن صفات سے متصف ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاک بوسی کرتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یار بن جاتا ہے۔

بیت :۔ ” طالبوں کا ہر مطلب لقائے حق سے پورا ہوتا ہے اور اُن کا ہر مطلب معیتِ خدا سے پورا ہوتا ہے۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔ ” جسے مولیٰ مل گیا وہ مالکِ کل ہو گیا۔“

اہلِ حیا یار ہے اور بے حیا اغیار ہے۔ اہلِ معرفت عالم یار ہے اور جاہل بے معرفت اغیار ہے۔ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یار ہے اور کفر و کاذب دشمن اغیار ہے۔ قلب و روح یار ہے اور نفس و ہوا اغیار ہے۔ پس ہر دوست و دشمن کی پہچان عاجزی و آزمائش کے وقت

اُن کی دستگیری سے ہوتی ہے۔ نانی (مطلب پرست) و زبانی یار کا کیا اعتبار؟ صحیح جانی و زبانی دوست کا شعار یہ ہے کہ وہ پورے وجود کے ساتھ ہم دم و ہم درد ہو۔ اغیار اور ہے اور یار اور ہے، گلزار اور ہے اور خار اور ہے، ہر چند کہ صورت میں ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن ماہی اور ہے اور مار اور ہے۔ عمر ریت کی مثل ہے، وجود شیشے کے برتن کی مثل ہے اور دم آورد برد کی مثل ہے۔ ان مراتب کو سمجھنے کے لئے چشمِ بینا چاہیے اور چشمِ بینا کو وہ چشم بینا کھولتی ہے جو اس معمۂ چشم کو کھول کر دکھانے کی قدرت رکھتی ہو۔ یہ رمز ایسا ہے جسے صرف اولیائے اللہ ہی جانتے ہیں۔

ابیات:۔(1) ''آپ کے قدموں کی خاک دھول بن کر ہماری آنکھوں سے یوں متصل رہتی ہے جیسے گھڑی کے شیشوں کے ساتھ متحرک ریت متصل رہتی ہے۔''(2) ''باھوؒ ایک ہی نگاہ میں ہر ایک کو پہچان لیتا ہے کہ کامل کو راہ پیمائی کی حاجت نہیں ہوتی۔''

آخر فقیرِ کامل کی انتہا و ابتدا کیا ہے کہ جس میں وہ ریاضت طاعت کے بغیر گھڑی بھر میں ہی تمام مقصود حاصل کر لے؟ تیری جو حاجت بھی ہو فقیرِ کامل درویش سے مانگ لے۔ طالب کو چاہیے کہ وہ اپنی تمام توجہ راہِ طلب یا قربِ الٰہی پر رکھے نہ کہ مرشد کے اعمالِ نیک و بد پر۔ مرشد کی نظر و نگاہ دوکاندار کی مثل ہے اور گاہک کا مقصود دوکاندار سے سودا سلف لینا ہے۔ اُسے دوکاندار کے کفر و اسلام سے کیا واسطہ؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا قول مبارک ہے:۔ ''حکمت مومن کی گم شدہ متاع ہے جسے وہ ضرور حاصل کرے خواہ وہ کسی کافر ہی سے ملے۔'' جس مرشد پر رجوعاتِ خلق اور نفس و شیطان کا غلبہ ہو جائے وہ گناہوں میں ڈوب کر شرمندگی اُٹھاتا ہے۔

بیت:۔ ''طالب وہ ہے جس کا دل و جان صاف ہو، اُس کے لئے مرشد ایک ہی ہونا چاہیے نہ کہ وہ مختلف مرشدوں کے پاس چکراتا پھرے۔''

ہر دروازے پر جانا کتوں کا کام ہے یا بے اعتقاد و بے نصیب و بے جمعیت و پریشان طالبوں کا۔ ایسے طالبوں کا علاج کیا ہے؟ اُس کا علاج یہ ہے کہ مرشد پہلے اُسے دنیائے مردار کے

تصرف میں غرق کر دے تا کہ وہ مردے کی مثل ہو جائے، پھر اُسے غسل دے کر پاک کرے اور معرفت ِدیدار سے مشرف کر دے۔ جس مرشد کو یہ توفیق حاصل نہیں اُسے راہِ فقر کی تحقیق حاصل نہیں۔ مرشد کو عقدہ کشا ہونا چاہیے۔ جب طالب کے اعتقاد کا عقدہ کھل جاتا ہے تو مرشد لحظہ بھر میں اُس کے جملہ مطالب کھول کر دکھا دیتا ہے۔ بے شک مرشد طالب کو اُس کی جمعیت کی خاطر ہر روز ایک نئی قوت عطا کرتا رہتا ہے تا کہ طالب بے اعتقاد نہ ہو۔

ابیات :۔(1)" تو ہر صبح وشام مرشد کے دروازے پر حاضری دیا کرتا کہ تجھے تیرا ہر مطلب حاصل ہوتا رہے۔"(2)"اگر مرشد تجھے سرزنش بھی کرے تو اپنا سب کچھ اُس کے حوالے کر دے۔"(3)" مرشد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے طالبانِ مولیٰ کو ایسے خزائن عطا کرتا ہے کہ جن سے اُنھیں وحدتِ حق کی معرفت حاصل رہتی ہے۔"

مرشد شہباز ہوتا ہے۔ یہ ناقص چیلیں مرشد نہیں ہیں جو بد عقل اور لومڑی کی طرح حیلہ ساز ومکار ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔"جو پاک وصاف ہے اُسے لے لے اور جو ناصاف ہے اُسے چھوڑ دے۔"

شرحِ دل وقلب وروح وسرّ

دل، قلب، سرّ اور نفس وشیطان یہ سب طالب کے وجود میں باہم ملے ہوئے ہیں جس طرح کہ خون دم وجان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آدمی کا وجود دودھ کی مثل ہے جس میں دہی، لسی، مکھن اور گھی ملے ہوئے ہیں۔ مرشدِ کامل ان میں سے ہر ایک کو اُس کے احوال کے مطابق حل کرتا ہے اور اُنھیں جدا کر کے اپنے اپنے مقام پر رکھتا ہے اور وہ اپنی اپنی بولی بولنے لگتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وجود کے اندر نفس بادشاہ ہے اور شیطان اُس کا وزیر ہے۔ چاہیے کہ نفس وشیطان کے اندر ایسی جدائی ڈال دی جائے کہ پھر شیطان وجود کے اندر داخل نہ ہو سکے۔

جب نفس وشیطان جدا ہو جاتے ہیں تو طالب فوراً مراتب اولیأ پر پہنچ کر معرفتِ خداوندی سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ مرشد ایسا صاحبِ نظر ہو کہ جب وہ توجہ کرے تو طالب کو حضوری نصیب ہو جائے۔

بیت :۔" فقر کی حصول یابی فرض وسنت کی ادائیگی ہی سے ممکن ہے اس لئے تو اس کی ادائیگی کے لیے کوشش کر کہ اہل بدعت مرشد کتے کی مثل ہے۔"

ماسویٰ اللہ کے ہر نقش ونقاش کو دل سے دھوڈال اور اسمِ اَللّٰہُ، اسمِ لِلّٰہِ، اسمِ لَہٗ، اسمِ ھُوْ اور اسمِ مُحَمَّدْ کو دل پر اس طرح لکھ لے کہ جس طرح کاغذ پر سیاہی سے حروفِ سطور لکھے جاتے ہیں تو کاغذ حروف سے جدا ہوتا ہے نہ حروف کاغذ سے جدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح کا تعلق طالب کے وجود اور اسمِ اللہ ذات میں ہونا چاہیے کہ طالب کا وجود اسمِ اللہ ذات کے ساتھ ایسا یکتا ہو جائے کہ جیسے کہ پانی دودھ میں یا نمک طعام میں یا چنگاری آگ میں یا جان جسم میں یا سونا کٹھالی میں۔ ایسے تمام مراتب اُس صاحبِ تصورِ اسمِ اللہ ذات کو حاصل ہوتے ہیں جو تفکر سے اسمِ اللہ ذات کی مشق وجودیہ کرتا ہے۔ الغرض! اگر تُو آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک روئے زمین پر بسنے والے تمام علماءِ عامل وفقراءِ کامل، فرشتوں، عابدوں، زاہدوں اور جملہ جن و انس کی ظاہری و باطنی عبادت کا ثواب جمع کرلے تو صاحبِ تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ایک مرتبہ کے تفکر سے مشق وجودیہ مرقوم کرنے کے ثواب کے برابر نہیں ہو سکتا کہ ایسا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔" اور مَیں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اپنی عبادت کے لئے یعنی اپنی معرفت و پہچان کے لئے۔" معرفتِ تفکر ہی جامع واکمل عبادت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔" گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔" تفکر تین قسم کا ہے، تفکرِ مبتدی ستر سال کی عبادت سے افضل ہے، تفکرِ متوسط ہزار سالہ عبادت سے افضل ہے کہ یہ تفکر حضوریٔ ذات ومشاہدۂ تجلیٔ انوار کا تفکر ہے جس سے طالب

غرق فنافی اللہ ذات ہو کر مشرف دیدار رہتا ہے۔ یہ تفکرِ صفات نہیں کہ جس سے طبقات و درجات زمین و آسمان کی طیر سیر حاصل ہوتی ہے۔

شرحِ اسمِ اَللّٰہُ واسمِ مُحَمَّدٌ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اگر روئے زمین کے تمام دریا و سمندر اور آسمان کی تمام بارش سیاہی بن جائے، زمین کاغذ بن جائے، تمام درخت اور گھاس قلم بن جائیں، تمام جن و انس و فرشتے اور اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کاتب بن کر مشقِ وجودیہ مرقوم اسمِ اللہ ذات کا ثواب لکھتے رہیں تو قیامت تک نہ لکھ سکیں گے۔ مشقِ وجودیہ مرقوم کے مراتب کی قدر اُس وقت معلوم ہوگی جب مرشدِ کامل اسم اللہ ذات کی حاضرات سے طالب اللہ کو معرفتِ توحید کھول دکھائے گا اور طالب اللہ تصورِ اسم اللہ ذات سے لاھوت لامکان میں داخل ہو جائے گا۔

بیت:۔" اپنے جسم کو تصورِ اسمِ اللہ ذات میں اس طرح گم کر دے کہ جس طرح بسم اللہ کی بسم میں الف گم ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" آپ فرما دیں کہ اگر سمندر میرے ربّ کی باتیں لکھنے کے لئے سیاہی بن جائیں تو ضرور ختم ہو جائیں مگر میرے ربّ کی باتیں ختم نہ ہوں گی چاہے ہم اُس کی مدد کو مزید سمندر لے آئیں۔" جو کوئی اسمِ اَللّٰہُ پڑھتا ہے اسمِ اَللّٰہُ ہمیشہ اُس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ مرشدِ کامل کے لئے طالب اللہ کو ایک ہی توجہ سے کیمیائے اکسیر اور قرب اللہ حضوری کا ہر تصرف بخش کر روشن ضمیر و پُر حکمت امیر بنا دینا بہت آسان کام ہے، اُس کے لئے یہ کوئی مشکل و دشوار کام نہیں۔ جس طرح پارہ کیمیائے اکسیر کے عامل کے بغیر نہ تو کشتہ ہوتا ہے اور نہ ہی کھانے کے

قابل ہوتا ہے۔ جس طرح ہزاراں ہزار کیمیا گر اپنا خانہ خراب کر لیتے ہیں لیکن عملِ اکسیر حاصل نہیں کر سکتے اُسی طرح کوئی بھی آدمی فقیرِ کامل نہیں بن سکتا جب تک کہ مرشدِ مکمل اُس کی دستگیری نہ کرے اگرچہ خلق میں وہ معظم و مخدوم ہی کیوں نہ مشہور ہو۔

ابیات:۔ (1) " تُو عامل بن جا یا کامل بن جا تُو اکمل نہیں بن سکتا۔ اگر تُو غوث و قطب بھی بن جا تو پھر بھی ہوا و ہوس کا پتلا ہی رہے گا۔" (2) " فقر اور قربِ حضوری کی راہ الگ ہے کہ اِس میں ذات کا ذات میں اور نور کا نور میں استغراق پایا جاتا ہے۔"

تُو جس منزل و مقام پر بھی پہنچ جائے اگر تُو پانی پہ چلتا ہے تو تُو ایک تنکا ہے اور اگر تُو ہوا میں اُڑتا ہے تو تُو ایک مکھی ہے۔ ایک کامل پیر و مرشد کی نگاہ میں اس قسم کے مراتب محض بازیگری اور شعبدہ بازی ہیں کیونکہ یہ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معرفتِ توحید سے بہت دور اور مطلق حجاب ہیں۔ مرشدِ کامل تو ایک ہی توجہ سے پل بھر میں دونوں جہان طے کرا دیتا ہے۔ جو شخص دونوں جہان کا تماشا اپنے ناخن کی پشت پر یک بارگی دیکھ سکتا ہے اُسے پڑھنے لکھنے اور اُنگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ مراتب حاصل کرنا بھی بہت آسان ہے۔ یہ کوئی مشکل و دشوار کام نہیں ہے۔ تو ان مراتبِ بازی گری کا خریدار نہ بن، اگر بنتا ہے تو تُو بیل و گدھا ہے۔ پس علمِ معرفت اور توحیدِ الٰہی کی راہ کون سی ہے جس میں مطلق حضوری قرب اللہ ہے۔ یہ تصورِ نور کی راہ ہے۔ تصورِ نور کسے کہتے ہیں اور کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ تصورِ نور مرشدِ جامع سے حاصل ہوتا ہے۔ مرشدِ جامع کیا کرتا ہے؟ مرشدِ جامع تصورِ اسم اللہ ذات سے مشاہدۂ حضوری کراتا ہے۔ مشاہدۂ حضوری سے طالب کیا دیکھتا ہے، کیا پاتا ہے اور کسے شناخت کرتا ہے؟ ذاتِ حق کو دیکھتا ہے، اُس کی عنایت کو پاتا ہے اور اُس کی ولایت کو شناخت کرتا ہے جہاں مطلق ہدایت ہے جس کی کوئی حد ہے نہ حساب اور نہ اُس کی سمائی کسی کے وہم و فہم میں ہے۔ وہ ایسا مکان ہے کہ جسے صرف وہ آدمی جان سکتا ہے جو وہاں تک پہنچ کر جسم و جان سے آزاد ہو جاتا ہے اور مشرف نور

ہو کر نور بن جاتا ہے۔

یاد رکھ کہ انسان کو عبادت و آزمائش کے لئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ نفس پروری اور دنیوی لذات و آسائش کے لئے اور نہ ہی حصولِ روزی معاش، عیش و عشرت اور کھانے پینے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اِس ہوس کو دل سے نکال دے، یہ شیطانی حجت و حیلہ ہے اِسے چھوڑ دے اور اپنا رُخ معرفتِ مولیٰ کی طرف کر لے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"بے شک مَیں نے یکسو ہو کر اپنا رُخ اُس ذاتِ برحق کی طرف کر لیا ہے جس نے زمین اور آسمان کو درست ڈھب پر بنایا ہے اور مَیں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

ابیات:۔(1) " الٰہی! ہم نے اپنا رُخ تیری طرف کر لیا ہے کیونکہ تُو نے ہی ہم سے فرمایا ہے کہ مَیں تمہارے بہت قریب ہوں۔"(2)"اُس نے اپنے اِس فرمان سے ہم پر رحمت و کرم کا الہام فرما دیا ہے، اب جو اُس کی وحدت تک پہنچ جاتا ہے وہ ہر غم سے آزاد ہو جاتا ہے۔"

صاحبِ نظر عارف کا وہ کون سا عظیم و بلند تر مقام ہے کہ جس سے وہ طالب اللہ کو پل بھر میں ایک ہی نگاہ سے فقر و ہدایت کے کمال تک پہنچا دیتا ہے؟ وہ تصورِ نور و قربِ حضور کا مقام ہے۔ آخر ابتدائے تصور کیا ہے؟ تصور کیا چیز ہے اور متوسط تصور کسے کہتے ہیں؟ تصور ایک توفیق ہے جس سے صاحبِ تصور جس طرف بھی متوجہ ہوتا ہے تصور اُسے وہاں پہنچا دیتا ہے۔ اگر وہ غیب الغیب خدا کا تصور کرتا ہے تو بے شک تصور اُسے خدا کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے یا خدائے پاک کو صاحبِ تصور پر مہربان کر دیتا ہے۔ تصور حضوریٔ قربِ الٰہ بخشنے والا عمل ہے۔ صاحبِ تصور کو راہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ راہ میں راہزنی کی بے شمار آفات ہوتی ہیں، آہ! آہ! آہ!۔ اے ناقص احمق! مرشد سے نظر نگاہ کی حاضرات و ناظرات کا تصور طلب کر۔ صاحبِ تصور جب تصورِ باطن سے کسی شخص کی صورت کو اپنے تصرف میں لاتا ہے تو خواب یا مراقبہ یا استخارہ یا عیاں نظارہ سے اُس کو باطن میں تعلیم دیتا ہے یا تلقین کرتا ہے اور بعد میں اُس

کے روبرو ہو جاتا ہے اور باطنی تصرف سے اُس پر ظاہری تصرف کرتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ وہ تصور میں عامل ہے۔ صاحبِ تصور اپنی توجہ سے حجاب اُٹھاتا ہے جس سے اعتبار قائم ہو جاتا ہے۔

شرحِ یقین

یقین ایک علم ہے جس کا عالم صاحبِ یقین اور جاہل بے دین ہوتا ہے۔ علمِ یقین تین قسم کا ہے اور اُس کے تین نام ہیں۔ اوّل علم الیقین، علمی یقین علما کو حاصل ہے۔ دوم عین الیقین، یہ مجذوبین کا مرتبہ ہے، اِس مرتبہ پر وہ اپنے جان وتن سے بے خبر ہو کر عین بعین ذات کو دیکھتے ہیں اور خود کو زیروزبر کی دید سے باز رکھتے ہیں۔ سوم حق الیقین، یہ محبوبیت و مرغوبیت کے عجائب کا مرتبہ ہے جو طالبانِ مولیٰ کو اُن کے ہر مطلوب تک پہنچاتا ہے کہ علمِ حق الیقین حق کو حق سے ملاتا ہے۔ صاحبِ مراتب حق الیقین نگاہِ حق سے حق دیکھتا ہے، حق پاتا ہے اور حق جانتا ہے، وہ اپنی ہستی کو درمیان سے ہٹا کر خود کو فنا کر دیتا ہے۔ مرشد کامل سب سے پہلے طالب کو تجرید کے ذریعہ آزمائش و امتحان میں ڈالتا ہے تاکہ اُسے جمعیت نصیب ہو جائے اور پھر اُسے اسمِ اللہ ذات کی حاضرات سے تمام مردہ و زندہ جن و انس اور فرشتوں کا تصرف بخشتا ہے جس سے وہ ہر ایک کے احوال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ نیز مرشد اُسے جملہ انوارِ تجلیات کا مشاہدہ کراتا ہے جس سے طالب مرید کا مرتبۂ یقین درست ہو جاتا ہے۔ فرمایا گیا ہے :۔ "صادق مرید وہ ہے جس کی کوئی حاجت نہ ہو۔" جس نے بھی معرفتِ الٰہی یا کوئی اور خزانہ پایا وہ فقیر سے نہیں بلکہ فقر سے پایا اور فقر ہی کو اپنا رفیق بنایا۔ فقیر اور فقر میں کیا فرق ہے؟ صاحبِ فقر کو ہمیشہ مشاہدۂ حضوری کا ذائقہ نصیب رہتا ہے اور فقیر ہمیشہ فاقہ کشی کا مجاہدہ کرتا رہتا ہے۔

شرحِ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تمام اُمت کی حیات و زندگی اور تمام محبت جو ہر ایک اُمتی کے مغز و پوست میں جاری و ساری ہے اُس کا دارو مدار حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہے۔ جو کوئی حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قائل نہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردہ سمجھتا ہے اُس کے منہ میں مٹی، دنیا و آخرت میں اُس کا منہ کالا، وہ شفاعتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محروم ہے۔ وہ منافق و کاذب ہے۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''کاذب آدمی میرا اُمتی نہیں۔'' وہ بد بخت علمِ تصوف و طریق تصرف سے بے خبر زندیق ہے کہ انبیا و اولیاے اللّٰہ کی موت اُن کا مرتبۂ معراج اور مشاہدۂ حضوری ہے کیونکہ موت کے بعد انبیا و اولیاے اللّٰہ کو سیرِ درجات میں ترقی اور دائمی زندگی حاصل ہوتی ہے جس سے وہ ہمیشہ زندہ ہی زندہ رہتے ہیں اور بندے اور ربّ کے درمیان دونوں جانب تعلق قائم رکھتے ہیں اس لئے جب بھی کوئی آدمی پورے اخلاص و یقین کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کرتا ہے اور یا رسول اللہ کہ کر فریاد کرتا ہے تو بے شک آپ جمیع لشکرِ اصحابؓ اور امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ اُسی وقت حاضر ہو جاتے ہیں اور فریادی چشمِ بینا سے اُن کی باعیاں زیارت کرتا ہے، اپنا سر اُن کے قدموں پر رکھتا ہے اور اُن کے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتا ہے لیکن بے اخلاص و بے یقین آدمی اگر رات دن دوگانہ پڑھتا رہے تو بھی اپنی خودی کے حجاب میں گرفتار رہے گا مگر مرشدِ کامل اپنے طالب کو باطنی توفیق کی راہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اِس حقیقت کو مردہ دل احمق کیا جانے؟ خواہ وہ تمام عمر مطالعۂ علم ہی میں مشغول رہے۔

جان لے کہ مرتد و مردود طالب مرید جسے کسی حال میں بھی اعتبار نہ آئے اور اپنے پیرو مرشد کے کہنے پر معرفت اللہ وصال اور حضوریٔ جمال کا یقین نہ کرے تو ایسے مرتد و مردود طالب کے اِس مرض کا علاج کیا ہے؟ ایسے بے یقین و بے دین طالب کے مرض کی شافی دوا یہ ہے کہ اُسے حضوری بخش کر لقائے الٰہی سے مشرف کر دیا جائے، اِس موقع پر اگر وہ یقین سے دیکھے گا تو اپنے حال پر قائم رہ کر صاحبِ وصال ہو جائے گا ورنہ جذب خوردہ ہو کر معارض زوال یا طلبِ دنیا میں گرفتار ہو جائے گا اور زن مرید و نفس پرست و خود نما ہو جائے گا۔ خبردار! راہِ فقر میں وہ شخص قدم جما سکتا ہے جو پیر و مرشد کو اپنا پیشوا و وسیلہ بنا کر توشۂ یقین سے دامن بھر لے۔ پیر و مرشد ایسے طالب کی نگہبانی ایسی ہوشیاری سے کرتا ہے کہ جس طرح ایک شیر خوار بچے کی ماں اُس کی نگہبانی کرتی ہے اور یہ تو تسلیم شدہ بات ہے کہ بچہ آخر بچہ ہے خواہ وہ کسی نبی ہی کا بچہ ہو۔ جسے اِس راہ کا درد نہیں وہ مرد نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "طالبِ دنیا مخنث ہے، طالبِ عقبیٰ مؤنث ہے اور طالبِ مولیٰ مرد مذکر ہے۔"

اگر طالب مرید قادری سات دن تک دل پر ضرب لگا کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر کرتا رہے تو اُس کے ساتوں اندام ذاکر بن جائیں گے اور وہ سر سے قدم تک نوری نور بن جائے گا اور ایک ہفتہ کے بعد اُسے دائم مشاہدۂ حضوری حاصل ہو جائے گا۔

بیت:۔ " معرفتِ الٰہی کے مدعی وہ طالب شیطان صفت ہوتے ہیں جن کے دل میں محرومیٔ دنیا کی شکایت ہوتی ہے اور زبان پر معرفتِ الٰہی کی حکایت ہوتی ہے۔"

مرشد کامل طالب کو سب سے پہلے جس علم کی تلقین کرتا ہے وہ علمِ دعوت ہے کہ علمِ دعوت سے طالب کے سارے مطالب پورے ہو جاتے ہیں۔ علمِ دعوت طالب کے لئے عین نما ہے اور اُس کی ہر مشکل کا مشکل کشا ہے۔ علمِ دعوت جمعیت بخشنے والا غالب امر ہے۔ جب کوئی آدمی علمِ دعوت میں عامل کامل ہو جاتا ہے تو کل مخلوق اُس سے گفتگو کرتی ہے، اُس سے اعانت

طلب کرتی ہے اور زبان کھول کر اُس سے ہم کلام ہوتی ہے۔ اگر وہ صحرا میں چلا جائے تو زمین میں اُگنے والی نباتاتی بوٹی اُسے کہتی ہے کہ اے اللہ کے ولی! مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ کہ میں کیمیائے اکسیر کی ترکیب بنانے والی مرکزی بُوٹی ہوں، اگر مجھے تانبے میں ملاؤ گے تو وہ سونا بن جائے گا۔ اگر وہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے بیٹھے تو اسمِ اعظم آواز دے کر اُس سے کہتا ہے کہ اے اللہ کے ولی! مَیں اسمِ اعظم ہوں، تُو میرا ورد کر اور اپنے ہر مطلب کے لئے مجھے پڑھ مَیں تجھے جمعیتِ کل بخش دوں گا۔ جمعہ کے روز نیک ساعت اُسے آواز دیتی ہے کہ مَیں سعید گھڑی ہوں اس وقت تُو جو بات بھی کرے گا وہ کنہ کن سے قبول ہوگی۔ اگر وہ کسی پہاڑ پر چلا جائے تو پہاڑ کی کنکریوں میں سے ایک کنکری کی آواز آتی ہے کہ اے اللہ کے ولی! مَیں سنگِ پارس ہوں، مجھے اِن سنگریزوں سے کوئی واسطہ نہیں، مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ اور لوہے کے ساتھ چسپاں کرو گے تو لوہا میری صحبت سے سونا بن جائے گا۔ جو کوئی قرآن مجید سے قبورِ اولیا پر دعوت پڑھنے کا ایسا علم و عمل اور تصورِ حضور نہیں جانتا وہ احمق ہے کہ علمِ دعوت پڑھتا ہے۔ صاحبِ دعوت لایحتاج ہے اور دونوں جہان کی ہر شے اُس کی قیدی و محتاج ہے۔ علمِ دعوت عاملِ کامل کے لئے معراج ہے اور ناقص کے لئے اِستدراج ہے۔ جو کوئی عنایتِ گنجِ غیبی اور ہدایتِ معرفتِ لاریبی کا طلبگار رہے وہ اُسے مرشدِ کامل سے طلب کرے۔ مرشدِ کامل کو کس علم سے پہچانا جا سکتا ہے؟ مرشدِ کامل نظر و توجہ سے حضوری میں پہنچاتا ہے اور تفکر و تصرف سے واپس لاتا ہے۔ وہ زبان سے کچھ نہیں کہتا اور نہ ہی کچھ پڑھتا ہے، بس خاموش ہی رہتا ہے۔ بعض لوگوں کی خاموشی مکروفریب پر مبنی ہوتی ہے۔ اہلِ مکر کا مراقبہ مردود ہے یعنی اُن کے مراقبے کی بنیاد خطرات پر مبنی ہوتی ہے اور اہلِ معرفت کا مراقبہ محمود ہے یعنی اُن کے مراقبے کی بنیاد ذاتِ حق کے وصال پر ہوتی ہے ۔ اِس راہ میں چشمِ بینا کی ضرورت ہے کہ چشم چشم ہی سے کھلتی ہے اور چشم چشم ہی سے عین کھولتی ہے، وہ عین کہ جس میں معافی ہی معافی اور خوف و غم سے آزادی ہے۔ یہ کامل عنایت عاشقوں کو ہدایت (ابتدا) ہی سے

حاصل ہے مگر نہایت (انتہا) میں قید ہے۔ جو آدمی خود کو استغراق فی اللہ میں لے جاتا ہے اُسے نہایت و بدایت یاد نہیں رہتی۔ زاہد خوفِ دوزخ سے رنجور رہتا ہے، عاشق ہمیشہ اشتیاق میں مسرور رہتا ہے، عالم علم پر مغرور رہتا ہے اور فقیر غرق فی النور حضور رہتا ہے۔ یہ ہے راہِ توحید اُس عالم فاضل کے لئے جس نے علما سے تحصیلِ علم مکمل کر لی ہو۔ اِس مرتبہ پر وہ آدمی پہنچتا ہے جس کے ظاہر و باطن پر کوئی کامل فقیر ولی اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے توجہ کر دے۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر ولی اللہ علماؑ کو فیض فضل بخشتا ہے اور علما فقیر کو دیکھتے ہی غضب ناک ہو کر غصہ کرتے ہیں اور حسد کے مارے اُسے دیکھ نہیں سکتے خواہ فقیر صاحب علم و حلم ہو اور قرآن و حدیث پڑھتا ہو۔ اِس کی حکمت کیا ہے؟ علما کہتے ہیں کہ ہم موجِ دریا ہیں، ہم خدا ہیں نہ خدا سے جدا ہیں اور فقراؑ کہتے ہیں کہ ہم دریا ہیں، ہم خدا نہیں مگر دائم بخدا ہیں، ہم خدا سے جدا نہیں۔ پس علماؑ و فقراؑ دونوں برحق ہیں کہ فقیر کی ابتدا علما اور انتہا اولیا ہے۔ کبھی کوئی بے علم آدمی خدا تک نہیں پہنچا اے احمق جاہل بے حیا۔ جاہل اُسے کہتے ہیں جو کسی چیز کو خدا سے بہتر سمجھے۔ ایسے احمق کے لئے نصیحت فضیحت کا درجہ رکھتی ہے۔

ابیات:۔(1) " مَیں غرق فی التوحید ہو کر نورِ ذات میں ڈھل گیا ہوں اور شہرت و ناموری کے شور وغل سے کنارہ کش ہوں۔"(2)"جہاں تک ممکن ہو خود کو نگاہِ خلق سے پوشیدہ رکھ کہ خودنمائی خودفروشی ہے اور خودفروش آدمی عارف باللہ نہیں ہوسکتا ہے۔"

فقیر کے سر پر اللہ کا نام ہے اس لئے اسمِ اَللّٰہُ کی عظمت و عزت کی بنا پر فقیر کا ادب کر خواہ اُس کی تصویر ہی کسی دیوار پر بنی ہوئی ہو۔ علماؑ کے سر پر علم کا نام ہے اور علم کے معنی ہیں بنامِ اللہ جاننا اور پانا۔ سب سے پہلی آیت جو قرآن مجید میں نازل ہوئی وہ اللہ کے نام ہی سے متعلق ہے یعنی "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ اپنے ربّ کے نام سے جس نے مخلوق کو پیدا کیا۔" پس تمام قرآن اسمِ اَللّٰہُ کی شرح و تفسیر ہے۔ جو کوئی اسمِ اَللّٰہُ کو کُنہ کُن سے پڑھتا ہے اُس پر کوئی

چیز اور کوئی علم مخفی نہیں رہتا- ہاں یقیناً فقیرِ کامل کے لئے تمام عالم کو اپنی توجہ، نظر اور توفیق سے باطن میں تحقیق حضوری بخش کر معرفت توحید الّا اللہُ مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچانا، مراتبِ حضوری معرفت وقرب اور باجمعیت گنجِ ولایت وہدایت بخشنا بہت ہی آسان کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے اِن خزائن کو کم حوصلہ وخام طالب مرید کے لیے وجود میں سنبھال کر رکھنا بہت ہی مشکل ودشوار کام ہے کہ خام طالب کا وجود کچے گھڑے کی مثل ہوتا ہے جو اِن خزائن کے بوجھ سے ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے اِس لئے مرشد کامل سب سے پہلے اپنی نظر وتوجہ سے طالب کے وجود کو پختہ کرتا ہے اور بعد میں اُسے حضوری میں پہنچاتا ہے تاکہ وہ سلامت وبرحال رہ سکے-

بیت:-" اگر کوئی خوش ہے تو اُس کی خوشی کا سبب اُس کی اولاد ہے اور اگر کوئی ماں باپ غم زدہ ہے تو اُن کے غم کا سبب بھی اُن کی اولاد ہے-"

قیل وقال اور گفت وشنید کا تمام علم حجابِ اکبر ہے جو معرفتِ معبود سے باز رکھتا ہے اور وجود کے اندر چھپے ہوئے نفسِ امارہ یہود کو مغرور کرتا ہے- جو آدمی یہاں تک پہنچ کر نفس کو چھوڑ دیتا ہے اُسے اپنی خودی وخود پرستی یاد نہیں رہتی- جب کوئی خود فراموشی کے اِس مرتبے پر پہنچتا ہے وہ تمام حقیقت جان لیتا ہے اور عین ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے- پھر اُسے علمِ رسم رسوم کی حاجت نہیں رہتی-

ابیات:-(1)" اے نادان عالم! تُو اپنے علم پر مغرور ہو رہا ہے اور اِس کی وجہ سے تُو اپنے معبود سے نزدیک ہونے کی بجائے دُور ہو رہا ہے-"(2)" اگرچہ تُو ہر روز کشاف وہدایہ کا مطالعہ کرتا ہے لیکن جب تک تُو خواص کی خدمت نہیں کرے گا تو کچھ بھی نہیں جان سکے گا-"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-" قوم کا سردار فقرا کا خادم ہے-" پس کسی اور کی کیا مجال کہ فقرا ودرویشوں کے سامنے دم مارے- جان لے کہ خدائے تعالیٰ قدیم ہے- قدیم کو قدیم زبان سے پکارنا چاہیے، قدیم کو قدیم آنکھ سے دیکھنا اور پہچاننا چاہیے اور قدیم کا قدیم

الہام قدیم کانوں سے سننا چاہیے- قدیم زبان، قدیم آنکھ اور قدیم کان قلب و روح و سرّ ہیں کہ ان سے علمِ تصدیق حاصل ہوتا ہے اور قرآنی آیات کو اقرارِ زبان کے ساتھ پڑھ کر علمِ تصدیق سے اُن کی تحقیق کی جائے- تُو اقرار میں ثابت قدم ہے نہ صاحبِ تصدیق زندہ دم ہے اس لئے تُو روزگارِ دنیا کی خاطر زبانِ گوشت کی تکرار سے بے معرفت علم پڑھتا ہے جو تجھے افسوس و غم و اندوہ میں مبتلا کرتا ہے- اقرارِ زبان اور شے ہے اور علمِ تصدیق اور شے ہے کہ علمِ تصدیق باعیاں مشاہدہ ہے جس سے نفس فنا ہوتا ہے، قلب زندہ ہوتا ہے اور روح بقا حاصل کرتی ہے اور حضوری میں آ کر باادب و باحیا ہو جاتی ہے- جو کوئی ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے وہی عالم باللہ ولی اللہ ہے- جان لے کہ خدائے تعالیٰ قدیم ہے اور قدیم کو قدیم زبان سے یاد کیا جائے اور قدیم زبان ہی سے اُس سے ہم کلام ہوا جائے- قدیم کو قدیم آنکھ ہی سے جانا، پہچانا اور پایا جائے اور قدیم کو قدیم کانوں ہی سے سُنا جائے- قدیم زبان دل ہے، قدیم آنکھ روح ہے اور قدیم کان سرّ ہے- قدیم کانوں میں غفلت کا پنبہ نہیں ڈالنا چاہیے- آنکھیں کھول اور ان قدیم مراتب کو اس آیتِ مبارکہ سے پہچان کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-"اور مَیں تمہاری جان کے اندر ہوں کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟" اس آیت کے مراتبِ باطن کو عارفانِ صادق و صدیق اہلِ توفیق و اہلِ تحقیق و اہلِ تصدیق علمائے ربانی ہی جانتے ہیں- جو آدمی نفس کی قید میں آ کر خطراتِ شیطانی میں گھرا رہتا ہے وہ علمِ باطن کے ان مراتب کو کیا جانے؟ وہ تو مادر زاد اندھا ہے جو قیل و قال کے شور و شر میں ڈوبا رہتا ہے- ایسے مردہ دل اندھے و بے معرفت لوگ ظاہر میں انسان مگر باطن میں حیوان ہوتے ہیں- ان سے کلام مت کرو اور نہ ہی ان کی صحبت اختیار کرو کہ یہ بے حضور و بے وصال لوگ معرفت اللہ سے خالی ہوتے ہیں- یقیناً آخری زمانہ بدتر ہوگا کہ اُس میں اولیائے اللہ غالب فقیر اور عاشق طالب زیادہ پیدا نہ ہوں گے- جو کوئی درویشوں کا منکر ہوگا وہ بے نصیب و پریشان ہوگا- فقیر کے تین مراتب ہیں، پہلا مرتبہ علم کا ہے جس سے اُسے وارث الانبیا کا خطاب دیا گیا

ہے۔ دوسرے مرتبے پر اُس کا خطاب ولی اللہ ہے اور تیسرے مرتبے پر اُس کا خطاب زندہ جان وفرحت الروح ہے۔ اِس مقام پر وہ ساکن لامکان ہو کر حضوری میں رہتا ہے۔ جو نفس رات دن پیر و مرشد کے سامنے حکایاتِ شکایات میں مصروف رہتا ہے پیر و مرشد اُس اہل نفس طالب کو حکایاتِ شکایات سے نکال کر لانہایت میں پہنچا دیتا ہے۔ نفس جب اُس مقامِ نور پر پہنچتا ہے تو صد شکر بجالاتا ہے، طرح طرح کی نعمتیں اور کھانے کھاتا ہے، شیریں دودھ اور شہد پیتا ہے اور تن پر اطلس کا زریں لباس پہنتا ہے۔ تُو اِس پر تعجب مت کر کہ وہ ظاہر باطن میں عاقل و ہوشیار ہوتا ہے۔

بیت :۔ " وہ علم اور ہے جس سے حضوری نصیب ہوتی ہے، وہ علمِ نورِ حضور ہے جس سے شعورِ کل حاصل ہوتا ہے۔"

وہ عجیب غافل لوگ ہیں جو عقلِ جز کی قید میں آ کر علمِ جز کے مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اُنہیں علمِ کل حاصل ہے یا وہ کامل و اہلِ کل فقیر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ فقیر کو ظاہر باطن کے طریق سے ہر علم کی توفیق حاصل ہوتی ہے کہ وہ قرب اللہ حضوری کی تحقیق سے جز میں بھی مشاہدۂ کل کرتا ہے۔ یہ مراتب ہیں اُس لایحتاج فقیر کے جو ایک ہی نظر و توجہ سے تمام خاکِ زمین کو سیم و زر بنا سکتا ہے۔

قطعہ :۔ " مجھے اپنے پیرِ طریقت کی یہ نصیحت اچھی طرح یاد ہے کہ یادِ خدا کے علاوہ ہر شے برباد ہے۔ اللہ تعالیٰ دولت کتوں میں بانٹ رہا ہے اور نعمت گدھوں میں اور ہم بیٹھے مزے سے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں۔"

جان لے کہ فقیر کے لئے یہ مراتب بھی بہت آسان ہیں کہ وہ اپنے جسم سے ایک نیا جسم نکالے اور پھر اُسے واپس اپنے جسم میں لے آئے۔ اپنی ہی صورت کو خود سے نکالے اور خود کو خود سے جنم دے لیکن یہ مراتب بہت مشکل و دشوار ہیں کہ اس صورت کو پہچاننے کے لئے باتوفیق

تحقیق چاہیے۔ جو مرد ہے وہ جان لیتا ہے کہ وہ صورتِ نفس ہے یا صورتِ شیطان ہے یا صورتِ دنیا ہے یا صورتِ خنّاس وخرطوم و وسوسہ وخطرات ہے یا صورتِ وہم وخیال ہے یا وہ صورت مشاہدۂ احوال سے ہے یا وہ صورت علمِ معرفت وصال سے ہے یا وہ صورت استدراج جنات وقہر زوال سے ہے یا وہ صورت لطافت نورِ توفیقِ الٰہی جمال سے ہے یا وہ صورت لوحِ قلب وروح کی تجلی سے ہے یا یہ کہ وہ صورت ذکرِ سلطانی کی ہے جو دریائے دل سے موج کی طرح اُٹھتی ہے یا شعاعِ آفتاب کی طرح نمودار ہوتی ہے یا طوفانِ نوح کی طرح متلاطم ہوتی ہے یا وہ صورت مرشدِ فنا فی اللہ وسیلۂ دیدار کی ہے یا وہ صورت فریب دینے والی دنیائے مردار کی ہے۔ اے مرد! اُس صورت کو اپنے وجود پر اُس کی لذت کی تاثیر سے یا نیک وبد خصلت کی تاثیر سے معلوم کرنا چاہیے اور لاحول، درود شریف، کلمہ سبحان اللہ اور خاصیتِ کنۂ کن سے کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر اُس صورت پر دم کیا جائے تو اگر وہ صورتِ خاص ہے تو ظاہر ہو کر ہم کلام ہو گی اور بر حال رہ کر ہمیشہ رفیقِ وسیلۂ قرب ووصال بنی رہے گی اور اگر وہ صورت زائل ہو کر معدوم ہو جائے تو اُس کا تعلق مقامِ زوال سے ہے۔ یہ مقامِ طریقت ہے، اِس مقام پر بعض طالب مرید دیوانے ومجنون ہو جاتے ہیں، سر وداڑھی منڈوا کر ننگے سر اور ننگے پاؤں پھرتے رہتے ہیں اور بے نوا و بے حیا ہو کر معرفتِ خدا سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بعض بدعتِ شراب نوشی میں مبتلا ہو کر حضوری قرب اللہ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بعض تارکِ نماز ہو کر شرفِ فنا فی اللہ ذات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بعض غلباتِ جذب سے اپنے گلے میں پھندا ڈال کر مر جاتے ہیں۔ بعض دریا میں ڈوب مرتے ہیں۔ بعض آگ میں جل مرتے ہیں۔ بعض شرک وکفر میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جو منہ میں آتا ہے بکتے رہتے ہیں، جو کچھ سامنے آ جاتا ہے کھا پی جاتے ہیں، حرام و حلال کی تمیز نہیں کرتے۔ یہ ہوتے تو ہیں اہلِ الحاد واہلِ فتنہ مایۂ فساد لیکن خود کو کہتے ہیں تارکِ دنیا آزاد۔ لعنت ہو اِس شیطانی ٹولے پر اور ہو جائیں یہ برباد۔ اِس راہ کی بنیاد اور ابتدا تصورِ اسم اللہ

ذات کے وصال پر ہے کہ صاحبِ تصورِ مشق وجودیہ ابتدا و انتہا کے جس مرتبے پر بھی ہو اُس کے جملہ حال و احوال و افعال و اعمال و اقوال قرب و وصال کے تحت ہوتے ہیں- جو آدمی یہ راہ نہیں جانتا وہ ابتدا و انتہا کی ہر حالت میں شریعت کے خلاف چلتا ہے اور زوال میں مبتلا رہتا ہے-

بیت :- " نورِ حق ہر لذت سے باز رکھتا ہے- لذتِ نور وہ ہے جو مشاہدہ حضور سے حاصل ہو-"

معرفتِ نورِ حضور کی لذت دونوں جہان کی لذت سے بہتر ہے کہ یہ روح و جانِ عزیز کے لئے فرحت بخش ہے- جس نے معرفتِ الٰہی کی لذت نہیں چکھی وہ انسان نہیں حیوان ہے بلکہ حیوانوں سے بدتر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بے خبر، غافل اور خوار تر ہے- اے عالمِ عاقل و دانشمند! نفس جیفۂ مردار کی لذت کا طالب ہے، قلب زندگی و بیداری کا طالب ہے اور روح دیدارِ الٰہی کی طالب ہے، تو اِن تینوں میں سے کون سی طلب اختیار کرتا ہے؟ علمِ قرآن فرماتا ہے کہ نفس کو چھوڑ دے، دنیائے مردار کی طرف مت دیکھ، شیطان کو اپنا دشمن سمجھ اور اِن سب سے ہوشیار رہ- حق شناس عالم اور فقیرِ کامل وہ ہے جو شریعت و قرآنِ رحمٰن کے موافق اور دنیا و نفس و شیطان کے مخالف ہے- تجھے اِن میں سے کون پسند ہے؟ تو اس کے جواب میں کہہ دے :- " میرے لئے اللہ ہی کافی ہے، اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس-"

بیت :- " طالبِ وصل ہونا بھی انتہائی تنگ نظری ہے کہ یار جب دل میں مقیم ہو تو ہجر کیا اور وصال کیا؟"

مرشد حاضراتِ اسم اللہ ذات سے فنا فی اللہ ہوتا ہے، حاضراتِ اسمِ محمد سے فنا فی محمد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اور حاضراتِ فقیر شیخ سے فنا فی الشیخ ہوتا ہے- ایسا فنا فی اللہ ولی اللہ صاحبِ معرفت مرشد حضوری کشا و حضوری نما ہوتا ہے- وہ اپنے طالبوں کو ذکر فکر مراقبہ اور ورد وظائف میں ہرگز مشغول نہیں کرتا بلکہ انہیں توجہ توفیق سے یک بارگی حضوری میں

پہنچاتا ہے کہ وہ حضوری کے علاوہ دوسری راہ نہیں جانتا۔

ابیات :-(1) "جس طریقہ میں حضوری نہیں وہ راہزن طریقہ ہے کہ مردِ مرشد طالب کو مجلسِ حضوری میں پہنچاتا ہے۔"(2) "اگر تُو معرفتِ وصال چاہتا ہے تو اپنے جسم کو تصورِ اسم اللہ میں غرق کر کے لازوال ہو جا۔"(3) "جب کوئی مقامِ لِیْ مَعَ اللّٰہِ میں پہنچ جاتا ہے تو وہ اہل تجرید و تفرید ہو کر توحیدِ حق میں غرق ہو جاتا ہے۔"(4) "مَیں نے حضوری مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض و فضلِ حق پایا جس سے میرا وجود نور ہو گیا اور مَیں اُس میں خدا کو دیکھتا ہوں۔" (5)" جو کوئی خدا اور اُس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ کا منکر ہو جاتا ہے وہ مرتد و مردُود ہو کر بدبخت و شقی ہو جاتا ہے۔"(6)"باھُوؒ راہِ خداوندی کا راہنما ہے، اے طالب اگر تُو میرے پاس آئے تو مَیں تجھے لقائے الٰہی سے مشرف کر دوں گا۔"

طالبوں میں سے بدتر و بدبخت و بے اخلاص و بدکار طالب وہ ہے جو مرشد کی خدمت میں بے ادبی کرتا ہے اور اپنی خدمت کے ماہ و سال شمار کر کے خود کو فیض بخشی کا حق دار سمجھتا ہے مگر عمر بھر با ادب نہیں ہوتا۔ ایسا طالب مرتبۂ طلب سے سلب ہو کر اپنے جملہ مطالب سے محروم رہتا ہے۔ مردِ مرشد تصورِ اسمِ اللہ ذات کے نور سے یا قوتِ عمل دعوت قبور سے طالب کو ہر روز ایک نیا مرتبہ و مقام عطا کرتا ہے اور اپنے تصرف سے اُسے بے رنج و ریاضت خزائن معرفت بخشتا ہے۔ جان لے کہ ابتدائے فقر میں طالب فقیر کو دو مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ دولت و نعمت کے جتنے بھی خزائن روئے زمین پر موجود ہیں اُن سب کا تصرف اُسے حاصل ہو جاتا ہے جس سے مشرق تا مغرب، جنوب تا شمال اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام جن و اِنس، وحوش و طیور، موکل فرشتے، دیو اور ملکِ سلیمانی اُس کے حکم کی قید میں آ کر فرمانبردار ہو جاتے ہیں لیکن وہ تمام دنیا و ملکِ سلیمانی کو فانی سمجھتا ہے اس لئے فقیر دنیا کی بادشاہی قبول نہیں کرتا کہ ہزار بادشاہی سے ایک دم بہتر ہے جو توفیق حضوری اور معرفت قرب الٰہی میں گزرے۔

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ طالب فقر فقیر وہ ہے جو اگر چاہے تو پہلے ہی روز کسی مفلس و عاجز گداگر کو توفیق کی ایک ہی توجہ سے ساتوں براعظم کی بادشاہی کی تخت نشینی بخش دے اور پہلے سے موجود بادشاہ کو معزول کر دے۔ اِس قسم کی خدمات اہل حضور فنافی اللہ ذات فقیر کے قبضۂ قدرت میں ہوتی ہیں۔ جس نے بھی لشکر و سپاہ اور رنج و ریاضت کے بغیر خزائن و بادشاہی کا تصرف حاصل کیا کسی اللہ والے فقیر ہی سے کیا اور فقیر ہی کو اُس نے اپنا دائم رفیق بنایا۔ جان لے کہ علمِ کیمیا کا ہنر فقیرِ خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے، وہ جسے چاہتا ہے یہ ہنر دِلا دیتا ہے یا خود عطا کر دیتا ہے۔ یہ مثل مشہور ہے کہ اگر کسی کے دل میں علمِ کیمیائے اکسیر کی طلب و شوق پیدا ہو جائے اور وہ ترکیب کیمیائے اکسیر کے علم و عمل سے بے نصیب ہو تو وہ کسی بھی حکمت سے دوائے ترکیب حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو پاتا اور مطلق بخیل و رقیب و محرومِ مطلوب و شوخ و سرکش اور بے حیا بن کر کیمیا گری میں ناکامی کا افسوس و غم اپنے ساتھ قبر میں لے جاتا ہے البتہ اولیائے اللہ فقیر کی نظر و نگاہ سے اِس قسمت و نصیب کا حصول آسان سا معاملہ ہے لیکن فقیر تمام دنیا کے تصرف کا یہ مرتبہ اِس لئے عطا نہیں کرتا کہ کہیں طالب اِس سے خدائے تعالیٰ کے باغی نہ ہو جائیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ ”اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق فراخ کر دیتا تو بے شک وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے لیکن وہ اندازے سے اُتارتا ہے جتنا چاہتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر گیری کرتا ہے اور اُن کی نگہبانی کرتا ہے۔ علمِ کیمیا کا ہنر و عمل انسانی جان کے لئے بیماری و زحمت ہے۔ کیمیا گر چور ہے اور دنیا میں ایمان کا دشمن ہے۔ کیمیا گر کے چہرے پر عبرت و حیرت کی پریشانی ہوتی ہے۔ اُس سے ہم کلام ہونا اور اُس کی صحبت میں رہنا باعث وسوسۂ شیطان ہے۔ نسخۂ کیمیا کی اصل فقط ایک دم ہے، جو اِس سے زیادہ کی طلب رکھتا ہے وہ جھوٹا ہے اور عمل کیمیا میں خام و ناتمام ہے۔

ابیات :۔ (1) ” کیمیا گری ایک ہنر ہے اور میں ہادیٔ کرم ہوں۔ جو بھی میری زیارت

کرتا ہے وہ غم سے آزاد ہو جاتا ہے۔"(2)" علمِ کیمیا ایک ہنر ہے اور مَیں راہِ خدا کا راہبر ہوں، مَیں لقائے خداوندی کے لائق طالبوں کو فوراً پہچان لیتا ہوں۔"(3)" عمل کیمیا ایک ہنر ہے اور مجھے دائم کمال حاصل ہے حالانکہ ہر کمال کو زوال ہے۔"(4)" کیمیا ایک ہنر ہے اور مَیں دائم دل شناس ہوں، مَیں ہر نیک و بد کو اُس کے چہرے سے پہچان لیتا ہوں۔"(5)" آہ! میری نظر میں ہے تمام ازل و ابد کہ مَیں اُسی کی نگاہ و دلیل سے راہ یافتہ ہوں۔"(6)" ہر عمل کو ہم نے اپنے زیرِ عمل اور ہر تصرف کو اپنے زیرِ تصرف رکھا ہے۔"(7)" اے باھُوؒ! مَیں اپنے نفس کو رسوا کرنے کے لئے گدا کرتا ہوں اور قربِ خداوندی کی خاطر ہر دروازے پر صدا لگاتا ہوں۔"

جو آدمی کہتا ہے کہ مَیں علمِ کیمیا جانتا ہوں اور مَیں عارف باللہ فقیر ہوں تو سمجھ لو کہ وہ کچھ ہے نہ کچھ جانتا ہے کیونکہ جو جانتا ہے وہ کچھ کہتا نہیں ہے، وہ اپنی توجہ کام پر رکھتا ہے۔ہاں! اگر کسی پر مہربان ہو جائے تو اُس پر اپنا ہنر کھول دیتا ہے۔ کسی جان نثار طالبِ صادق کو رضائے الٰہی اور ثواب کی خاطر عطا کر دیتا ہے مگر کسی کم حوصلہ طالب کو اُس سے آگاہ و واقف کرنا اُس کی گردن پر وبالِ خونِ زوال کے مترادف ہے اور یہ سراسر خطا و خرابی ہے۔

شرحِ حاضراتِ اسم اللہ ذات و حاضراتِ کلمہ طیبات متبرکات

جس شخص کا نفس بھوک سے عاجز ہو اور اُس کے وجود میں طاعت کی طاقت نہ رہے اور اپنی قسمت کو خدا کی عطا سمجھے تو اُس پر سوال کرنا حلال و روا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" جو آدمی بھوک سے عاجز ہونے کے باوجود سوال نہ کرے اور مر جائے وہ جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اور سوالی کو جھڑکو مت۔" عامل کامل مقامِ کُنۡ فَیَکُوۡنَ

سے کل و جز مخلوقات کے تمام دفاتر کو حاضراتِ اسم اللہ ذات سے اپنے سامنے حاضر کر کے دونوں جہان کا تماشا ناخن کی پشت پر یا ہاتھ کی ہتھیلی پر دیکھتا ہے اور آئینہ روشن ضمیر میں صاحب تفسیر عالم کو دکھاتا ہے اور ماضی حال و مستقبل کے حقائق کا مشاہدہ کرتا ہے اور شوق سے حاضراتِ اسم اللہ ذات کی با توفیق تحقیق کرتا ہے جس سے اُس کے وجود کے ساتوں اندام نور ہو جاتے ہیں اور وہ دم سے دم کو اور جسم سے جسم کو جدا کر کے حضوری میں پہنچ جاتا ہے۔ جمعیتِ تحقیق و باوصال نعم البدل کا یہ انتقال بعض کو ظاہری تحقیق اور باطنی توفیق سے حاصل ہوتا ہے اور بعض پر ظاہر باطن میں عیاں ہو جاتا ہے اور بعض خواب یا مراقبہ یا پردہ موت جیسے استغراق میں خلق سے جدائی اور ذاتِ حق سے یکتائی حاصل کر کے مراتب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[1] پر پہنچ جاتے ہیں۔ اِس میں تعجب مت کر اور اِن امورِ غیب کا انکار بھی مت کر کہ بلا شبہ یہ غیب آیاتِ قرآن کی حاضرات سے کھلتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اِس میں کوئی شک نہیں، یہ کتاب اُن اہلِ تقویٰ کو ہدایت مہیا کرتی ہے جو عالمِ غیب پر ایمان رکھتے ہیں[2]۔" علاوہ ازیں حاضراتِ اسم اللہ ذات کی آزمائش و امتحان و تجربہ کے لئے صاحبِ حاضرات جب قبرستان میں جاتا ہے تو قبرستان کی جملہ ارواح اُس کے سامنے حاضر ہو جاتی ہیں، وہ اُن سے ہم کلام ہوتا ہے اور احوالِ قبور کا مشاہدہ کرتا ہے۔ قبروں پر بہشت بہار ہو یا عذابِ نار ہو وہ ہر اہلِ قبر کا مرتبہ دیکھ کر جان سکتا ہے کہ اہلِ قبر سعید ہے یا شقی ہے۔ اِس مشاہدہ سے حاضراتِ غیب پر اُس کا یقین و اعتبار کامل ہو جاتا ہے۔ تُو اِس غیب کو عیب مت جان ورنہ شرمندہ و خجل خوار ہوگا۔ بلا شبہ یہ غیب آیاتِ قرآن سے ثابت ہے، فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "جو لوگ اپنے ربّ سے غائب میں ڈرتے ہیں اُن کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔"

---

[1]:۔ ترجمہ = مرجاؤ مرنے سے پہلے۔ [2]:۔ ترجمہ = یعنی "جو عالمِ غیب کا مشاہدہ تحقیق سے کرتے ہیں" کیونکہ کامل ایمان تحقیقی مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔

اِس کے علاوہ صاحبِ حاضرات اسم اللہ ذات کی حاضرات سے تمام جہان کی خوش نصیبی اور بد نصیبی کے احوال معلوم کر لیتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن و حدیث کا سبق پڑھ کر ہر علم کا مطالعہ کر لیتا ہے۔ جسے اس بات پر یقین نہیں وہ نجس وخبیث ہے۔ مزید یہ کہ صاحبِ حاضرات اسم اللہ ذات کی حاضرات سے ازل سے ابد تک جتنے بھی روحانی ہیں اُن سب سے اور ہر نبی اور اُس کی اُمت کے ہر روحانی سے دست مصافحہ کرتا ہے۔ حاضرات کئی طرح کی ہیں چنانچہ حاضراتِ ذات، حاضراتِ صفات، حاضراتِ حیات، حاضراتِ ممات، حاضراتِ نفسانی، حاضراتِ جنات و مؤکلاتِ جسمانی، حاضراتِ دفعِ شیطانی، حاضراتِ مشاہداتِ طبقاتِ قابَ قوسین جس میں دونوں علوم کی حکمت پوشیدہ ہے اور حاضراتِ نفس وقلب وروح وسرّ۔ قربِ حق تعالیٰ کا ہر ادنیٰ واعلیٰ کشف اس نقش کی حاضرات سے کھلتا ہے۔ کامل اس سے بلا رنج وریاضت خزائن الٰہی کا تصرف اور جملہ مطالب کھول کر دکھا دیتا ہے۔ نقش یہ ہے۔

حاضرات اللہ معرفت تصرف جمعیت	علم غیب اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کے خاص بندے جانتے ہیں۔	حاضرات للہ معرفت تصرف جمعیت
اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم — لہٗ — [illegible]	عالم الغیب والشّھادۃ ھو الرّحمٰن الرّحیم	[illegible] — ھو — [illegible]
حاضرات لہٗ معرفت تصرف جمعیت	لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ	حاضرات ھو معرفت تصرف جمعیت

اے طالب اللہ! جلدی آ تا کہ مَیں تجھے دیدار و لقا سے مشرف کر دوں کہ بندے اور خدا کے درمیان کسی دیوار یا سنگ کوہ یا سدِ سکندری کا پردہ حائل نہیں ہے۔ جو جوئی یہ علمِ غیبی حاصل کرنا چاہتا ہے وہ آ کر مجھ سے فوراً یہ غیب پڑھے، سمجھے اور صاحبِ نظر ہو جائے۔ سن اے نفس اہل ہوا! انکار مت کر اور معرفتِ الٰہی، قربِ حضوری اور دیدارِ خداوندی کا منکر نہ ہو۔

ابیات:-(1) "اللہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے، تُو اُسے دُور کیوں سمجھتا ہے؟ مَیں تو اُسے بالکل عیاں دیکھتا ہوں اور ہر وقت اُس کی حضوری میں رہتا ہوں۔"(2) "وہ غیر مخلوق، بے صورت اور بے مثال ہے مگر اُس کی معرفت توحید کا وصال حاصل ہو جاتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا وصال سال و ماہ و ہفتہ و ایام کی ریاضت و مجاہدہ سے حاصل نہیں ہوتا مگر مرشدِ کامل حاضرات اسم اللہ ذات سے ایک ہی ساعت میں عطا کر دیتا ہے اور معرفتِ فقر و قرب حضوری کی ابتدا و انتہا کھول کر دکھا دیتا ہے۔ طالبِ صادق کے دو گواہ ہیں، ایک یہ کہ وہ مرشد کے ہر عمل سے اتفاق کرتا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ مرشد کے نیک و بد اور ثواب و گناہ پر نظر نہیں رکھتا۔ ایسے ہی خاص طالب کو مرشد ایک ہی نگاہ میں معرفتِ قربِ الٰہ سے مشرف کر دیتا ہے۔ یاد رہے کہ کیمیائے اکسیر اور کیمیائے تکسیر کا علم طالبوں کو گمراہ کر دیتا ہے کہ یہ حضوری معرفتِ الٰہ سے باز رکھتا ہے۔ اگرچہ عوام کی نظر میں یہ باعثِ نفع و ثواب ہے مگر عارفوں کے لئے محض حجاب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-" جسے اللہ مل گیا وہ مالکِ کل ہو گیا۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" میرے لئے اللہ کافی ہے اور اللہ ہی میری کفایت کا وکیل ہے۔"

بیت:-" مَیں ہر علم میں عامل کامل و روشن ضمیر فقیر ہوں، کل و جز ہر شے میرے حکم کے تابع ہے۔"

ابتدائی مراتب تین ہیں:-" طلب، محبت اور شوق۔ طلب مرتبہ ہے، محبت منصب ہے اور شوق عنایت ہے۔ جونہی طالب طلب میں قدم رکھتا ہے وہ نفس و طمع و حرصِ دنیا اور معصیت

شیطانی کو تین طلاق دے دیتا ہے۔ جو کوئی درم دنیا جمع کرتا ہے شیطان اُس کا مصاحب بن جاتا ہے اور اُس سے ہرگز جدا نہیں ہوتا اور نفس امارہ اہل دنیا کے وجود میں خود پسندی کا وصف بھر دیتا ہے جس سے اُس کا وجود خصلتِ فرعونی، بخل قارونی، شامتِ شدادی اور فضیحتِ فتنۂ نمرودی سے خالی نہیں ہوتا۔ مرشد کامل وہ ہے جو مرتبہ طلب سے طالب کے جملہ مطالب کھول کر دکھاوے۔ اِسی طرح منصبِ محبت سے اہل محبت کو معرفت وحضوری کا مشاہدہ کھول کر دکھاوے اور ملکِ شوق سے اہل شوق کو عین عنایت کھول کر عین بعین دکھاوے۔ اِن تینوں مراتب میں سے پہلا مرتبہ فنا فی الشیخ کا ہے۔ اِس مرتبے پر طالب اللہ جب بھی مرشد شیخ کی صورت کو اپنے تصور میں لاتا ہے اُسے ہر طرف تصرف شیخ کے مراتب نظر آتے ہیں۔ دوسرا مرتبہ فنا فی الرسول کا ہے، اِس میں طالب اللہ جب بھی صورت اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے تصور میں لاتا ہے اُس کے دل و دماغ سے لاسوی اللہ کے تمام نقوش مٹ جاتے ہیں اور وہ جس طرف بھی نظر اُٹھاتا ہے اُسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دکھائی دیتی ہے اور وہ باحیا و باادب ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عاشق اور اللہ تعالیٰ کا معشوق بن جاتا ہے۔ تیسرا مرتبہ فنا فی اللہ جل جلالہٗ کا ہے۔ اِس میں طالب اللہ جونہی صورت اسمِ اَللّٰہُ کو اپنے تصور میں لاتا ہے اُس کا نفس مطلق ہلاک ہو جاتا ہے اور اُسے ہر طرف اللہ ہی اللہ کے انوارِ تجلی نظر آتے ہیں۔ اِسے لامکان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ذات ہے اُسے مقامِ مخلوق کے ازل وابد اور دنیا و عقبیٰ و بہشت سے تشبیہ دینا موجب شرک و کفر ہے۔ پھر مومنوں اور عاشقوں کو وصال دیدار کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ وہ جثۂ نور کے ساتھ لامکان میں داخل ہوتے ہیں جہاں اُن کی روح رحمت پذیر ہوتی ہے۔ جس وقت و جس جگہ و جس مکان میں دیدار ہوتا ہے اُس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ جو عاشق نظارہ دیدار کر لیتا ہے وہ مستی میں بھی ہوشیار رہتا ہے اور اپنی ہستی و خود پسندی سے بے زار ہو جاتا ہے۔ وہ جس قدر بھی دیدار کرتا جائے اُس کا جی ہرگز نہیں بھرتا بلکہ وہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ (کیا یہ عنایت مزید نہیں ہوگی؟) کا تقاضا

کرتا چلا جاتا ہے۔ یہ معرفتِ توحید و تجرید و تفرید اور عین نما و عین بقا و عین لقا کے مراتب ہیں جن سے قربِ خداوندی کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ جو مرشد یہ توفیق رکھتا ہے اُس کے لئے طالب مرید کرنا روا ہے اور جو پیر یہ راہ نہیں جانتا اُس کے لئے لوگوں کو طالب مرید کرنا خطا ہے۔

ابیات:-(1)" ذکر ایک شوق ہے جو لقائے حق بخشتا ہے اور ذاکروں کو غرق فنافی اللہ کر کے باخدا کرتا ہے۔"(2)" ذکر ایک نور ہے جو حضوری حق بخشتا ہے، یہ بے شعور لوگ ذاکر کہاں ہو سکتے ہیں۔"(3)"ذکر وہ ہے کہ جس سے ذاکر صاحبِ نظر ہو جائے، یہ بیل گدھے ذاکر کہاں ہو سکتے ہیں؟"(4)" ذاکروں کو دائمی حیات نصیب ہوتی ہے جس سے وہ ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-" تمام فرائض میں سب سے پہلا فرض کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ذکر ہے۔" مرشدِ کامل وہ ہے جو خود مقامِ ابتدا پر رہے اور طالبوں کو حاضراتِ اسم اللہ ذات سے مقامِ انتہا پر پہنچائے۔

بیت:-" وہ آدمی ہرگز طالب نہیں جو بے وصال ہو اور وہ آدمی مرشد نہیں جو اہلِ سوال ہو۔"

مرشد عین نما ہوتا ہے، وہ دکھاتا بھی ہے اور فرماتا بھی ہے۔ فرمانے اور دکھانے میں بڑا فرق ہے۔ جو مرشد راہِ سلوک میں مراتبِ موت دکھا دیتا ہے مثلاً جان کنی کا وقت، قبرو لحد میں منکرو نکیر کے سوالات، حشرگاہِ قیامت کا قیام، پل صراط سے گزرنا، بہشت میں داخل ہونا، حور و قصور کا معائنہ، نعمتِ لقائے ربّ العالمین کا ذائقہ وغیرہ کے تمام مراتبِ موت کو وہ زندگی ہی میں خواب میں یا مراقبہ میں یا کھلی آنکھوں سے یا قطعی علمی دلیل سے یا حاضرات سے یا ناظرات سے یا مشاہداتِ جمعیتِ جمال سے دکھا دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ مرشدِ کامل ہے۔ بغیر کچھ دیکھے مرشد پر یقین کرنا خام طالبوں کا کام ہے۔ جو مرشد طالب کو تمامیت تک نہیں پہنچاتا وہ نامرد و ناتمام ہے۔

جان لے کہ کامل مرشد اور پیر استاد وہ ہے جو اپنے طالب مرید یا شاگرد کو حاضرات اسم اللہ ذات سے ایک ہی ساعت میں واصل حضور کر کے اُس کے جملہ مطالب پورے کر دے اور اُسے گنج تصرف بخش دے۔ اِس کے علاوہ جو آدمی کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو کُنْ فَیَکُوْنَ کی کنہ سے پڑھ لیتا ہے وہ عالم ولی اللہ اور فاضل فقیر بن جاتا ہے۔ کلمہ طیب ہر علم کی چابی ہے۔ اِسے جس قفل میں ڈالا جائے اُسے کھول کر تمام علم علوم کو آشکار کر دیتی ہے۔ کلمہ طیب ام العلوم ہے اور قرب اللہ توحید حق قیوم کی معرفت بخشنے والا ہے۔ جو کوئی علمِ حق قیوم پڑھ لیتا ہے اُسے رسمی رواجی علم علوم پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ پس جو کوئی کلمہ طیب پڑھنے والے کو جاہل سمجھتا ہے وہ خود مجہول، احمق اور نا معقول ہے۔ پس مرشدِ کامل کی نگاہ میں عالم و جاہل طالب برابر ہوتے ہیں کہ کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں اور ہر حرف کے اندر علم و حکمت اور تصرف کے ایک ہزار خزانے پوشیدہ ہیں جو مرشدِ کامل کی توجہ کی طے میں ہوتے ہیں، مرشدِ کامل ایک ہی توجہ سے کلمہ طیب کو کھول کر اُس میں سے ہر علم دکھا دیتا ہے کہ کلمہ طیب کا اثبات حق سے ہے کہ وہ حق ہے۔ جان لے کہ مرشدِ کامل کی نگاہ میں جاہل و بے نصب طالب برابر ہوتے ہیں کیونکہ کلمہ طیب پڑھنے والے کی قسمت میں ہر نصیب لکھ دیا جاتا ہے۔ مرشدِ کامل ہر اُس طالب پر کلمہ طیب کھول دیتا ہے جو دوستِ حبیب نبی اللہ اور طالب مرید ولی اللہ ہو اور ہر قسمت کلمہ طیب سے نصیب کرا دیتا ہے اور حاضرات کلمہ طیب سے اُسے حضوری میں پہنچا دیتا ہے جس کے بعد اُسے جمعیت و نصیب کی حاجت نہیں رہتی۔ پس معلوم ہوا کہ جاہل و بے نصیب و بے معرفت صرف کافر ہی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ " یہ اِس لئے ہے کہ مومنوں کا والی اللہ ہے اور کافروں کا والی کوئی نہیں۔" سن! عامل کامل وہ ہے جو ہر اسم کے جس دم کی حاضرات سے اہل اسم کو اپنے پاس حاضر کر کے اُس سے ہم کلام ہو جائے تا کہ اُس کے دل میں کسی قسم کا افسوس و غم اور آرزو باقی نہ رہے۔ جو اسمائے الٰہی کے جس دم کی حاضرات سے طالب کو استغراق فنا فی اللہ نور کی حضوری بخشے، اسمِ محمد

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جس دم کی حاضرات سے اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف کر دے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے اُسے تلقین ہدایت دلوائے۔ اِسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ بن خطاب، حضرت عثمانؓ، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت شاہ محی الدین قدس سرہ العزیز، حضرت امام اعظمؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد حنبلؒ کے اسمائے مبارکہ کی حاضرات کے ذریعے اُن سے ملاقات کی جاسکتی ہے۔ اِسی طرح تمام ارواحِ انبیاؑ و اولیا اللہ کے اسمائے مبارکہ کے حبس دم کی حاضرات کے ذریعے اُن سے ملاقات کی جاسکتی ہے۔ اِسی طرح حبس دم کی حاضرات سے چالیس ابدالوں سے اور زندہ و مردہ تمام غوث و قطب درویش فقرا سے ملاقات کی جاسکتی ہے اور حبس دم ہی کی حاضرات سے جملہ فرشتوں خاص کر جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوسکتی ہے اور اُن سے علمِ الہام اور دال کا پیغام طلب کیا جاسکتا ہے کہ علمِ دال دلالت کرتا ہے جملہ آیات واحادیث کے علم پر۔ اِسی طرح حاضراتِ حبس دم سے میکائیل علیہ السلام بارانِ رحمت کا وعدہ کرتے ہیں، حضرت اسرافیل علیہ السلام حبس دم کی حاضرات سے صور پھونکتے ہیں اور جس ملک کو ویران کرنا چاہتے ہیں تو حبس دم سے صور پھونک دیتے ہیں جس سے وہ ملک اِس طرح ویران و برباد ہوتا ہے کہ پھر قیامت تک آباد نہیں ہوتا اور جب کوئی تصور میں منہ سے منہ، لب سے لب اور دم سے دم ملاتے ہوئے حضرت عزرائیل علیہ السلام کے دم کو اپنے دم میں جذب کرتا ہے تو وہ اِس بات پر قادر ہو جاتا ہے کہ اگر وہ غضب اور جذب جلالیت سے کسی دشمن کے دم کو اپنے دم سے پکڑ لے تو اتنی سختی سے پکڑتا ہے کہ دشمن کا دم تنگ ہو جاتا ہے اور وہ اُسی وقت جان سے بے جان ہو کر مر جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ عاملِ حاضرات اپنے نفس کی حاضرات سے دوسروں سے ہم کلام ہوسکتا ہے، ملاقات کرسکتا ہے اور اُن کے احوال سے واقف ہوسکتا ہے۔ یہ مراتب اُس کے ہیں جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا ہو۔ اِسی طرح صورتِ قلب سے

ملاقات اُس آدمی کا مرتبہ ہے جس نے اپنے قلب کو پہچان لیا ہو، صورتِ روح سے ملاقات اُس طالب کا مرتبہ ہے جس نے اپنی روح کو پہچان لیا ہو کہ روح امرِ ربیّ ہے، جثۂ سِرّ سے ملاقات اُس طالب کا مرتبہ ہے جس نے اپنے سِرّ کو پہچان لیا ہو۔ اِسی طرح جثۂ توفیقِ الٰہی نور سے ملاقات اُس طالب کا مرتبہ ہے جس نے اپنے نور کو پہچان لیا ہو، جثۂ علمِ ہدایت سے ملاقات اُس طالب کا مرتبہ ہے جس نے ہدایتِ حق کو پہچان لیا ہو۔ اِسی طرح حاضرات کے عمل سے شیطانِ لعین کو دفع کیا جا سکتا ہے، دنیا کو غلام کی طرح اپنے سامنے حاضر کیا جا سکتا ہے اور اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کا تماشا دیکھا جا سکتا ہے۔ جو مرشد طالب کو حاضرات کی یہ تعلیم نہیں دیتا طالب کا یقین ہرگز پختہ نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ تلقین کے قابل بنتا ہے بلکہ وہ بے یقین و بے دین مصاحبِ شیطان نفسِ لعین کی قید میں آجاتا ہے۔

بیت:۔" مرشد اگر مرد ہو تو وہ طالب کو ہر مقام پر پہنچا سکتا ہے اور اگر نامرد ہو تو سراسر طالبِ زر ہوتا ہے۔"

طالب با مطلوب ہو، مرشد محبوب ہو، عالم استاد بے طمع ہو اور فقیر ولی اللہ با خدا و بے کبر و بے ہوا ہو۔ توکل یہ ہے کہ بندہ جملہ تصرفِ گنج کا مالک ہو اور اپنے تصرف سے مسلمانوں کو نفع پہنچاتا رہے مگر خود تارک فارغ رہے۔ توکل یہ نہیں کہ جیسے،

بیت:۔" مکار وہ اس لئے پارسا ہے کہ برائی تک اُس کی رسائی نہیں۔ یہی فقرِ اضطراری بے حیا ہے۔"

بیت:۔" روشن ضمیر فقیر کو اختلاطِ خلق سے کوئی خطرہ نہیں کہ مٹھی بھر خاک دریا کو گدلا نہیں کر سکتی۔"

شرحِ علمِ دعوت

علمِ دعوت پڑھنے والا عامل اس قول پر عمل پیرا رہتا ہے کہ :-" موذیوں کو قتل کر دو اُن کی ایذا رسانی سے پہلے، بادشاہی اُسی کی ہے جس کا غلبہ ہو، مال اُسی کو ملتا ہے جو اُسے تلاش کرتا ہے اور تلوار اُسی کی ہے جو اُس سے وار کرتا ہے۔" اگر ایک طرف ایک لاکھ یا ایک کروڑ سوار و پیادہ سپاہ کا لشکر ہو اور دوسری طرف علمِ دعوت کا عالم عامل ورد وظائفِ دعوت پڑھنا شروع کر دے تو غیب الغیب سے موکل فرشتوں کا سوار و پیادہ لشکر آ جاتا ہے جو مخالف لشکر کے ہر سپاہی کی آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر اُنہیں نابینا و اندھا کر دیتا ہے یا اُنہیں اتنا مخبوط الحواس اور دیوانہ کر دیتا ہے کہ وہ اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ کر گدھوں کی طرح زمین پر لوٹنے لگتے ہیں یا اُن کے دل میں اتنی ہیبت ڈال دیتا ہے کہ اُن سے تلوار نہیں اُٹھائی جاتی۔ علمِ دعوت کی ایک تاثیر یہ بھی ہے کہ اگر کوئی منافق کسی ولی اللہ کا دشمن ہو جائے تو فقیر اگر چاہے تو جذبِ تصور سے اُس کی آنکھوں کی بینائی سلب کر لے یا اُسے دردِ چشم میں مبتلا کر دے جس سے وہ اندھا ہو کر مر جائے گا یا تصور توجہ سے اُس کے اعضائے بدن سے جان نکال لے تو سر سے قدم تک اُس کا سارا وجود خشک ہو کر ہلاک ہو جائے گا یا یہ کہ اگر وہ غضب اور جذبِ جلالیت سے تصور و توجہ کی تلوار اُس کے جگر پر چلا دے تو اُسے ایسا زخم لگے گا جو کبھی درست نہ ہو گا اور وہ عمر بھر بیمار رہے گا۔ اِس قسم کا اسلحہ ہوتا ہے عارفانِ خدا اولیائے اَللّٰہُ کے پاس۔

بیت :-" تُو صاف دل لوگوں کی ہنسی اُڑاتا ہے؟ خبردار! وہ روشن آئینہ ہیں اور آئینے پر ہنسنے والا اپنی ہی ہنسی اُڑاتا ہے۔"

علمِ دعوت میں عامل کامل صاحبِ تصور کے پاس کامل توفیق ہوتی ہے، وہ صاحبِ تحقیق، رفیقِ حق، مکمل باربردار اور متحمل مزاج ہوتا ہے۔ کبھی وہ جلال میں ہوتا ہے اور کبھی

وصالِ جمال میں۔ جان لے کہ طالب اللہ کے وجود میں سرو دماغ سے ناف تک ستر مقامات نفس کے خلاف ہیں جن پر اگر ہر صبح و شام تفکر کے ساتھ اسمِ اللہ ذات کی مشقِ وجودیہ مرقوم کی جائے تو ہر ایک مقام سے معرفت اللہ توحید کا شعلہ اُٹھتا ہے جس سے دائمی طور پر قرب اللہ دیدار کے انوارِ تجلی کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ اُن میں سے دس مقام سرو دماغ میں ہیں، پانچ پانچ دونوں آنکھوں میں، دس دس دونوں کانوں میں، پانچ زبان میں، پانچ سینے میں، پانچ دل اور اُس کے اطراف میں، دس دونوں پہلوؤں میں اور پانچ ناف میں ہیں۔ پورے اخلاص کے ساتھ نفس کی گردن ماری جائے تو مراتبِ حضوری کی جمعیتِ خاص نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ مشقِ وجودیہ سے حاصل ہوتا ہے کہ مشقِ وجودیہ کی ابتدا میں لِیْ مَعَ اللّٰہِ کے مراتب حاصل ہوتے ہیں اور انتہا میں مقامِ فنا فی اللہ کا استغراق نصیب ہوتا ہے اور مشقِ وجودیہ ہی سے تمام اعضا کے لطائفِ غیبی کھلتے ہیں جن سے نورِ حضور دکھائی دیتا ہے۔ حضوری کے اِس مقام پر عقلِ کلی کے شعور سے جواب باصواب ملتا ہے۔

بیت:۔" فرشتے کو اگرچہ قرب درگاہ حاصل ہوتی ہے مگر مقامِ لِیْ مَعَ اللّٰہِ تک تو اُس کی رسائی نہیں ہے۔"

صاحبِ تصور کے دو طریق ہیں، ایک وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ کے تحت جستجوئے دیدارِ حق کرتا ہے اور دوسرے وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کے تحت صبر و سکوت اختیار کرتا ہے یعنی جب وہ مقامِ حضوری میں دیدارِ حق سے سرفراز ہوتا ہے تو صبر و سکوت اختیار کر لیتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا فرمان ہے:۔" جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا بے شک اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔"

بیت:۔" آنکھیں کھول اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کر کھلی آنکھوں سے پورے یقین اور صفائی دل کے ساتھ۔"

اِن اسمائے پاک کی برکت سے یعنی اسم اَللّٰہُ کے نور سے، اسم لِلّٰہِ کے تصرف سے،

اسمِ لِلّٰہ کی توجہ سے، اسمِ ھُوْ کے تفکر سے اور اسمِ مُحَمَّدْ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصور با جمعیت سے دیدارِ الٰہی کر لینا بالکل برحق ہے۔ تصور وسیلۂ مشاہدہ ہے۔ اسمِ فقر کے تصور سے فیض و فضل رحمت عطا ہوتی ہے اور اسمِ مَعَ اللّٰہُ کے تصور سے دیدار و لقائے الٰہی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

خیر و عافیت سے اختتام پذیر ہوئی یہ کتاب۔

شکر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور میرے مرشد پاک کی توجہ عنایت سے آج مورخہ 12-اگست 2007 بروز اتوار کو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوْ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب "عقلِ بیدار" کا اُردو ترجمہ میرے ہاتھوں اختتام پذیر ہوا۔ وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ o

مترجم:- سید امیر خان نیازی سروری قادری

ساکن ڈرے خیلانوالہ چھدرو روڈ میانوالی

حال مقیم محلہ سرگوجرہ غربی چکوال۔